

سِفِّ حِشْتَانِی



تَصْنِیفِ لَطِیف

زُبدُ الْجَمِینِ سَمِیْعُ الدِّعْوِی حَسَنُ الدِّعْوِی مَیْرُ عَلِی شَاهُ اَمَّا بَکِیَل





میلویت الی دم نہراود سے کہ برآید از سر یا از منے
 الی القرو حو اسے پیر آمدت از حضرت سولی البشر
 (دوہ)



سیفِ حشمتی

سیفِ حشمت

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑا شریف

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ○ (فَرَّادُ كُتْمٍ)
 یقیناً انہوں نے (مسیح علیہ السلام) کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُن کو اپنی طرف اٹھایا اور اللہ غالب و بختِ اللہ ہے

سَیْفِ بَیْتِنَابِی

تَمْلِیْقِ لَطِیْفِ

زُبْدُ الْمُتَحَقِّقِ رَیْسِ الْعَافِیْنَ حَضْرَتِ سَیِّدِ مِہْرِ عَلِی شَاہِ صَاحِبِ گِلَانِی

○

بِإِسْمَاءِ

حَضْرَتِ سَیِّدِ پیرِ غلامِ مُحَمَّدِ الدِّیْنِ شَاہِ صَاحِبِ قَدْسِ سَرُو

بِإِسْمَاءِ

حَضْرَتِ سَیِّدِ پیرِ غلامِ مُعِیْنِ الدِّیْنِ شَاہِ صَاحِبِ قَدْسِ سَرُو

حَضْرَتِ سَیِّدِ پیرِ شَاہِ عَبْدِ الْحَقِّ صَاحِبِ مَدَظَلِّهِ الْعَالِی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

پارہ پنجم

مقام اشاعت _____ گولڈ اسٹریٹ، ضلع اسلام آباد
تاریخ اشاعت _____ ۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ، جون ۱۹۹۸ء

خط ملی _____ خوشی محمد ناصر قادری خوشنویس خوش رقم جالندھری
تعلیم پردیس رقم ۳۰-۱۵۔ ایک کٹونی سین اہلاداہو

مطبوعہ: پرنٹنگ پروفیشنل لاہور-فون: ۶۳۰۴۱۰۳

پہلے اور بعد کے

120

پیش لفظ

قادیانیت پر ایک مختصر تبصرہ

مذہب اسلام کے دو بنیادی اصول اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اعتقاد رکھنا ہیں۔ اسلام کا نئے انگریزی آدم کو بتایا کہ اصل سچ مبادت، کون، مکان کا پروردگار اور مالک حاکم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اور جو ضابطہ حیات آپ نے دنیا کے سامنے کتاب و وحی الہی کے ذریعہ پیش کیا وہی صحیح اور درست ہے اور انسانوں پر لازم ہے کہ اپنی فلاح کے لیے اس پر عمل کریں۔ تاہم سچ کے طالع سے بڑھتا ہے کہ مسلمانوں کے عروج غمناک ہو جائے گا۔ لہذا ان دنیاوی اصولوں پر عمل کرنے ہی میں ٹھہرنا تھا۔ مخالفین اسلام اس بات کو اچھی طرح دیکھتے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں کو نچا دیکھانے کے لیے اصولوں نے جو قدم اٹھائے ان میں سب سے پہلا الہی دو اصولوں کو بدلتا بنا دیا تھا۔ پہلے اصول کی مخالفت میں تو انھیں چندل کی مانی جا رہی تھی کہ اس اصول کے متعلق تبلیغ اسلام کا اثر ہم پر ہو چکا تھا اور انسانی ذاتیں اس حد تک نشوونما پا چکا تھا کہ بشودان باطل اور مسجود حقیقی میں تیز کر کے اسے مسجود حقیقی پر ایمان دیکھنے سے ہٹا کر مسجود اولیٰ باطل کی طرف ڈال دیا۔ اس کام نے تھا۔ اندیس حالات مخالفین نے اپنی تمام تر کوششیں اس بات پر مرکوز کر دیں کہ اسلامی ایمان کے دوسرے ستون یعنی رسالت اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو متزلزل کیا جائے۔ اور جو الہامی حقیقت اور حقیقت مسلمانوں کو آپ کی ذات مبارک سے سچی تھی اس میں جس طرح بھی ہر کے کی کی جائے۔ ان کا یہ خیال بھی تھا کہ اس محاذ پر کامیابی سے انھیں قول اللہ کہ رسول پر غور و فکر کرانی حاصل ہو جائے گی۔ کیونکہ دنیا کا اس اصول سے تعارض تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نے ہی کو ایا تھا۔ اور آپ کی رسالت کے اصول سے متزلزل ہونا اور توحید کے اصول سے ہٹ جانا گویا لازم و ملزوم تھے۔ اس لیے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد کاذب نبیوں کی ایک کثیر جماعت نے جزیرہ عرب میں سر اٹھایا۔ مگر غلطی اول کے بروقت اور سخت اقدامات کی وجہ سے ان سب کی سرکوبی ہوئی اور کوئی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے بعد اگرچہ بغاوتی طور پر متعدد میان جوت پیدا ہوتے رہے مگر نہ کوئی معتد بہ اثر ڈالنے بغیر دنیا سے اٹھ جاتے رہے۔ شکرِ حریت سے اس اصول پر محاذ آرائی قریباً منقطع رہی۔ تا کہ تیسری صدی ہجری میں مسلمانوں کا غمناک ہو جائے۔ واپسی متزلزل تیزی سے شروع ہوا۔ اور اس کے رکس دوسرے معاہداتی قریب مادی مصلحت سے ابھرنا شروع ہوئیں اور رفتہ رفتہ تمام دنیا پر چھا گئیں۔ اپنے اس ارتعائی وجہ سے انھیں اسلام کے اصولوں پر بظاہر ضرب لگانے کے مواقع پیش آ گئے۔ کیونکہ مادی اصطلاح کے ساتھ ساتھ مسلمان جو اپنی اصطلاح کا بھی شکار ہو چکے تھے اور مخالفین کو اپنے حوالہ میں کامیاب ہونے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا تھا۔

مسلمانوں کے اس دورِ ابتلا میں سرزمینِ ہند میں حکومتِ برطانیہ کے زیر اثر اس فتنہ نے مراٹھا جو بعد میں قادیانیت اور جڑا نیت کے نام سے مشہور ہوا۔ یہاں پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس فتنہ کے متعلق مختصر مابصرہ بدینہ تاخیر کیا جائے تاکہ اس بات

کامیاب انداز ہو سکے کہ اس فتنہ سے دنیا سے اسلام کی وجہ کے ذہنی انتشار اور دینی تفرقہ کے خطرہ عظیم سے دوچار ہوتی مجملتے وقت نے اس فتنہ کو فرو کرنے میں کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا، اور اس میں حضرت سید پر میر علی شاہ صاحب کو لڑہ شریف کا کردار کتنا اہم اور عظیم الشان تھا۔

یہ تحریک قادیانیت حکومت بھٹائیہ کی سرکستی میں شروع ہوئی اور اس کا اصل مقصد اہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو نشانہ بن کر مسلمانوں کے دلوں سے آپ کی قدر و منزلت کو نکالنا اور دین اسلام کے ارشادات اور ان کے طالب میں اس طرح کا رد و بدل کرنا تھا کہ کئی اہلین کو اپنے عوام کی نگاہ میں اعدا دیں سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی ایک اہم ایضاتی خصوصیت یہ تھی کہ آپ کے بعد رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تھا۔ آپ مسطورہ پر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی تھے اور آپ کی شریعت اس دنیا کے لیے عطا کی گئی تھی۔ اس شریعت میں کوئی وسعت دیکھی جاتی تھی کہ قیامت تک کے لیے پیش آنے والے انسانی مسائل کا حل اس میں ہو سکے۔ آپ کے آخری نبی ہونے کی خبر قرآن کریم میں نہایت وضاحت اور فرخندہ الفاظ میں دی گئی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن تَقُولُونَ
اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ تَعَالَىٰ (احزاب: ۴۰)

اور متعدد اعلیٰ رتبہ مبارک سے اس کی تائید ہوتی ہے مثلاً صحیح مسلم میں روایت ہے: "محدث نبیوں کے منہ میں مذکور ہے:۔
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَوَضَّعُ
إِنْ مَنَعُونَ عَنِّي بِعَفْوَةِ هَارُونَ فَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
بعد قیامت نہیں۔

مسلمانوں کے سارے رکاب تیر بجڑ ختم ہوتے وقت تک کا لا شفق تھے جب تک باقی قادیانیت نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس کی ابتدا بھی انہوں نے نجیب اللہ میں کی۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات کے سلسلے میں یہ ذکر ہے کہ ان کو مجوسیوں نے شولی پر چڑھا دیا اور یہ سمجھ لیا کہ وہ وفات پا گئے مگر وہ پہلی پر تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھایا، یہ ذکر سورہ انعام میں ہے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ
وَمَا ذَكَرْنَاهُ وَمَا صَدَقُوا وَلَكِنَّ شَيْئًا كَبُورًا
الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَقَدْ كُنُوا مِن قَبْلُ مَشْغُوبِينَ
مِّنْ عِلْمِ الْآلَاءِ الْغَيْبِ ۖ وَمَا تَوَدُّونَ أَنْ تُقْبَلَ
تَقَعَهُ اللَّهُ الْيَوْمَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

(النساء: ۱۵۷-۱۵۸)

صحیح مسلم کی احادیث متعددہ میں آیا قیامت کے بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ارشادات موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت سے کچھ عرصہ پہلے دنیا میں ضرور وضو ادا ہے انہما جو ان کے اور تعالٰیٰ تالیٰ ایک شخص کا علم و دوا کا

جو اپنے باؤ اور شیطانی قوتوں کی امداد سے ایک وسیع قلعہ زمین پر قبضہ کرنے کا باور ایمان رکھنے والوں پر وترہ حیات تنگ کر دے گا۔ اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید میدان کے قریب آسمان سے اتریں گے جس حال میں کہ آپ کے دونو ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہوں گے آپ اگر دجال کو قتل کریں گے اور دنیا میں اسلام، ایمان اور اس کا بول بالا کریں گے۔ اور پھر سات سال یہاں زندہ رہنے کے بعد وفات پا کر مدینہ شریف میں حرم پاک میں دفن ہوں گے۔ آپ کے غمور سے پہلے بنی قاطر میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا اور لقب ہمدی، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے غمور کے قتل اُن کا استقبال کرے گا اور پہلی نماز یہ حضرات دل کر پڑھیں گے۔ اُس میں وہ عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں دنیا کو کفر و الجہاد کے اثرات سے پاک کرنے میں امداد دے گا۔

چونکہ ان احوال پر شبہا کر میں صبح سال کا یقینی نہیں ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کئی ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے ہمدی جو ہے کا دعویٰ کر لیا مگر قبل اس کے کہ وہ کسی بھی کا استقبال کرتے وہ خود اس دنیا سے اٹھ جاتے رہے۔ بانی قادیانیت نے ان درمیان سے فدا مختلف طریقہ اختیار کیا سب سے پہلے انہوں نے علمائے سلف کے اس عقیدہ کو غلط بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اُٹھتے گئے تھے اور کبھی پھر زمین پر واپس آئیں گے۔ اُن کے نظریہ کے مطابق سینے میں السلام اپنے زمانہ میں ہی اہمال فرما گئے تھے اور قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والا شخص معشر میں مریح ہوگا جس نظریہ کی اشاعت کے ساتھ ہی اُن کی شیلی مسیح ہونے کا دعویٰ کر کے خود کو مسیح خود قرار دے دیا اس ابتداء سے وہ غلی بتوت کی طرف بڑھے اور بالآخر اپنے اول نبی جو ہے کا اعلان کر کے امت مسلمہ کے اس اعتقاد پر ضرب لگائی جس سے وہ تیرہ سو سال سے مختلف بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

تب ہر صاحب کے اس ارتداد سے روحانی اور اُن کی تعلیمات کی تفصیل بجالا دی جاتی ہے۔

بانی قادیانیت اور اُن کی ابتدائی زندگی

محرک قادیانیت کے بانی کا نام ہرزا غلام احمد تھا۔ وہ خوش انداز میں متوجہ بنیاب کے ضلع کوٹہ و پشاور کے موضع قادیان میں ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام غلام شریف تھا جو سرحدی محل گرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ اُن کا پیشہ طبابت اور زمیندار تھا ہرزا غلام احمد معلوم متوجہ عربی، فارسی اور طب کی تفصیل سے فائدہ ہو کر ۱۸۶۲ء میں ڈوٹی ریکسٹر سائنس کوٹ کے دفتر میں ملازم اہل ترقیاً چار سال ملازمت کرتے رہے۔ بعد ملازمت چھوڑ کر اپنے والد محترم کا ہاتھ بنا مشرق کر دیا ساتھ ساتھ مذہبی کتب کا مطالعہ بھی جاری رکھا اور مذہبی منقولات وغیرہ میں جتنی دیتے رہے۔ جہاں تک معلوم ہو سکا ہے اُن کے آبا و اجداد غنی مذہب مسلمان تھے۔ اور خود ہرزا صاحب بھی اپنی اوائل زندگی میں اُنہی کے قدم بہ قدم چلتے رہے۔ اس وقت تک ہرزا صاحب کے عقائد وہی تھے جو ایک صحیح عقیدہ یعنی مسلمان کے ہونے چاہئیں۔ وہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اہل بیت ہونے کے بھی اُنہی قدر قائل تھے جیسے دیگر مسلمان۔ اُن آیام میں ہرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ربیع آسمانی اور نزول کے عقیدہ پر بھی ایمان رکھتے تھے۔

مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

۱۸۸۵ء کی جنگ آزادی کے بعد اپنی سیاسی بالادستی کو دینے کی وجہ سے سلطان مستور بینی پریشانی اور مایوسی کا شکار ہو چکا

تھے اور اپنے اس اضمحلال سے بچنے کا داعیل کرنے کے لیے ہر طرف غفلت آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کب کوئی مرد خدا ان کو انھیں اس ابتلا سے نجات دلائے۔ اس تذبذب اور اضطراب کے زمانہ میں مسلمانوں کے ذہن پر نفسیاتی کیفیت طاری تھی مگر صاحب کو ان کے رافق حکیم نور دین نے اس سے فائدہ اٹھانے کا مشورہ دیا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر وہ خود کو بشیل مسیح کا لبادہ اور وہ کرم کے سامنے پیش کریں تو ساری قوم بول و جان سے ان کا نیک قدم کسے گی۔ اور وہ ایسے ثابت کے لیے بہت بڑا کارنامہ سر انجام دے سکیں گے۔ مگر صاحب نے اپنے پیروکار حکیم نور دین کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے بشیل مسیح ہونے کا دعوے کیا اور کہا:-

”میں مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں، اہل مذہب میں محتاج کا قابل ہوں بلکہ مجھے تو خدا بشیل مسیح ہونے کا دعوے ہے جس طرح حدیث نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔“ (مشہور ترجمہ بیلیج رسالت چلہ درم تو تفسیر تمام علی قادیانی)

بشیل مسیح سے مسیح موعود

مگر صاحب اپنے اس دعوے بشیل مسیح پر زیادہ حوصلہ قائم نہ رہے بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھے اور سب سے پہلے حیات مسیح کے متعلق جو غلط باتوں کا بیان کیا اور پھر اپنے مسیح موعود اور مہدی معنوی ہونے کا اعلان ان الفاظ میں کیا:-
”میرا دعوے یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں مذہب نے کہا ہے کہ تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔“ (ترجمہ گونڈویہ)

ان اطلاعات کے بعد امام اہل نزل مسیح کے مختلف پہلوؤں کو اپنی ذات پر درست ثابت کرنے کے لیے مگر صاحب نے ہمتارہ اور تاویل سے کام لیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے بشیل مسیح کے مطابق مسیح موعود کی تشریف آوری ان حالات میں ہوتی تھی:-

- ۱۔ كُذِّبَ لَهُ وَ كُفِّرَتْ بِالْشَّكْرِ بَيْنَ يَدَيْهِ شَرَقِي
عِنْدَ الْقَتْلِ وَالْمُؤْتَمَرِ
حضرت ہیلی کا نزل ملک شام یعنی دمشق میں شرقی منارہ پر ہوگا۔
- ۲۔ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُنْقَطَرِ
مُتَمَاسِكِ
نزل کے وقت دو زرد رنگ کی چادریں پہن رکھی ہوں گی۔
- ۳۔ مُتَمَاسِكِ اِيْمَانُ اَنْ سَمِعَ نَفْسُ حَافِي
میں سے ہے اور مسیح اور متواتر احادیث سے واضح ہے کہ یہ امام حضرت مہدی علیہ السلام ہوں گے جو نبی فاطمہ میں سے ہوں گے۔

مگر صاحب نے ان شرائط کی تکمیل اپنی ذات کے متعلق کی۔ اور اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ کا اور اپنی ذات کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بشیل ظاہر کیا۔

مسیح موعود سے نبوت تک

مگر صاحب اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے پر قریباً دس سال قائم رہے اور پھر ختم نبوت کے معروف اسلامی نظریہ (جس کے وہ خود بھی معتقد رہے تھے) غلط قرار دے کر نومبر 19۰۷ء میں اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

اپنے اس دھوئے کے بعد مرزا صاحب کچھ عرصہ تک اپنے آپ کو غفلت میں ظاہر کرتے رہے۔ اُن کے کہنے کے مطابق اگرچہ اُس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا تھا مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے ہی نکل سکتی تھی، مذکورہ راستہ جیسا کہ پہلے زمانہ میں چوکا تھا۔ اور خاتم النبیین کے معنی یہ تھے کہ آپ کی مہربانی اور آپ کی مہربانی کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی تھی یعنی آپ کے بعد ایسے انبیاء پیدا ہوں گے جن کی نبوت کی تصدیق آپ اپنی مہربانی فرمائیں گے۔ ان انبیاء کی نبوت کا بعد آپ کے تشریف قدم پر چلنا اور آپ کی شریعت کو قائم کرنا ہوگا۔

کچھ عرصہ اسی طرح غفلت رہنے کے بعد مرزا صاحب آخر اُس منزل پر پہنچ گئے جس کے تصور سے کالمیں ہی کانپتے تھے یعنی انھوں نے مستقبل صاحب شریعت نبی اور خاتم النبیین ہونے کا دھوئے کو دیا اور اُن کے شدید فقر نے اُس اُصا اُصا کو بھی چلا لگا جانے کی جرات کی جس کے نزدیک پہنچنے سے نہ صرف جبریل علیہ السلام کے پڑھتے تھے بلکہ مشائخ عظام کو آواز دی سے سامنے تک لینے کی کجرات تھی۔

اُصا اُصا گاہیت زیر آسمان اُصا اُصا نازک تر

نفسِ مکررہ می آید جہشید و بایزید اُس جا

اپنی تصنیف حقیقت الہی میں قرآن کی وہ آیات جو اُس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی تھیں انھیں اپنی طرف منسوب کر کے اپنی ذات کو اُن کا مصداق ظاہر کیا۔

مستقبل نبوت کا بابہ اوڑھنے کے بعد یہ ضروری تھا کہ اُس کے دیگر لوازمات بھی سامنے لائے جاتے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے یہ بھی دھوئے کیا کہ اُن پر وہی نازل ہوئی ہے۔ اور وحی سے کہیں زیادہ اہمات تھے جو مرزا صاحب نے اپنے دھوئے کی شہادت میں پیش کیے۔ مرزا صاحب کے بہت سے اہمات پیش گوئیوں کی شکل میں ہیں انھیں وہ اپنی صداقت کا معیار اور نشان قرار دیتے رہے۔

مرزا صاحب اور قرآن و حدیث

قبلی نبی بننے اور صاحبِ وحی و اہم ہونے کے دھوئے کے بعد مرزا صاحب نے اپنی توجہ قرآن و حدیث کی طرف بڑھائی تاکہ اُن میں اپنے مقصد کے حصول کے لیے ضروری رد و بدل کیا جاسکے۔ بیوقوف اُن کے دھوئے کے بیس موعود بنا کر بنا کر بیجا ہے اور دھوئے بتایا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں ٹھوٹی اور قرآن کے یہ معنیوں سے مجھے بطلان بخشی ہے۔ (اردبین فریم) اور

جو شخص تکلم ہو کر آیا ہے اُس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ذخیرہ کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔ (مختصر گوشت و دیہ)

قرآن و حدیث کے مطالب کو بدل ڈالنے کے اس خود ساختہ اختیار کو مرزا صاحب نے مسلمانوں سے ہر مسئلہ پر اہتمام کرانے کے لیے استعمال کیا۔ وہ نہ صرف اُمت محمدیہ کے مذہبی حاکم اور دینی نظریات ہی سے الگ ہوئے بلکہ اُس کی اکثر و بیشتر قومی اقدار اور بنی تہا منوں سے بھی علیحدگی اختیار کر لی۔

اگر وہ تمام مسائل یہاں بیان کیے جاتیں جن میں مرزا صاحب نے اُمتِ مسلمہ سے اختلاف کیا تو اُس کے لیے کتنی جلدیں

دیکھادوں گی، ان میں سے محض صرف چند ایک بطور نمونہ درج کیے جلتے ہیں۔ ۱۔

۱۔ نزول ملائکہ

ہر صاحب نے فرشتوں کو اور وای کو کب فرما دیا ہے۔ آیام صالح میں تحقیق فرمایا کہ فرشتے اگر زمین پر نازل ہوں تو کھانے سے متاثر نہ ہو جائیں۔

۲۔ روح انسانی

بروئے قرآن روح عالم امر سے ہے۔ اور عالم امر ان موجودات کا نام ہے جو جس اور خیال اور ہمت اور کھان سے ماورائی ہیں لیکن ہر صاحب نے اپنی تفسیر کے مطابق مذہب اور تصور و فہم کے مطابق انسانی روح کے متعلق تفسیر کیا ہے :-
مہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے زعموں میں ہزار پاکیزے چڑھ جاتے ہیں۔ سو یہی بات صحیح ہے کہ روح ایک لطیف نور ہے جو اس جرم کے اندر ہی پیدا ہو جاتا ہے جو جرم میں پرورش پاتا ہے اور جس کا بغیر ابتداء سے ظہور میں موجود ہوتا ہے ؟

۳۔ یوم الدین کے متعلق کلام

وَمِنْ شَرِّ رَمَانَ النَّاسِ يَوْمَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّا لَهُمْ مِنْ شِئْنِهِ وَهُمْ كَالْعِهْنِ
اللہ تعالیٰ نے جس معبر و موعود کے زمانہ کا نام یوم الدین رکھا کیونکہ
مُخْلِطِي قِيَمِهِ الدِّينِ
اس زمانہ میں دین کو زندہ کیا جائے گا۔
حالانکہ قرآن مجید میں بابا یوم الدین کے معنی روزِ قیامت کے لیے گئے ہیں۔

۴۔ جہاد بالشیف

ہر صاحب نے اس زمانہ میں جب کہ میسلی حکومتیں خصوصاً افغانستان، افغان اور روس اسلامی سلطنتوں کو تروا بالا کر رہی ہیں، جہاد بالشیف کو قائم شدگانوں پر حرام قرار دیا۔ اور اہل اسلام، اہل حدیث کے علاوہ جس مہدی اور مسیح کے متعلق نظر تھے انہیں خودی مہدی اور خودی مسیح کہا۔ (توضیح رسالت جلد ۴م)

۵۔ معراج جسمانی

ہر صاحب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ معراج جسمانی کے متعلق کچھ نہیں کہ معراج (معاذ اللہ) اس جسم کثیف سے نہ ہی ہو سکتا، اہل درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں توقف (یعنی ہر صاحب خود صاحب تجربہ ہے۔

۶۔ احترام انبیاء

مسیح علیہ السلام کی شان میں کسی طرح کے تفریط و کلمات استہمال کیے اور مسلمانوں سے کہا کہ میں میسلی تفسیرین کے مقابلے

میں اُن کے یو سیرج کے متعلق بات کر رہا ہوں جو ایک مجذوب باطل اور فزنی شخصیت ہے لیکن جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام
 نبی کے متعلق بات کرتے تو میری اندازہ شکنیوں پر زیادہ مضطرب نہ ہوتا۔ (ذوالفقار کوٹھہر صاحب)

۷۔ آل نبی کا احترام

جرزا صاحب نے اپنی تصنیفات اور اشتہارات میں جابجا اپنے آپ کو آل نبی، وارث رسول اللہ اور جناب نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی بیٹا ثابت کرنے کی کوشش کی اور اس سہمی میں آل محمد کے منہلی اور غوثی رشتہ کو مقابلہ کم مرتبہ
 کم پایہ دیکھا پایا۔

۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے متعلق قادیانیوں کی زبان درازی

جرزا صاحب کے اپنے ارشادات و دربارہ ائمہ اہل بیت اور صحابہ کرام اس قدر بغیر ہیں کہ انہیں صحت نیاں دے
 نہیں کیا جاتا۔

تمام اُمت محمدیہ پر کفر کا فتوے

جرزا صاحب کے تدریج اور تعلقہ توت کی داستان مختصراً اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اہادیثِ محدثہ کے مطابق مسیح موعود
 کے ظہور کے بعد تمام دنیا کے انسانوں نے اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرنا تھا جن میں عیسائی، یہودی اور تمام دیگر عقائد رکھنے والے
 انسان بھی شامل ہوں گے مگر جرزا صاحب نے جب دیکھا کہ ان کی دعوت پر تنقید کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہے تو انہوں نے
 اپنے تمام نہ ماننے والوں کو کافرانہ دے دیا۔ فرمایا۔

فذلکے تعلقہ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے
 مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

(ابو شامہ جرزا صاحب مندرجہ بالا، انوارِ عالم، ص ۱۰۰)

قادیانیت کے پس پردہ کارفرما قوتیں

یہ اندازہ لگانا کہ جرزا صاحب کی تحریک کے پس پردہ وہ کون سی اسلام دشمن قوتیں کارفرما تھیں مشکل نہیں ہے۔ عیسائیوں کی
 جنگ آزادی کے بعد انگریز حکومت ہندوستانی مسلمانوں سے بدظن ہو چکی تھی۔ مگر جرزا صاحب اور ان کی جماعت پر ان کی خاص توجہ تھی۔
 جرزا صاحب نے دیگر مسلمانوں، زعماء اور علماء کے نفوذ، قسم قسم کی درخواستیں اور حضراتِ حکومت کو ارشاد کیے جن سے یہ
 صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ حکومتِ برطانیہ کے خاص مجاہد برادر تھے۔

اور جب دیکھا کہ آزادی تلک اور حصولِ اقتدار کی دوڑ میں ہندو مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں، تو اپنی
 جماعت کے حق میں ہندوؤں کو بھاد کرنے کے لیے اُن کی پشت پناہی اور ریشی خیموں کی تعریف میں لکھا اور پھر
 دنیا شروع کر دیا۔ اور اپنی کتابِ شہادت، القرائی میں حکومتِ برطانیہ کی اطاعت کو بے صفت، اسلام قرار دیا۔

مرزا صاحب کے دعاوی کا اُمت مسلمہ پر رد عمل

مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ دُر ایک ازنی ابدی عالم گیر تبت بیضا کا ٹوکن ہے، جس میں بے شمار انبیائے کرام بُٹ بُٹ ہوئے اور جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اُن کے دین میں چار چیزیں تبت ہیں۔ کتاب اللہ، حدیث نبوی۔ اہمیت و اُلوہ جابر امت۔ جو بات اُن چاروں کے میزان پر حق ثابت ہو اُن کے لیے وہی حق ہے اور جو باطل ہو وہ باطل۔ مرزا صاحب کی تبت اس میں سبب اُن پر حق ثابت نہیں ہوتی تھی اس لیے اسے ماننا مسلمان کے لیے مجبوری نہ تھا۔

مسلمان کو یہ بھی معلوم تھا کہ تبت ایک بہت ہی اذیع و اعلیٰ چیز ہے اور محض چند پیش گوئیوں کی صداقت میں سبب ایمان نہیں ہو سکتی۔ تبت کا جو حصہ کہ روئے آسمان ہے مگر اُس کے سوا پر دُر اتنا آسان نہیں جتنو منجب و علے اُس فخر انبیاء کے بُرود ہونے کا جو جس کی تعریف میں شاعر و طبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُر و اُلقار، ایشار و سنا، جارات و جمادات اہل خانہ اور عوام اقسام کے ساتھ سبب ملوک اور زندگی کے دیگر جبین پہلوؤں کا بیان ۱۴ موصلا سے بھی مکمل نہیں ہو سکا اُس فائتِ حال کے ساتھ مرزا صاحب کی زندگی کا موازنہ کرنا ہی گستاخی ہے۔

اِس کے برعکس مرزا صاحب کا فرمان تھا کہ وہی الہی کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے اور دُر خود خدا کے رسول اور نبی ہیں کتاب اللہ کے وہی معنی و درست ہیں جنہیں دُر درست کہیں۔ حدیث نبوی کے جس حصہ کو دُر چاہیں لے لیں اور جسے چاہیں رد کر دیں۔ اہمیت و اُلوہ غلط فہم ہے کیونکہ نبی (یعنی دُر خود) آگئے ہیں اور اُلوہ جابر امت کے نام کی بھی کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اُن سے کلام فرماتا ہے۔ اور انہیں اپنی کتاب کے صحیح فہم اور حدیث کے صحیح یا سبب و بی ہونے پر مطلع کرتا ہے۔ اِس حقیقت کے دُر خود شاہد ہیں۔ اور جو شخص اُن کی شہادت پر ایمان نہیں رکھتا اور اُن سے نہایت نہیں کرتا دُر خارج از اسلام ہے۔

مرزا صاحب کے اِن فرافون کو مان لینے کا نتیجہ ہونا کہ اُمت خیر انہیں ملے گا اپنا ایمان، اپنی ہستی اور اپنا وجود بالکل ختم ہو جائے گا۔ اُس کے علوم و قوانین، مقدس اقدار، تاریخی شخصیتیں، ثقافت اور اُس کا خُلق و معاشرہ سب مٹ جائے گا۔ اُس کی عقیدت اور دیگر کام کو یکسر بدل جائے گا۔ جناب ختمی حریت کا شعار مدبر علیہ السلام کی محبت و قیادت کی شخصیت ثانوی ہو کر رہ جائے۔ قرآن کی تفسیر اور حدیث کی تاویل، فقہ اور اجماع کا استعمال اور استنباط اُس بیخ پر چل چکے جو اسلامی روایت اور روایت اور اُمت کے احساں عمومی کے خلاف ہی نہیں بلکہ انسانییت کے احساں عمومی کے بھی برعکس ہوتا۔ نہ صرف یہ بلکہ اُمت اسلامیہ اِس طرح یک قادیانیت کی مٹن برطانوی حکومت کے مندرجہ ذیل نظریہ کے رہ جائے۔

مرزا صاحب کا دعویٰ اِس نوعیت کا تھا کہ اُس کا ساری اُمت مسلمہ پر ایک شدید رد عمل ہونا لازمی تھا تاہم اُمت اسلام اور اہل وائل اُس کی مخالفت میں متفق ہو گئے اور قادیانیت کے متاثرین نہ کھان ہو کر اُمت کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنی تصانیف اور مواضع ذیلیہ حائر المسلمین کو اِس قدر باخبر کر دیا کہ قادیانیت کی تبلیغ اِس ملک میں بالکل بے اثر ہو کر رہ گئی اور حقیقت یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب کو سرکارِ برطانیہ کی مخالفت اور سرپرستی حاصل نہ ہوتی تو اُن کا استشہاد بھی ہوتا جو اُن سے قبل آئے والے ایسے ہی متبعین کا ہوتا تھا۔ اِس سلسلہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور اُن کی جماعت احرار، مولوی شاعر اللہ صاحب اترکری

مولوی نظرفی خان مدبر اخبار از مہندڑ، جناب مقامہ اقبال اور حضرت قبلہ عالم کے مخلصین مولوی محمد علی چشتی مدبر اخبار فیضیہ لاہور اور قاضی سراج الدین مدبر اخبار چودھویں صدیء زاد پٹنڈی نے خاص طور پر قابل ذکر کام کیا۔ جو قبلہ عالم کو نروزی کی ذات پاک سے قدرت نے بہت عظیم کام لیا۔

شمس الہدایت کا طالع

جب مرزا صاحب اور ان کے نئے مذہب کا زیادہ چرچا ہوا اور غاہرین لوگ متاثر ہونے لگے تو علماء کی درخواست پر حضرت قبلہ عالم قدس برائے طاعت متوجہ ہوئے اور بطنی اہل شادائے کی قیام میں مسلمان بن گئے اور شاہ شہان و مصلحان ملک میں اور دو اشغال روز ترقی کے لئے وقت بیکار ایک رسالہ بعنوان شمس الہدایت فی اثبات حیات اربعہ بشریۃ جلد الیہ کتاب بخار چودھویں صدیء زاد پٹنڈی کو قبلہ عالم کو لایا اور مصلحان شریعت ہی میں طبع ہو کر مسلمان ہندوستان کے علماء و مشائخ میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور ایک کاپی بذریعہ برصغری مرزا صاحب کو بھی تقدیر میں ارسال کر دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت قبلہ عالم قدس برائے طاعت نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھانے جلنے اور قیامت کے قریب بحکم مضرری زمین پر اتارنے کے اسلام کی نصرت کا باعث ہونے کو قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ثابت فرماتے ہوئے ائمہ اسلام کے اجماعی اور حقیقی علیہ حقانیت سے قرار دیا نیز ثابت کیا کہ ان کی موت اور ان کے پیش کے عیسائیوں میں بطور مسیح خود آنے کے فانیائی تہذیب غلط اور باطل ہیں۔ شمس الہدایت کے آغاز میں آپ نے مرزا صاحب کی ایام اشباح والی فتی کے مقابل میں ان سے کفریہ کلام لایا اللہ کے مہربانی دریافت کیے۔

شمس الہدایت کے مندرجات، متکولات اور متکولات اور اس کے توقف رحمۃ اللہ علیہ کی دعا و دعا علی دعا فائدہ شہوت اور حوائی حقیقت ایسی چیزیں نہ تھیں جس سے قادیان میں تہلکہ نہ مچ جائے مرزا صاحب کے حواریوں نے خود کو لکھا ہے کہ کتاب کا شائع ہونا تھا کہ خاک کے قتل و حشر میں ایک شور مچا ہو گیا نہ ضرورتاً کہ عصبانیت کے حوالے پر لکھائے اسلام بھی دگر رہ گئے۔

حکیم نور الدین کے بارہ سوالات

۱۔ مولوی سید احمد علی صاحب کے پیش حکیم نور الدین نے حضرت قبلہ عالم قدس کو ایک خط لکھا جس میں بارہ سوالات طرح کیے۔ حکیم صاحب کے کچھ سوالات تو تفسیر ابن جریر اور تاریخ کبیر بخاری کے حوالہ جات کی نسبت تھے کہ کیا اس زمانہ میں یہ ناپسندیدہ کتابیں آپ کے کتب خانہ میں ہیں؟ اور تفسیر ابن جریر کی مثل بلخچہ تفسیروں کے نام پر دریافت کیے تھے۔ باقی سوالات کا خلاصہ یہ ہے۔ سوال ۲۔ علی طبعی جناب کے نزدیک مولوی نور الدین الفارسی ہے یا نہیں؟ شخص متخص کا میں ہے یا غیر؟ سوال ۳۔ تہذیب و اشاعت کا مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

سوال ۴۔ تہذیب و اشاعت اور دین و دنیا کی تباہی انسانیت اس مسئلے میں مجھ پر مضر ہے یا مفید و نام ہے یا مفید و مضر؟ اور چیز ہے جس کے لیے حیرم بطور لباس ہے؟

سوال ۵۔ انسانیت سے آلودہ انواع و اقسام کے مخلوق سے کونسی قوی دلیل چاہیے۔

سوال ۶۔ اہل کفر و کفر دین سے صاف کیا چیزیں۔ ان سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں؟

حضرت جلالہ عالم دہمس ہترہ کی طرف سے تقریری بحث کی دعوت نے اس ہونے والے مباحثہ کی قومی افادیت اور عوامی دلچسپی میں بے حد اضافہ کر دیا۔ مجرا و صاحب کے چیلنج میں تو اس مقابلہ کی حیثیت کم و بیش انفرادی تھی جس میں دو فاضل مضمون نگار تھے۔ تبھی اسی اور عربی علم و ادب میں اپنی قابلیت کا مظاہرہ کر کے، بڑے چھوٹے ہونے کا فتویٰ حاصل کرتے۔ مگر حضرت جلالہ نے ہندوستان کی دعوت نے جادو بابت اور اسلام اور کفر و ایمان کی دس ساڑھ ٹھنڈی کراہت بالقابل کر کے تعینہ اور قابل فیصل کے مقام پر لاکھڑا کیا۔

مباحثہ کے ضمن میں مسلمانوں کا عظیم اجتماع

پنا توجب دہدہ کا دل قریب آیا تو لوگوں کے طواغیت و مفسدوں سے ہزار ہشتاں لاکھ روپے بچ گئے، مجاہد و پیش و مشرک اور
برطیقا و فرقہ کے مذہبی افتاد طمع رکھنے والے ہشتاں، بشیر، بھٹی، اہل حدیث کی غی قادیانی ہجرت کے مژدہ، مفتی، ہمدرد اور
مالی بھی دور و نزدیک سے جمع ہو گئے۔ دہلی، سہارنپور، دیوبند، لکھنؤ، سہاکوٹ، گورداسپور، امرتسر، مظفر گڑھ، ننگران اور
پشاور کے برجیدہ کے اسلامی مدارس اور مرکز نے بھی جو پہلے سے ہی قادیانی مباحث میں دلچسپی لے رہے تھے، اپنے اپنے نیکے
بیچے بعض سرکاری ملازم بھی دور و دراز شہروں سے شخصیت لے کر بھیجے گئے، مسلمانانِ لاہور نے اپنی روایتی مہمان خوانی کا حق
ادا کیا، متقبالیہ کیشتیاں بن گئیں، اور سرانیں، مسجدیں، مدارس اور لوگوں کے گھر خانوں سے بھر گئے۔ قریبی اضلاع قصبوں
اور مخالفت سے آنے والی بریل گاڑیاں وغیرہ سواروں سے بھری ہوئی پہنچنے لگیں، اور لاہور کے بازاروں میں لوگوں کے
شخص سے پہلے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی، ان دنوں دہیہ بھی لوگ مذہبی مجلسوں اور مباحثوں میں بہت دلچسپی لیتے تھے، لیکن
اس خاص موقع پر جو مجموعہ غلامی کی ایک بڑی وجہ پر بھی گھر حضرت قبلہ عالم قدس بنو بھیبی شہور زمانہ روحانی تقدس اور جلی خاندان
شہر رکھنے والی شخصیت پہلی بار، بلاملام پر قادیانیت کے خزانگاہوں کے دفاع میں کھڑے دین کی اس قدر بڑی اور عقیدہ لائق
تعداد کے ساتھ میدانِ منظر و مباحث میں تشریف فرما ہو رہی تھی، اور تمام کوائف، معتز دیانت حضرت اپنی آنکھوں سے
میسر ہوئی، اس سب سے بڑی ہشتاں کی تحریک کا اثر دیکھنا چاہتے تھے۔

مباحثہ انصاف شاہی مسجد میں قرار پایا تھا اس لیے عورتوں نے ۲۵ اگست کو پولیس نے دیں خطبہ امن کے انتظامات کو دیکھ کر ۲۵ اور ۲۶ کو دونوں اطراف کے مذہبی کسے اور عام مسجد میں جمع ہو کر منتشر ہوتے رہے اور قادیانیوں کی طرف سے کہا جاتا تھا کہ شہر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تو قوت ہو رہا ہے مگر مرزا صاحب مشرور آئیں گے لیکن مرزا صاحب کو نہ آتا تھا اور نہ آتے۔ مرزا صاحب نے صاف کہہ دیا کہ میں کسی قیمت پر بھی لاہور آنے کو تیار نہیں ہوں کیونکہ مولوی لوگ مجھے دھمکے نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے چاہتے ہیں۔

جب بروز اربعہ جب کی آمد سے قلعہ مایوسی جو گئی تو ۱۶۔ اگست کو شاہی سجد میں عثمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں علماء کے کرام نے باہن و عورت مناظر کی محفل و داستان بیان کر کے قادیانیت کی واضح تصویر لوگوں کے سامنے دکھ دی۔ تمام اسلامی فرقوں کے سرکردہ علماء نے منبر پر کھڑے ہو کر خود بخود کئی یہ تفسیر بیان کی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس دین میں آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور جو شخص بھی اس عقیدہ کا منکر ہے وہ کافر اسلام سے خارج ہے۔

سبب چشتیانی

مرزا صاحب نے منقولہ سے فرما کے بعد اجماعاً اربع کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کی جب یہ تفسیر عربی زبان و لغت کے ہاتھوں میں پہنچی تو مرزا صاحب کے تفسیری کمالات سب کے سامنے آ گئے۔ اور عربی و فارسی کے جلیل القلم و عادی کی اہلیت سب پر روشن ہو گئی۔ اس تفسیر کی زبان محاورہ سے محروم، لغوی و اصطلاحی سے مملو اور سُر و سُرگرا سے نچر گئی۔

جب اجماعاً اربع کی تفسیر پر بھی غلام خواہ مسلح مترتب نہ ہوئے اور مسلمانوں کے خطوط اور اشتہارات میں یہ تعنا مزید زور پڑ گیا کہ مرزا صاحب ان لطافتِ اہل کو چھوڑ کر حضرت پر صاحب کی کتاب شمس الہدایت کا جواب لکھنے کی طرف متوجہ ہوں تو انھوں نے اپنے عقیدہ و نفوی گھڑا جس لہجہ کو چھوڑ کر مختلف کے باعث نازل ہو کر مرید چلے گئے تھے، واپس بلوا کر اور کوئی ایک سال کے عرصہ میں ان شمس باذخہ لکھوا کر شائع کرائی۔

اجماعاً اربع اور شمس باذخہ کے جواب میں حضرت قبلہ عالم قدس مترو نے اپنی شہرہ آفاق کتاب سبب چشتیانی تصنیف فرمائی جو سبب میں شائع ہو کر بے بغیر کے گھار و شائع، دینی مدارس اور مذہبی اداروں میں غنیمت تسلیم کی گئی۔ اور اس وقت آپ کے سامنے ہے۔ اس میں حضرت قبلہ عالم قدس مترو نے مرزا صاحب کی اجماعی تفسیر سورۃ فاتحہ کو مرزا اجماعاً اربع پر صرف غلطی، بخلت، معانی، غلطی، اور محاورہ کی غلطیاں، نیز سرقہ، تحریف اور الباس کے قریباً یکصد اعتراضات فرمائے ہیں۔

آپ نے مرزا صاحب کے اس مجرماً کلام میں صرف متناہات حریری سے ہی بسین مسروقہ عبارات کی نشاندہی فرمائی ہے جہاں مرزا صاحب نے حریری کا کوئی حوالہ نہیں دیا، اور شمس باذخہ کے صفحہ پنجمہ اندراجات کے مٹی السبب ایسے خاموشی اور اور مسکت جوابات دینے کو ٹھکائے وقت میں لمبری صاحب کے مٹی انفس کا ڈھنڈو راپٹ گیا۔

حضرت کی تصنیف یعنی سبب چشتیانی کے نام سے اور با استدلال، بلند پایہ ملی مضامین اور مسئلہ زیر بحث پر سوال و جواب کے پیرایہ میں واضح اور دل نشین انداز اور بکریہ کے باعث نہایت مقبول ہوئی ہے اور آج نصف صدی گزرنے پر بھی بار بار طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ لی جا رہی ہے۔ بلند پایہ علماء کے طبقہ میں تو بالخصوص اس کی بہت مانگ ہے اور وہی درحقیقت اس کی عظیم قدر و منزلت ہی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تفسیر بیان القرآن میں آیت و قَوْلِ الْهَوَا قَاتِلْنَا اَلنَّبِيَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي تَالِبٍ مَوْلَا اللّٰهِ وَرَضُوْا عَنْہُ آیت ۵۵ کے ذیل لکھتے ہیں: اور حیاتِ دوستِ موسوی کی بحث میں کتاب سبب چشتیانی قابلِ ستائش ہے۔ اسی طرح جو بلند گزشتہ شیخ الحدیث علامہ اور شاہ کشمیری نے بھی اپنی کتاب بحمدہ الاسلام فی طوبہ و جہنم علیہ السلام کے دیباچہ میں سبب چشتیانی کو مسئلہ حیاتِ مسیح پر ایک بھرپور اور کافی دلائل و ثبوت پر مبنی فرما دیا ہے۔

سبب چشتیانی میں حضرت قبلہ عالم قدس مترو نے صاحبِ علم کی حدیث نزل ابنِ عمرؓ روایت کردہ حضرت ابوہریرہؓ سے فرما کر لکھا تھا کہ۔

”اسی حدیث کے آخر میں حلیہ اور معتز اور یغلق علی قبری و یسلم علی ولادین علیہ موجود ہے اور چہ پیش گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفاً میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے اور جواب سلام سے شرف ہونے کی نعمت و توفیق کو کسی نصیب نہ ہوگی“

پُچھا پُچھیں گئی پوری دُنوی کا دہریزا صاحب کو نہ تو حج خُصیب پر اور نہ دُریزہ نور کی حاضری ہی، جو اس حدیث کی رُو سے حضرت سید ابن عمر علیہ السلام سے صحیح موقوف ہے۔ ایک نہایت ہی ضروری نشان ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آسمان نازل ہونے کے صحیح بھی ادا کریں گے اور اسی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے روئے پاک پر حجاز پر کو مسقطہ و مسلام بھی عرض کریں گے۔ اور اسی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قبر مبارک سے سلام جواب بھی دیں گے۔ (اختتامِ اوقاتِ مسرت و مُرتبہ)

چونکہ سعید حسینی سے متعلقہ واقعات آج سے قریب ایک صدی قبل ظہور میں آئے تھے اس لیے موجودہ قارئین کی سہولت کے لیے حضرت سیدنا امیر شاہ صاحب کی اس سوانح حیات نمبر نمبر سے مستدرج بالا اقتباسات یہاں اس زیر نظر ایڈیشن میں شامل کر دیے گئے ہیں تاکہ ان واقعات کا پس منظر سامنے آجائے۔ قارئین کی مزید سہولت کے لیے عربی جملوں کا ترجمہ اور ضرورت مطالب کا بھی اس ایڈیشن میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

حضرت یسناہر علی شاہ صاحبؒ اور مرزا کے قتلوائے کے مجوزہ جہانئہ لاہور میں کا ذکر اسی پیش غلط کے مسخرہ پر چکا ہے،
سے مختلف بعض غلطوادر اشتہارات بھی یسناہر چشتیائی کے دوسرے ایڈیشن کے آخر میں افادہ عام کے لیے درج کر دیے گئے تھے۔
چونکہ ان سب کا ذکر اب حضرت کی سوانح حیات بہترین کے باب نمبر کی پانچویں فصل میں تفصیلاً لایا جا چکا ہے اس لیے ان
کیاں اعادہ ضروری نہیں سمجھا گیا۔ اسی طرح مولانا محمد غازی صاحبؒ بہترین دربار کوثر شریف نے اپنی طرف سے ایک اشتہار بعنوان
ذیلی کا بھی کیا ہے۔ یہ غیر متعلقین و ایسے کی تردید میں اپنی نایب تجاہل و دمال کے ساتھ ایک مجتہد مفلح میں بلاشبہ مرثعہ شائع کیا تھا۔ جسے
بعد ازاں یسناہر چشتیائی کے دوسرے ایڈیشن میں بھی کسی خاص وجہ سے درج کر دیا تھا۔ اس اشتہار کو آئندہ بار بار دوسال کے آخر میں ہی
درج کرنے پر اکتفا نہ سبب بھی گئی ہے کیونکہ مرزا کا یسناہر چشتیائی کے نقشبطنی کے نقشبطنی سے کوئی تعلق تھا۔ غرضی کتاب کے قلم سواد میں اس
کا کوئی ذکر ہے۔ کتاب ہلکے صفحہ ۸۵ سرحد یوم مرزا کے قادیان کے علاوہ انھی مشہور مدینان نبوت کے ناموں پر ایک کتاب لکھی گئی ہے جن کا ذکر
یسناہر چشتیائی کے اصل قلمی مسودہ میں اور مرزا کا برعکس بلاتمسک کی کتاب میں مذکور ہے۔

میرا کتابخانہ بھی جس کے کتاب پامناظرانہ نہیں تحریر کی گئی ہے چچا کو ذوقِ مخالفت نے اپنے اعتراضات جہادِ حق کے گم میں پیش کیے تھے۔ غلط اُتان کا جواب ہی اسی رنگ میں پیش کرنا ضروری تھا۔ ہندوستان کے مشہور فقیہ اور عالم اور ریاستِ اہم پور کے صدر مدرس علیہ کے پرنسپل مولانا فضل حق اہم پوری نے ایک سال دیرِ شریف میں عرض کے کوثر پر حضرت بابا جی رحمت اللہ علیہ سے حضرت قیام نام دس مرزا کا اس تصنیف کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:-

”یوں تو حضرت کے کلمات بہت بیان ہوتے ہیں لیکن میں تو اس وسیع کا شیدائی ہوں جس سے نسیف چشتیاتی
نہوڑ میں آئی ہے۔“

کتاب ہائیں اصطلاحی الفاظ اور فقہی مباحث کا مکمل فہم فقہاء بری نمائے گرام ہی کر سکتے ہیں حضرت ذیل عالم میں سزا کے مکتوبات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کی اس نادر تصنیف نے علمائے عصر سے حد غریب عجیب و غریب کیا۔ اُدعا ہے کہ قادیان کے بڑے حضرت کی اس تصنیف بیحد کا مطالعہ ہدایتِ تقویٰ تیار کیا ہو۔ اور اُنہی نے اس کتاب کی طباعت کے کاغذ میں حصہ لینے والے سب حضرات کو جو اپنے خیرِ عطا فرماتے۔

محمد حیات خان

جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

مارچ ۱۹۸۸ء

فہرست مطالب

صفحہ	فہرست مطالب	نمبر شمار
۱	خُلبہ بزبان عربی۔	۱
۲	حضرت توفیق کا شجرۂ نسب۔	۲
۳	چرخِ اُطلام احمد قادیانی بقوتِ اہلِ کادری تھا، نہ کہ بقوتِ غلی کا (پہلا سوال جواب طلب)۔	۳
۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد و فقر کمالِ اعلیٰ و عظیم۔	۴
۵	نعتیہ زیباہیات۔	۵
۱۶	حقانی ارسول ہونے سے انسان نبی نہیں ہو سکتا نہ عقلی نہ بروزی (دوسرا سوال جواب طلب)۔	۱۶
۱۵	آیت تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّكَ اَعِندَ اَلْاَكْمَنِ اِذْ تَخْشَىٰ فِیْهِ رِشْوٰتِیْ کے تمام تفصیلات پر تفصیلی بحث اس آیت کے قادیانی کے غلطی نبی ہونے کی تائید نہیں ہوتی جیسا کہ ان کا دھمنے ہے۔	۱۵
۷ (الف)	احادیث میں مسیح بن مریم سے مراد قادیانی ہے نہ کارۃ۔	۷ (الف)
۸	قرآن کریم میں کس پر ارشاد نہیں کہ میری علیہ السلام مر گئے ہیں مطابق احادیثِ نزولیں مسیح وہ بعینہ وہ باہمہ ایک ہی گئے نہ کہ ہمیشہ۔ ان کے آنے سے خاتم النبیین کی عمر نہیں ٹوٹے گی۔	۸
۲۱	قادیانی کے اپنے نبی ہونے کے حق میں دلائل اور ان کا رد۔	۲۱
۲۵	قادیانی کے اہمیت کی تعظیم اور ان کے نتائجِ مذمکہ کی تفصیل۔	۲۵
۳۰	حضرات جلال الدین سیوطی، شیخ اکبر نوذری، محمد اکرم صابری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تصانیف میں صلی علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ عروجِ اِنبیاء کا ذکر۔	۳۰
۳۴	پادری یا حکم کی جلالت کے حصول قادیانی کی پیش گوئی غلط ثابت ہونے پر تیسری بار کوڑا کا داویلا۔	۳۴
۳۶	عیسیٰ ابھی مریم کے نزول پر ابھرا۔	۳۶
۳۸	بھارج نبوتی پرت لویائی کے اہم شخصات کے نقل جواب بھارج جی آدم بھارج رومی کی روایت جسدِ کلام۔	۳۸
۴۰	بیان کر کے جس میں راویوں کے متناہل کی وضاحت۔	۴۰
۱۵	قادیانی کے اس قول کی عرض تردید کہ آیت تَلٰکَیْنَا نَا وَکُفٰی بَرَزُوْا اَنْتُمْ وَاٰتٰی اٰیٰتِیْہِمْ عَزَّوَجَلَّ	۱۵
۴۴	مازل ہے۔	۴۴
۴۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو قیامت تک کے حالات میں بھرجواتا ہوا ہے نہ کہ انہی کو عیسٰی میں فرمایا۔	۴۹

۱۷	تعارض محل و محل کی صورت پر محض ہی کو ختم نہ کرنا کیونکہ نہیں۔ تعارض کے مسئلہ میں اجتہاد کا تفصیلی بیان۔	۳۹
۱۸	قادیانی کے دھوکے کو مٹانے کے بعد دوبارہ دینیائیں نہیں آتے اور تفصیلی بحث مردوں کے زندہ ہونے کے متعلق قرآن کی آیات اور احادیث کا سوال۔	۵۲
۱۹	نزول یس علیہ السلام میں مسند پر اجماع امت کے حق میں دلائل۔	۵۳
۲۰	قادیانی تفسیر شریعہ کا حق میں فصاحت و بلاغت، اخلاص و عبادت، اور سب سے زیادہ علم اور سرفرازی میں۔	۵۵
۲۱	مناظرہ لاہور سے قادیانی کے فرائض کا تفصیلی واقعہ۔	۵۹
۲۲	قادیانی کی تفسیر اجماع ازلیہ میں اختلاف اصولی، باطلت، اخلاص و عبادت، و سنت کے خلاف تفسیر اور فساد استنباط کی مزید مثالیں اور نشانہ دہی۔	۶۱
۲۳	ارض ذات، اللہ کے متعلق قادیانی کے سوال کا تفصیلی جواب۔	۶۷
۲۴	نبی کا خطابی یا تفسیر پر قیام حال ہے۔ اجمالی اور تفصیلی بحث کافریں اور وضاحت۔	۶۸
۲۵	نزول یس علیہ السلام کا مسئلہ۔	۶۹
۲۶	قادیانی کی پیشین گوئیوں اور ان کے کذب کے متعلق خبریں اور مسائل بات کے بعض اقتباسات۔	۷۱
۲۷	ایلیسی جیسے اور لہائے پرتھوین اور تھوین کے اقوال۔	۸۱
۲۸	علامت مہجور ہمدی۔	۸۲
۲۹	نزول یس علیہ السلام پر اجماع امت کی متعلقہ احادیث۔	۸۵
۳۰	شمس الہدیہ پر قادیانی کے اعتراضات اور ان کے جواب۔	۸۹
۳۱	شمس الہدیہ میں قادیانی پر کفر و کذب کے متعلق سوال اور قادیانی کے بھول مرتب جواب کی بحث۔	۹۳
۳۲	برقع میں علیہ السلام۔	۹۹
۳۳	شمس الہدیہ پر ایک جاہل و سادی صاحب کا اعتراض متعلق آیت بن رزقہ اللہ علیہ السلام اور اس کا تفصیلی جواب۔	۱۰۰
۳۴	شمس الہدیہ میں مندرجہ ترکیب اضافی بعض دلیل تحقیق اور مسئلہ فہم مغربی یا ہندی پر اجماع کے متعلق۔	۱۰۱
۳۵	جوڑی اور دکانی سوالات اور ان کے جواب۔	۱۰۱
۳۶	مرفعت جہان کے متعلق قادیانی کے اعتراضات کا جواب۔	۱۰۳
۳۷	جوڑی تھوین اور تھوین صاحب، اربوہ اصحاب، دایت و درایت اور اصحاب کرام کا جیس علیہ السلام کے زندہ اٹھاتے جانے اور قیامت سے قبل زمین پر نزول فرماتے پر اجماع۔ احادیث اور ان کی تصانیف سے ثبوت۔	۱۰۴
۳۸	ذریعہ بین برتلا والی حدیث سے ابن عباس کے منقول حجاج۔	۱۰۹
	آیات کریمہ قد کھلت من قبلہ اللہ علیہ۔ انک یکتا و انھو یشعرون۔ اور مَا جَعَلْنَا الْبَشَرِ مِنْ قَبْلُ	

۱۶۲	نزولِ مینی اور علاماتِ قیامت کے حقیقی بحث	۵۵
۱۶۳	اہم نکات کی تصنیف میں باب ذکر الانبیاء کے تحت مینی باب پر ہم عینہ کا ذکر	۵۶
۱۶۴	قادیانی کا قول کہ نفوسِ قبیحہ سے جو نکاحِ بیخ اہلِ حرم کی موت ثابت ہے۔ لہذا حدیثِ نزول میں استعارہ کے طور پر ان کے شیل کا ذکر ہے۔ اس کا مدلل اور بجا الہامات جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام و اہلِ بکھار مٹی اور اجماعِ امت مینی بنِ حرم کے ذمہ مسود اور نزول کا ہتھوڑا رکھتے تھے	۱۶۳
۱۶۵	آیہ کریمہ ذی قیض اھل الکثیرہ لایکول منہا ہم فکلن تو بیہ و ذی قیض تو بیہ کون تھیں؟	۵۸
۱۶۶	مطابق جماعِ اہلِ اسلام کے جہیزہ پر قادیانی کے پانچ اعتراضات اور ان کے جواب	۱۶۶
۱۶۷	نزولِ بطورِ نزولِ مینی دوسرے دنوں اور انقلابِ مینوسی مشرب پر طولِ بحث قادیانی کو حق کی رشتہ آن و احادیث تردید و ردِ معانی و مفروض و تصرفات کی حقیقت کا بیان مینوسی مشرب سے قادیانی کا سامنا۔ مجازہ حقیقت اور تاویل و تحریف میں اختیار	۱۶۷
۱۶۸	حدیث شریف میں مینی بنِ حرم کے علیہ کسرِ صلیب، قتلِ خنزیر، جرز کی خشوخی، اور ان کے جنازہ کے متعلق بیان پر قادیانی کی تاویلات اور ان کا رد جہاد بالسیف یا باللیل پر بحث	۱۶۸
۱۶۹	احادیث میں امامتِ مسیح و رجال کے ظاہر ہونے کے مقام اور مسیح کے ہاتھوں ہلاکت اور دیگر جزئیات پر قادیانی کی تاویلات اور ان کی تردید۔ احادیث اہم استراض نہیں	۱۶۹
۱۷۰	قادیانی کا اقتدار کہ مذاقِ قادیانی کا مستہم صرف موت کے سنی میں مسخر نہیں بلکہ زندگی میں اس کا طلاق ہوتا ہے	۱۷۰
۱۷۱	حضرت مولانا کا روایت کتاب اعلامِ المینوی، شوکانی، طبری، مستق البیان، فودی اور شرحِ مسیح سلم سے حوالہ جات کے ساتھ ثبوت کہ قبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب رفعِ کُردمانی یا نزولِ بروزِ نبی نہیں، اور نبی کی حدیث، تفسیر یا قولِ صحابی و تابعی سے ثابت ہوتا ہے	۱۷۱
۱۷۲	قادیانی کا آیتِ ذی قیض کا معنی (۱) میں قبض کا معنی مان لینا مگر قبض مع الاساک کو نسبت قبض مع الاساک کے ناجس ٹھہرانے کے اسلام رفعِ حرمی کو قتل نہ کرنے پر مزید بحث	۱۷۲
۱۷۳	قادیانی کا روایتِ بخاری الترمذی ج۱ ص ۱۱۱ متوفیک معینک پر بعض مرویات کی توثیق و تعدیل پر عملی شرطِ ابتدائی کا مطالبہ اور اس کا تفصیلی جواب	۱۷۳
۱۷۴	قادیانی کے منہ پر ذیل گیارہ اعتراض اور ان کے تفصیلی جواب	۱۷۴
۱۷۵	۱۔ پیش گوئی کی تصدیق حقیقت پر بعض مثل اجماع کو راندہ ہے	۱۷۵
۱۷۶	۲۔ رفعِ جہانی مینی بنِ حرم پر کب اجماع ہوا؟ صحابہ کرام و اجماع کو تمام انبیاء کی موت پر تھا	۱۷۶
۱۷۷	۳۔ آنحضرت کا معراج اور مسیح کا رفعِ جہانی ہونے کو ٹھکرانے کو دیکھا جانا ضروری تھا	۱۷۷

صفحہ	فہرست مطالب	نمبر شد
۱۹۱	۴۔ کوئی ایک حدیث پیش کریں جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو	
۱۹۱	۵۔ تھوڑی سی حدیث جس میں تمام پریشان ہو جائے	
۱۹۱	۶۔ حدیث نزول کی قدر و منزلت کا مصداق منقولے سے بتائی ہیں	
۱۹۱	۷۔ مجھ کو وہابی قریب حق و حق پرستی کی طرف راہنمائی کریں	
۱۹۱	۸۔ ان جناس کے نزدیک اگر توفیق کا مستحق سمجھتے ہیں تو کوئی دوسرا بھی جن جناس سے نقل کریں	
۱۹۱	۹۔ قرآن کریم اور احادیث عرب میں توفیق کا لفظ کتنا دفعہ آیا ہے	
۱۹۱	۱۰۔ روایت حدیث قیام میں جو تفسیر ہے اس کی تفسیر کریں	
۱۹۱	۱۱۔ توفیق شمس الہدایت کو اس منافیہ میں شریک نہیں ہونا چاہیے تھا	
۱۹۲	توفیق سے توفیق کا معنی لینے والے تفسیر کے متعلق قادیانی کا مشورہ زیریں اور حضرت توفیق کی اصلاح	۶۷
۱۹۳	توفیق میں مودی توفیق کا معنی کے متعلق سوال و جواب اس کے شواہد پر بحث اور اہمیت قرآنی سے بحث	۶۸
۱۹۳	آل حضرت کے روایت حدیث کے متعلق قادیانی کی گزارش کو نظر انداز کر کے متعلق اس کا جواب قادیانی اور حضرت	۶۹
۱۹۵	توفیق کی طرف سے ان کا رد و نقل	
۱۹۵	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۰
۱۹۹	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۱
۲۰۰	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۲
۲۰۱	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۳
۲۰۲	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۴
۲۰۳	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۵
۲۰۴	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۶
۲۰۵	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۷
۲۰۶	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۸
۲۰۷	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۷۹
۲۰۸	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۰
۲۰۹	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۱
۲۱۰	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۲
۲۱۱	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۳
۲۱۲	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۴
۲۱۳	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۵
۲۱۴	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۶
۲۱۵	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۷
۲۱۶	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۸
۲۱۷	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۸۹
۲۱۸	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۰
۲۱۹	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۱
۲۲۰	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۲
۲۲۱	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۳
۲۲۲	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۴
۲۲۳	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۵
۲۲۴	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۶
۲۲۵	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۷
۲۲۶	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۸
۲۲۷	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۹۹
۲۲۸	توفیق و توفیق کے بعض احوال و بات اور قادیانی کی توفیق و قرآن والی پر سوال و جواب	۱۰۰

۶۲۰	کہ آں حضرت اور بی بی پر موت کا آثار رسالت کے منافی نہیں	
۹۰	قاویانی کا دعویٰ کہ شمس الہدایت میں آنحضرت کی برأت میں الوقت کو مصلوب کلمہ مرقوم ٹھہرائے جانے سے یہ شبہ یہ ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی سائبہ کبیرہؓ بھی جس سے طرز استدلال باطل ہو گیا حضرت توفیق کی طرف سے اس کا بدو قبل جواب کہ مرقوم مصلوب کو باختلاف اقبالہ شبہ یہ اور سائبہ کبیرہؓ کی کننا صحیح ہے اور اس سے طرز استدلال بھی باطل نہیں ہوتا	
۶۲۱	قاویانی کا تفسیر مکانی کے اجتہاد کے حالات سے یہ کہنا کہ منافقت میں الموت والرسالت کو اصحاب کرام مرقوم ٹھہرا مصلوب ہے حضرت توفیق کو جواب کہ جملہ شراہوں کا مصلوب کی مبدائی کے صدر سے بدیدہات کا قبول جانا قدرتی امر ہے جس کا اگر اندر خطبہ معتبرہؓ کے بعد صحابہ نے فرمایا	
۶۲۲	قاویانی کے آیت توفیقاً یفعلون وفیہا توفیقون میں جملہ کنوینی حضرت بی بی کے اشتراک کی دلیل اطلاق قلبی، ابطس کا صوبہ آسمان بعد بخیر اور حضرت آدمؑ کے آسمان پر پیدا ہونے کے دلائل کے متعلق استفسار اور حضرت توفیق کا کواثر آیت قرآنی و بدلائل مفضل جواب	
۶۲۳	قاویانی کا استفسار کہ آپؐ کی علیہ السلام کو کس وجہ سے بعد از نزول رسالت سے معزول فرمایا ہے جس حضرت توفیق کو جواب کہ بی بی کا منصب و مقام قرب رسالت بدشورہ قائم ہے صرف بعد از نزول وہ اپنی شہریت کے شرائط و احکام کی تبلیغ سے فارغ ہوں گے	
۶۲۴	فتوحات کی حدیث کے متعلق حضرت توفیق کی منقول تشریح کو حضرت شیخ الکریم کا مطلب مہارت مذکور سے صرف بتکرار و تکرار سے پہلے ہی کہہ دیا کہ اگر وہ توفیق کے بعد کسی کا نبی یا رسول ہونا جائز نہیں کہتے	
۶۲۵	قاویانی کا قول کہ وہ حضرت توفیق کی تفسیر (سورۃ زلزال) کو جو انھوں نے تفسیر سے بذریعہ احادیث کہتی ہے سراسر غلط نہیں کہتے کہ وہ توفیق مرقوم انھوں نے تفسیر کو غلط کہتے ہیں جو غلط ہے قبل تفسیر قیامت انہیں زمانہ سے متعلق رکھی ہے حضرت توفیق کی نشان دہی کہ قاویانی نے خود سورۃ زلزال کو قبل قیامت آخری زمانہ سے متعلق لکھا ہے	
۶۲۶	قاویانی کے حضرت توفیق کے بقاوت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کہ ابن مرقمؓ اور ذہل والی بی بی کوئی کاشفہ الہامی ہے حضرت توفیق کو جواب کہ ان کا مقام حدیث متزلزل اور مشوہ امری میں ہے بی بی شیخ بیہ مشوہ ہوا اور ابن مرقمؓ مشوہ آخر تھا	
۶۲۷	قاویانی کا قول کہ جس نے یہ کہیں نہیں کہا کہ تمام آیات قرآنیہ و احادیثیہ کرتی ہیں حضرت توفیق کا جواب کہ ہاں آیات قرآنیہ اور حدیثیہ کی تشریح کو تیسرا اصول اہل حقیت علی تفسیر نہیں ہو سکتی سدا اہل حق کو چکا لکھی کو مجبور علی ایمان کیا جا سکتا ہے	
۶۲۸		

۲۲۶	قادیانی کا الزام کہ حضرت توحفؒ نے شہادت دے کر یہ گواہی دیا ہے اور حضرت توحفؒ کا یہ قتل روز	۹۸
۲۲۶	قادیانی کا قول کہ قریب امداد حجازی بنیہ و عالمہ اکثر مکتوبات کو کرتی ہے اور حضرت توحفؒ کا یہ کہنا غلط ہے کہ	۹۹
	توحفؒ دو سو سے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ بائبل حقیقہ کسے والے ہیں حضرت توحفؒ کا جواب کہ قرآن کے احکامات	
	کو بعض مشہور و مشہورائیں کسب عار و عاروب قرینہ ہو جو دے ماضی فیہ اور شدت اور شدت کا یہ حقیقی نہیں کہ	
۲۲۶	مستند روشی مراد حقیقہ ہو گا کہ بائبل بھی	
	قادیانی کا قول کہ کسی صحابی یا تابعی کا قول و راہیہ ابیات مرقم بہا و نعوس قلیہ قبول نہیں ہو سکتا حضرت توحفؒ کا	۱۰۰
۲۲۶	کافران کہ ماضی فیہ میں اجماع ہے	
۲۲۶	آنحضرتؐ کا وقت حصول کشفؐ رسولی کے جنابی کا مفضل علیہ بیان فرماتا۔	۱۰۱
۲۲۶	حضرت اللہ ولی کے بیعت، نہدنی وقت میں ہی دوروں ہر دو راہبوسواری بیہیم کی تشریح۔	۱۰۲
	قادیانی کا قول کہ حضرتؐ اور بعض صحابی مرسل ہوئے ہیں حضرت توحفؒ کافران کہ اصطلاحی معنی کی رو سے انھیں	۱۰۳
۲۲۸	رسول نہیں کہا جاسکتا	
۲۲۹	قیامت کے وقوع کے متعلق قادیانی کے سوالات اور ان کا جواب	۱۰۴
۲۳۰	قادیانی کی شہس بارہ کے آخری غزوں میں حضرت توحفؒ کی طرف سے انھوں کی نشان دہی	۱۰۵

قابل توبہ اہل اسلام

ہم یہ بیان خوش چین محفلے کرام کو مخاطب قول لکھنا کہ فی اللہ الحمد للہ کوٹلیشن پسند رہی ہے تعینیت و تالیف کا شوق نہیں
 کیونکہ یہ امور یا تو بغیر حق شہرت و ہم تو ہی یا بغیر حق قبول دولت کیے جاتے ہیں یہ اس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے آج کل
 کے ایسے زمانہ ان کمالات کو پسند کرتے ہیں جو توحید و تعالٰی کے یارپ کے ہیں، اور جن سے یہ عاجز و ناواقف ہے۔ اور اس طرز قدیم سے
 جس پر زنا و سہکت کے زنگان جن تعینیت و تالیف کرتے تھے ہیں، اور جس سے اس کو پھران کو قدرے وابستہ ہے، کو کوئی لگاؤ نہیں
 رکھتے۔ باوجود ان وابستہ کے چند اصحاب کے بعد پر زنا و شمس و شمسیت بھی کیا تھا جس سے مراد تو طلب شہرت ہی اور حصول دولت
 بلکہ اصل غرض یہی تھی کہ اس طرح اپنی ہی کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں بائیں سے بچ جاؤں، اور گمان اور اوق کی تعینیت سے کم گدہ و گدہ و گدہ
 آجائیں یا ستر لڑائی و لڑائی و گدہ ہونے سے بچ جاویں، تو خدا اللہ سبحانی ثواب مہربانوں، اس رسالہ کے شاخ ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد
 ہر زنا صاحب قادیانی تو دوش کے ٹھیکوں کی طرف سے بجائے کسی جواب کے جہانہ کے لیے ہشتاد شاخ ہونا شروع ہوئے ہر چند ہشتاد
 کے لیے کل شراعت پر قادیانی نے خود ہی تحریر کی تھیں اس طرف سے نہ کوئی شرط پیش ہوئی نہ کسی شرط کی ترمیم کی درخواست کی گئی نہ
 یہ غامض انصر کس خطا کے حامل ہر مشایخ عظام تہذیب و مقررہ پر لا ہوتے ہی کتنی روز تک محفل ہال انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور میں بغیر حق و نقد
 ہر زنا صاحب قادیانی کے حضور باجماع ملت قادیانی قادیان سے باہر نہ نکلا، اس تمام واقعہ کی حوام نے باہر سے اطلاع کے نشر یہی کر دی تھی
 اس لیے اب اس کی نشر یہی کی گئی ضرورت نہیں اس کے بہت دور بعد جب شمس احمدیت کے جواب میں ہر زنا قادیانی کے مغربی مریہ
 نے شمس باہر نہ نکلا، اور ہر زنا صاحب نے تفسیر فاتحہ تہذیبیاتی کو دوبارہ اہل اسلام اور میرے اصحاب نے مجھے مجبور کیا کہ ان کے جواب میں قلم
 اٹھاؤں۔ گو میں نے بہت الجھ کر کیا اور کیا کہ۔

آں کس کہ بھڑا آن و خبر نہ فری بہشت جہان کہ جو ابش نہ دی

لیکن پھر خیال کیا کہ ہر زنا قادیانی اور اس کے ٹھیکوں سے ہیں کیا غرض ۱۴۰۰ مسلمانان ہند و پنجاب کے فائدے کے لیے ہی لکھا
 چاہیے۔ لہذا مجبوراً اور انی لکھ کر مولوی محمد غازی صاحب کے حوالہ بغیر حق شہرت کر دینے کو کہ اسے کتاب کی ضرورت میں مجبور کر دیتے
 پاس آئیں۔ تاکہ یہ علم کرام و محققین اسلام میں بدستور سابق مختلف تہذیب کی جائے کیونکہ مجھے اس کی اہمیت سے مستثنا نہیں اہل اسلام
 سے نہ کہ تبارت۔ و ما اعلم ان لا الہ الا انت سبحانک (یعنی - ۱۱)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بہر حق شاہ جی مراد

لے یہاں بادشاہی سہلا ہور کے ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے جس میں مجبور ملنے کرام و شہداء عظام نے ہر زنا کو غلبہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ ۱۴

خطبہ بزبان عربی

ترجمہ:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي ارسل رسوله مبشرين و
منذرين وحقهم بمن انزل فيه وكتب في سورة
تحت التبيين نزل عليه قرآن عظيم عظيم عظيم عظيم
ايات واظهروا حجوا بجملة الايات والجن صلى الله عليه
وسلم هذا القرآن بعرضه عن الايات بجملة الايات
منه مع الايات والاشهاد ان لا اله الا هو والاعلمين
والاشهاد ان محمدا عبده ورسوله وحبيب وخليفه
خاتم النبيين عليه وعلى آله من الصلوة والسلام
صلواته ومن التسليمات والحمد لله وحده
والذين اوتوا نصيبه من الكتاب الذين اتبعوه وما حصلوا اليه
الذين هم بها مجمدون يومئذ الذين اتبعوا النبيين
فقط من صلواته والذين اتبعوا من نصيبه
محمد صلى الله عليه وسلم واجعلنا منهم واعملوا
عملهم من محمد صلى الله عليه وسلم ولا تجعل مثلاً
مثل الذين خلفوا فيهم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بہت مہربان ہے
سب حمد و ثناء اس خدا کے لیے جس نے
اپنے رسول کو امیر مسلم کو بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرمایا اور
ان کے اخیر میں اس وقت کہ انہی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا
کے حقوق پر ارشاد فرمایا کہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبيين ہیں
اور آپ پر ہر کسی سے پاک وہ عربی قرآن نازل فرمایا جس میں
دشمن ترین آیات اور قوی ترین دلائل ہیں، اگر سب پہنچیں
اس قرآن کی مثل ملنے پر کشتے ہو جائیں تو اس کی چھٹی سی ہونے
کی بھی مثل ملنے سے لذت کے ساتھ عاجز ہو جائیں گے اور گواہی
دیتا ہوں کہ عبادت پر آپ کے لائق فقط خدا ہی ہے جو سب
جہانوں کا مبدئ و رب ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا
محمد مصطفیٰ علیہ وسلم اس کے بعد رسول حبیب و خلیفہ
خاتم النبيين ہیں۔ آپ اور آپ کی آل کے ارشاد اور اصحاب علیہ السلام
پسند کی آپ کی شہادت و حمایت کی اور ان کے تاقیامت
فعلیہم السلام اور ان پر بعد و علیہم السلام اور ان کی صلوات و بعد و علیہم السلام
پاکیزہ ترین تسلیات ہوں خصوصاً ان لوگوں پر جو آپ کے پیغام کے
عہدہ ہیں۔ اور جو دینی نبوت کا دینی کو شکست دے کر اس کی
بنت کی شہد گشتے والے ہیں۔ اے خداوند ان کی شہادت دے
فرما جو حضرت علی علیہ وسلم کے دین کی مدد کریں اور میں انہی

میں ہر اس حدیث شریف کی طرف اشارہ کر رہا ہوں جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دین میں جو رسول اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسی بسیاں پیدا فرمائے گا جو آپ
کے دین کے عہدہ ہیں گے میں تحریر و تبدیل کرنے والے لوگوں سے دین کی حفاظت کریں گے۔ جیسا کہ وہ دینی کے مطابق حضرت محمد کے اہل
سے بہت فرض اور کیا۔

علیہ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى -

أَفَلَا تَسْتَدْرِكُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَنَجَدُوا لَهُ إِلَهًا أُخْرَىٰ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْفَتْحُ ۚ (النساء - ۸۲)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ۚ كِتَابُ الْوَحْيِ ۚ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ لَوَيْلَ ۚ
لَيْلَ ۚ وَابْنِ ۚ وَابْنِ ۚ وَابْنِ ۚ ۚ (من - ۲۹)

ارشاد الہی ہے ۔

کیا وہ قرآن میں تدبیر نہیں کرتے۔ اگر وہ خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

یہ فرمایا یہ کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا تاکہ اس کے آیات میں غور و فکر کریں اور محنت والے نسبت حاصل کریں۔

وَقَالَ تَعَالَى ۚ أَفَلَا تَسْتَدْرِكُونَ الْقُرْآنَ ۚ أَمْ غِنَىٰ ذُلُّوهُ ۚ
أَفَلَا تَعْلَمُونَ ۚ (مصدق - ۲۳)

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِنشَاءُ ۚ لَوَيْلَ ۚ
الْقُرْآنُ ۚ مِثْلُهُ مَعَهُ ۚ

فَعَلِمَهُمَا مِنْ أَهْلِ مَا خَلَقَ ۚ وَحَالِ الْفَضْلِ ۚ الرِّضْوِ
أَعْظَمُ مَا سَأَلَ ۚ مَطَايَا الطَّلَبِ ۚ وَمِنْ ۚ وَكَذَلِكَ ۚ
تَكُونُ الْخَوَادِ ۚ وَالْعَوَادِ ۚ إِلَى الْعَمَرَاتِ ۚ وَالْبَوَادِ ۚ وَمِنْ
أَشَدِّ مَا يَحْدَى ۚ نَدْفِعُ مَعْرِفَةَ الْعَوَادِ ۚ مِنْ الْأَهْلِ ۚ ضَيْبِ
الْخَوَادِ ۚ كَمَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ۚ بِنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ ۚ مَا نَزَلَتْ ۚ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ ۚ وَلَا نَأْتِيهِمْ
فِيهِمْ نَزَلَتْ ۚ وَإِنْ نَزَلَتْ ۚ وَلَوْ أَعْلَمُوا حُلَّ ۚ أَصْلُهُ ۚ وَكَتَابَ اللَّهِ ۚ
مَنْ تَنَالَهُ ۚ لِمَطَايَا الْإِقْتِدَ ۚ

فَالْوَجِبُ ۚ عَلَيْهِمَا عَشْرٌ ۚ لِلْمُسْلِمِينَ ۚ فَعَلِمَهُمَا مِنْ
هُوَ أَهْلُ ۚ لِذَلِكَ ۚ وَيَقْدُمُ تَفْسِيرُ الْفُرْقَانِ ۚ بِالْقُرْآنِ ۚ عَنِ
حَسْبِ ۚ اللُّغَةِ ۚ الْعَرَبِيَّةِ ۚ وَحَنِ ۚ طَبِيقِ ۚ مَا فَضَّلَ ۚ وَرَسُولُ ۚ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۚ

یہ فرمایا کیا پس وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گو کہ آگاہ رہو میں قرآن اور اس کے ساتھ اسی کے مانند (مصلحت) دیا گیا ہوں۔

پس کتاب و سنت کا علم ان اہم ترین مقاصد سے ہے جن کی طرف متقدم کے سامان باندھے جاتے ہیں اور ان اہم ترین مطالب سے ہے جہاں طلب کی سوا دیاں بٹھائی جاتی ہیں اور ان کو کم ترین امور سے ہے جن کے لیے آدموں اور گھوڑوں پر باروں اور جنگلوں میں سفر کرنا پڑتا ہے۔ اور ان مضبوط ترین پسند پہاڑی پوٹوں سے ہے جہاں پر ڈاکوؤں کا قبضہ و فساد واقع کرنے کے لیے قیام کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی کوئی آیت نہیں اُتری مگر اس کے تعلق سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی اور اگر میں یہ جانتا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کو جانتا ہے جسے سفارہ سوار ہی کے ذریعہ پایا جاسکتا ہے تو ضرور اس کے پاس حاضر ہوتا ۚ

لہذا ہم ہر حالت میں اسلام پر واجب ہے کہ کتاب و سنت کا علم ان اشخاص سے حاصل کریں جو اس کی اہمیت سمجھتے ہیں پس سب سے مقدم قرآن کی وہ تفسیر ہوگی جو خود قرآن سے حسب نصت ہر مہر و نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے مطابق ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ بے شک ہم پر ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا
پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اس کے پڑھنے کا اتباع کریں
پھر ہم پر ہے اس کا بیان کرنا۔

نیز ارشاد باری ہے۔ بے شک ہم نے آپ کی طرف حق کے
ساتھ نازل کیا تاکہ جس طرح خدا نے آپ کو دکھایا اس کے مطابق
لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اور خیانت کرنے والوں کے لیے
بھگڑنے والا نہ بنیں۔

نیز فرمایا ہم نے آپ پر کتاب سنیں اناری مگر اس میں
لوگوں کو بیان فرمائیں وہ چیز جس میں انھوں نے اختلاف کیا تو
ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان رکھتی ہے۔
نیز فرمایا ہم نے آپ پر ذکر نازل کیا تاکہ لوگوں کی طرف مسئل
کتاب کران کے لیے بیان کریں اور شاید وہ غور و فکر کریں۔
حضور نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لوگو! کاہر جو میں قرآن آور
اس کے ساتھ اسی کے باندہ و منتہی دیا گیا ہوں۔

لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر میں ہر دے کے لیے چاروں
کا جائزہ دیا تاکہ میں روشن ستارہ ہے۔ اور ہر اس چیز پر مقدم
ہے جس کی مخالفت کی گئی تھی دشمنان کے لیے ہرگز نہیں بخلاف
میں نبوت قادری اور اس کی حمایت کے کیونکہ ان لوگوں نے
غلاب منقول و منقول اور غلط جلیوں کو قرآن کی تفسیر بنا کر حضور
نبی کریم علیہ السلام کی تفسیر کے لیے بطور اصل قرار دیا، اگرچہ
بعد از معلول تاویلات کیوں نہ کرانی پڑیں جیسا کہ مذکور ہے
علیہ السلام کے احادیث میں تاویلات سے واضح ہو
جائے گا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَخُذُوا
كِتَابَهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ خَوَافًا يَّابِينَ ﴿١٨-١٩﴾
(التغیۃ ۱۸-۱۹)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَخُذُوا
كِتَابَهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ خَوَافًا يَّابِينَ ﴿١٨-١٩﴾
(التغیۃ ۱۸-۱۹)

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْآثَافُ فِي قُلُوبِهِمُ
الَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْآثَافُ فِي قُلُوبِهِمُ
(النحل ۶۳)

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْآثَافُ فِي قُلُوبِهِمُ
الَّذِينَ آمَنُوا مِنَّا أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمُ الْآثَافُ فِي قُلُوبِهِمُ
(النحل ۳۳)

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِنشَاءُ وَالْقِرَاءَةُ
تَقْتَضِيهِمَا صِلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدِّ الْفَوَادِ
بِحُجُودِهَا دَائِمًا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا بِخِطَابِ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ
صَلَى تَرْغُوبًا وَزَعْمًا لِلتَّبَتِ الْقَادِيَانِ وَمَحَبَّةِ فَاتِحَةِ الْوَقْفِ
الْقَسِيرِ كُلِّ مَضَادٍ وَالْفَوَادِ بِخَطِّهِ مَرَجَعًا وَاصِلًا
تَفْصِيلًا وَتَمَاضٍ وَلَوْ بِتَوَامِلِ تَجَمُّعِهِ الْعَمَلُ كَمَا فِي أَحَادِيثِ
الغزول۔

آنحضرت توفیق قدس جس جوشہ کتاب دشت اور ان کے مستند ذہنی علوم کی اہمیت پر اس غہیں میں قدر قدر حلیہ سے روشنی ڈالی ہے اس میں
اُن لوگوں کے لیے ہرگز نہیں ہے بعض نام نہاد مکتوبوں اور جلیوں کے غیر شرعی احوال و اعمال کے پیش نظر کہ میں شرح طریقت اور کلام بوشیائے کلام
علیہ السلام پر اہم اور اہم تر موضوع کو دیکھتے ہیں کہ ان اہل تصوف کے نزدیک کتاب دشت کی کچھ اہمیت نہیں بھلا کیے لیکن جو سکتا ہے کہ جس
شریعت پرانیت سے حضرت مکتوبہ کلام نے سرب پر کر دیا میں اسلام کی حقانیت کی عملی تفسیر پیش کی کہ اس شریعت پرانیت میں حق کتاب
دشت کے بعد کبھی کسی اور طریق کو اہم قرار دیں جب کہ کلام کا رد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متذکرہ اپنی اہمیت پر واضح فرمادیا کہ میرے بعد کسی
یہ ہدایت کا شریعت اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب اور میری سنت ہے۔ اور جب ہم اس پر عمل فرما رہے ہیں تو ہرگز نہ ہو کہ۔ فیصلہ حق حق

نور تفسیر علماء الصحابة از دھرادری مد اللہ
لما شافہوا من القرآن والاحوال المعینۃ علی فہم المراد
مع نیل سعادۃ التجماع والتعلم عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یفتن ابن مسعود قال کان الرجل منا اذا تعلموا
عشر آیات لویحیایہن حتی یعرف معانیہن والعمل بہن۔

حضور علیہ السلام کی تفسیر کے بعد ملتے مسابک کی تفسیر کرتا ہے
کیونکہ حضور علیہ السلام سے سنے اور سیکنے کی سعادت کے
ساتھ ساتھ ان حضرات نے نزول قرآن اور ان احوال کا
بالمشافہہ معاشرہ کیا جو قرآن کے سمجھنے میں مددگار ہو سکے ہیں
لہذا وہ ہیں ملکہ کو سب سے بہتر جانتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود
فرماتے ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی شخص دس آیات
قرآنی سیکھ لیتا تو اس وقت تک مزید کی طرف توجہ نہ کرتا جب
تک ان کے مطالبہ اور ان پر عمل پیرا ہونے کو بھی جرح معلوم
نہ کر لیتا۔

حضرت ابو جہر الزہری بھی فرماتے ہیں کہ جن حضرات سے ہم
نے پڑھا وہ فرماتے تھے کہ جب ہم حضور نبی علیہ السلام سے
پڑھتے تو اس آیات قرآنی پڑھنے کے بعد جب مکش پر عمل پیرا
ہونا معلوم نہ کر لیتے آگے نہ بڑھتے۔ لہذا ہم نے ہم اور مسلسل
دونوں حاصل کیے۔

ہر حال صحابی کی تفسیر و رسول کی شے پر بلاشبہ ختم ہے نکلات
ہر زبانوں کے، کیونکہ ان کی جماعت کے ہاں میں قادیانی کی
نہوت پڑا دی گئی ہے۔ وہ لوگ اپنی رائے سے ایسی تفسیر کرتے
ہیں جو قادیانی نہوت کی تائید کرے۔ گویا ان کے ہاں اصل چرچی
ہے۔ اور تفسیر اس کے تابع ہے جسے برہمن خود پر اپنی پس لائے
کی طرف ٹوٹتے ہیں کہ فلام احمد قادیانی نبی و رسول ہیں۔ اور جو
اس کی نہوت کا ٹکڑا ہو وہ اسلام سے خارج اور کفار سے ہے
جنہوں نے رسولوں کی رسالت سے انکار کیا۔ (اللہ اکبر ہستاد)
انہوں نے اپنی ساری کوشش صرف کی کہ ان کا یہ غلط مقصد واد
ہوتا گیا اور اپنی جانیں کپا دیں۔ مگر یہ طلب ہوتا ہی گیا اللہ تعالیٰ
کا اس بات پر شکر ہے کہ وہ مقصد ان کے خیال میں تھا اس تک
رسالت سے ان کی امیدوں کے سلسلے ٹوٹ گئے بھلا کہاں زمین
کہاں آسمان کجا تر شاہ تاسے، کجا تر شاہ زمین کا بچا ہستاد
ہندی میں کسی نے کیا ثوب کسے۔ کیا پڑی کیا پڑی کا شور با۔

وقال ابو عبد الرحمن السلمي حدثنا الذي
كانوا يقرؤنا انهم كانوا يستقرون من النبي صلى الله عليه
وسلم كانوا اذا تعلموا عشر آيات لم يخجلوا من احد
بما فيها من العمل فتعلمنا القرآن والعمل جميعا.

* بالجملة تفسیر الصحابی مقدم علی رائی غیرہ
کما رحمت المرزائیۃ فانها طائفة اشوبت فی قلوبها نبوة
القادیانی ورسالة ونفسیر القرآن برایہا تفسیر ایتسرس
لنبوتہ بان تجعل هذا المطلوب مقبولا والتفسیر ما بعد
له فخرذ الیہ ہائی طریق امکان وان کان ضعفا لا غرو فی
لو عرفت ان الجماع منودوا لکرا لیس العیدۃ لا شایات ان
غلام احمد القادیانی نبی و رسول فمن لہو من بیوتہ
فہو احد الکفرۃ العلیین انکروا رسالۃ الربہل خارج عن
الاسلام والعباد باللہ فصر فواجہد ہر و حاد انال لفتور
منصرف دہل فوالضہود والطلوب یعرض ویصرف فالحمد
للہ علی ما مضت عری اہال اللہ عن الغویبانی غیر اللہ
وامن المحضیہ من السامۃ والنویامن التری ولنعو ما
قیل فی الہندیہ کیا پڑی اور کیا پڑی کا شور با

أَنْفَعُ مَا بَالُ الْعَرْفِ وَالْأَفْقِ كَيْفَ نَادَى السَّيْلَةَ
وغيره من نبتی قد مضی وافی اصین عداة من البعثة
يُحِبُّ نَفْسَهُ كَيْفَ اللَّهُ ضَاوً بِاللَّذَّةِ مَعَ كَحْوَانِ فِي الْأَعْرَاقِ
وَالْأَوَى وَفَلَّهِ دَرَعُهُ لَا سَلَامَ رَحِيتُ صَنَوْتُ الْبُرُوقِ
اطفأ لفنته الفادياتی وامتبه قد هدى الله بها الشیر
من المروا شبة فی الفز البلدان و تابوا توبة ضوضا والحمد لله
على ذلک و طالمابلی فی روی ان کنه کتابا یوضح
سبیل المؤمنین الذین انعم الله علیهم من السلک
الصالحین و یکتب بطریق المهندین الذین یبذلوا
الکتاب والسنة و انکھم و یظهر یافتنین بآثار اصحاب
نسطاطیس معروضین عما علیه ازباب النوا مینس
فحال بینی و بین ما کنتم اروم تراکم الاشغال و تباہم
الهموم حتی الخ علی و اظهر الفقر لدی من کابعدی
الاسعاف ما امله و انضاح حاسنه فها ان الشرع فی
لذقصوره عجبا عما قال المولوی محمد احسن امروہی
و اخونه من المعترضین علی یسافی السعاف لیسلم المذنب
و مصصا لثمود به الفادیانی فی تعریف سورة الفاتحة
مبطلد علوی عجزه فی فیض سورة الشافیه معتمد
علی فضل الله متشابه بیل رسول الله صلی الله علیه
وسلم و فنعرف الخیر منعی و فخر الشیخ شطبی یابی و
ابی هو دما بین اضعی۔

ذرا گذشتہ زمانے کے زمانہ ان نبوت میل و غیرہ کے حالات و دیگر
جنوں نے اپنے مجموعے و محوس سے کئی ایک جامل پوچھا جاوے
چلایا جو انہیں خدا کی حق جہوں بگتے تھے۔ آخر کار وہ حیران اور
شک کے مد و گھومب و دنیا و آخرت میں و ذیل جڑتے۔ مگر اس
کو اندر تھانے جڑنے فر حلافرا سے سہول نے قادیانی اور اس کی
آست کے فتنہ کی آگ کو بجھانے کے بنے کئی کتابیں اور رسائل
تصنیف کیے جن کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بہت سے علاقوں
میں کافی ہر ناتیوں کو بدایت فرما کر انہیں توبہ کی توفیق بخشی اور ہر
بسا اوقات میر سے دل میں خیال آتا تھا کہ کوئی ایسی کتاب تحریر
کروں جو انعام الہی کے مستحقین اہل ایمان کی راہ کو واضح کرسے تو
ان اہل بدعت کو گوئی کے رادے صید جو جنہوں نے اسطو و غیرہ
فلاسفہ کے نقش پر چلتے ہوئے ازباب کتب سزا کے مسک سے
دور گردانی کی اور کتاب و سنت کو کبیر پشت ڈال دیا لیکن میر سے
اور اس مقصد کے مابین مختلف تفکرات و مسائل کی کثرت مافی
یہاں تک کہ ایسے لوگوں نے امر کو کرتے ہوئے بس امر کی ضرورت
ظاہر کی جن کی امتیاز کو پورا کرنے اور حادیر تسلیم کرنے کے غیر مجھے
چارہ نہ تھا۔ لہذا مولوی محمد احسن امروہی اور اس کے ہم مسلک لوگ
کو جنہوں نے میری کتاب شمس المذنب پر اعتراض کیے تھے جواب دینے
اور ہر قادیانی نے سورة فاسک تصبیہ میں جو غلطیاں کیں ان کی
بصورت اور اس کے دعویٰ و ہجائز کے احوال کے لیے اپنے مقصد
کی ابتدا کرتا ہوں اور اس کام میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر اعتماد کرتے
ہوئے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن گیر ہوں۔ اللہ تعالیٰ
میرا ہر قوی حامی ہے۔ اور حضور علیہ السلام ہر شیعہ میں میر سے
دل باپ اور ہم و جان صبا آپت پر خدا ہوں۔

مرزا قادیانی نہوت اصلی کا مدعی تھا

قال في خطبة رسالته المسموعة بالشمس البارزعة — یعنی امر وی نے اپنے رسالہ شمس بارز کے خطبہ میں کہا :

شعر

وَأَدُّوا الْعِلْمَ كُلَّهُمْ شَهَادًا
قَالَ الرَّسُولُ قُولُوا آمَنَّا
خَيْرٌ مَا فَلَئكَ وَ قَالَ بِهِ
مَا عَدَّ الْإِنْسَ كُلَّهُمْ شَهَادًا

صفحه (۱) قوله - وانشهد ان محمداً خاتم النبيين لا نبي بعده -

اقول۔ یتیموں کا حق باوجود اچھڑا کر لینا، لیکن فی فلق بھٹو کو اور نیز فکروں کے لئے قتل انکے کو رسول اللہ ص (رحمہ اللہ) میں ایسی ہی شہادت کا بلان ہے۔ آپ اگر شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کو غم غم کے تین تین مانتے ہیں تو یہ غلام محمد کا دانی (موسے نبوت میں کا دنیا کیوں نہیں سمجھا جاتا، کیونکہ اس نے عمومی نبوت کا نہیں کیا، اور نہ جو اہم شہادہ خود دے۔ فوراً شہادہ کے جس کا مومن (ایک فعلی کا ازالہ جہل قوم سے لکھا جڑ سے۔ لاکھ کر شہید جلا کر میں نبی اور رسول بنوں۔

سوال۔ احسان اللہ حسین، نور ہمایہ کابنی، بعد ازیں مراد بنی سے وہ انبیاء میں برائی کی نجات حاصل ہو، مزید کہ سبب کامل امتیاز کے علی طور پر ان کو رسول اور نبی کا لقب دیا جائے۔ اور علوم احمد کا دینی غنی طور پر نجات و رسالت کا دعویٰ ہے۔ نہ احسان۔

جواب۔ غلامی کے لئے غلبہ علیت اور برکوز اور فانی الرسول کے الفاظ کو یہ نہ دیکھا کہ، برائی کی حقیقت بنوب، حبیبیت کا دعویٰ ہے۔ اور برکوز برکوز فانی الرسول ہونے اس کے، پھر علی حضرت مسی اللہ علیہ السلام کے بعد نبی و رسول کہلانے کا جواز نہیں ہو سکتا۔

کما مستنبط۔

جوزیت امیر ہونے کا ثبوت انوائس کی تردید۔ دیکھو! اشتہار مذکور صفحہ ۵۸ پر چھپنے والا یہ مکالمات الیہ جہاں میں خود
 میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی اللہ ربہ، ہُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْحَقِّ وَیَدْرِی الْمُنْجِیَ وَالْمُکْذِبَ عَنْ الَّذِیْنَ کُفُّوا۔
 دیکھو صفحہ ۴۸ پر جہاں اس صفحہ ۵۸ میں صاف طور پر اس عاجز کو سوال کر کے ٹھیک لایا ہے۔

۱۲۰۔ لکھنؤ کے ایک بوجہ صنف ہونے کے سہولت بخش اجزاء کا انفرادہ و بنیاد پر جڑی ہاں پر مقصود نہیں۔ ۱۲۰۔

بچے وزن میں اضافہ کرے۔ ۱۲ ماہ

١٤ والجَنُّ مِنَ الْأَرْضِ وَأَنَارُ الْجَهَنَّمَ وَالْقَاطِعَةُ فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ بِالْأَسْنَانِ ۖ وَالْأَسْنَانُ بِصَبْحٍ - ١٥ مِنْهُ

شہ نہال رحمی ماسٹر کی حرج اضافہ کیلئے میں افادہ فرم مقصود کا ہے۔ ۱۷ منہ ۱۷ سورة آل عمران - ۱۷

عَمَّا شُورَةُ الصَّبِّ. آيَةٌ ٩

اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چوبیس گویوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔ اور انہیں نہیں کرنا کہ کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی دوسری مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کر گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت حدیث کی کھڑکی سے یعنی خدائی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظنی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے۔ جو نبوت گمادی کی چادر ہے۔ اس لیے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں؟ اللہ
اقول :- ہر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ رسول اللہ و خاتم النبیین اکملہ قول ہے۔ صرف وہی سوال
 جواب طلب مروض کیے جاتے ہیں۔

پہلا سوال جواب طلب :- خدائی الرسول جو نے کامیاب ارتحار کا بل ہوتا ہے۔ دیکھو سیرت حدیثی، فادائی عثمانی
 مرتضیٰ وغیرہ اصحاب کرام و سائر اہل اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، آپ سب کا کلام نبوت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تو
 نہ بنے دیئے۔ صرف زبیر اور عروہ و قنفذہ اور قیسہ والی کے بار میں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے ہی قب سے اللہ شہادت یہی ہے
 انا محمد و عقیقہ کاکی صدا آتی ہے۔ یا انا محمد بن عبد اللہ و محمد بن عبد اللہ کا لقب ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر جگہ تحریف ثابت ہو رہی ہے۔ کیا ایسے ہی
 استبدال من القرآن کا پاک وارث، انہی کہلاتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کے لیے حدیثی و فادائی و عثمانی و مرتضیٰ و دیگر حدیث قرآن میں چاہیے۔
 جس سے صرف وارث انہی کہلانے کا حق ہو گا نہ دیگر نبی و رسول کہ افعال صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوفہ جدی و شہود و افعال
 نسبت بذاتی و سائر حیرت انگیز مقام ہے کہ جس شخص کو شب و روز بذریعہ شہادت کے بلکہ کسی کیوں سے حتیٰ کہ تمہیل حرکات سے بھی
 زور و ہم کے طالبہ کے بغیر اور کچھ نہ سوجھے معنی پھر اس پاک نبی افضل الانبیاء میں خدائی نبوت کے کاٹنے کے۔ جس کی نشان ہے۔

و زاد قسۃ لبحال الشوم من ذهب عن نفسه فاراها امتما شمر

و اكدت زهدۃ فیہا ضرورتہ ان الضرورة لا تعد و صلی العصر

و کیف ندعو الی الدینا ضرورتہ من لولاہ لم یخرج الدینا من العدم

یہاں تو قدر آورہ زورہ شک، مگر بات قرین برقرات کے بغیر گزرتی ہی نہیں۔ اور وہاں نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ
 والسلام میں کفایت تھی جو امویہ بنی غنفلہ ذیل سے پائی جاتی ہے۔ ص عائشہ قالت ما شیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ثلاثۃ ایام من خبز یزدنہا حتی مضی لہبیلہ و عنہا قالت کنا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یمربنا
 الہلال و الہلال ما نوقد نأثر الطعام اکرانہ الممر و الماء الا ان سولنا اهل دود من انصار فیبعث
 اهل کل دابحہ صریح تقریر شائعہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذالک اللیل ان عرجا و فی الصعیصی۔

قال انس ما نأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغیفہ امر قفا حتی لحق باللہ و کذا ی شاة سعید بن مسعود
 قتل و صحیح البخاری

و عن انس ما اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان و لا فی سکرۃ و لا حنظلہ مرقق فقیل لہ علی
 ما کانوا یا کونون قال علی الشفر۔ صحیح البخاری۔

نہ امر رب

نہ یعنی آپ کو پھر ان سوانہا بنانے کی پیش کش نہ تھی مگر آپ کے ذہن نے سب کو ٹھکرایا کیونکہ آپ کو دنیا کی ضرورت کب مان کر سکتی تھی جب کہ
 خود دنیا کو بخود ہی آپ کے طبع میں تھا۔ ۱۲

وعن محمد بن الخطاب انه خطب وكرها فتح على الناس فقال لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتولى يومه من الجوع ما يعيد من الدقل ما يملأ به بطنه - صحيح مسلم
وعن انس انه مشى الى النبي صلى الله عليه وسلم فغير شعيرة واهالة سنفرة ولقد رهن درعه عند يهودي فاخذوا كلته شعيرة ولقد سمعته يقول ما امنى عند آل محمد صاع تمر ولا صاع حب و انه يود مثل تسعة آيات - صحيح البخاري

وعن عائشة قالت كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم من آدم حشو ليف - صحيح البخاري
وفي الصحيحين في حديث عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه لما ذكر اعتزال رسول الله صلى الله عليه وسلم لسامه قال فدخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم في خزانته فاذا هو مضطجع على حصير فادى اليه اذناه وجلس واذا الحصير قد اشر فيه بجنبه وقلبت عيني في بيته فلم اجد شيئا يرد البصر غير قبضة شعيرة وقبضة من قوط غول الصابون واذا افلق معلق فابتدأت عينايا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يبكيك يا ابن الخطاب فقالت يا رسول الله وما لي لا ابكي وانت صفة الله وخيرته من خلقه وهذا في شرفه وهذا الاصابه كسرى وقصر في الثمار والانهار فقال او في شك يا ابن الخطاب او لئلا قد جعلت طيبا لهم في العنوة الدنيا في رواية او ما ترضى ان تكون لهم الدنيا ولنا الاخرة قال بلى قال فاحمد الله عز وجل قال قلت استغفر الله -

وفي صحيح مسلم عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اجعل رزق آل محمد قوتا - وروى الطيالسي باسناد صحيح عن ابن مسعود قال اضطجع النبي صلى الله عليه وسلم على حصير فالتى الحصير فجعلت اصعبه واقول يا بني وامي انت يا رسول الله الا اذا نزلنا فنبسط لك شيئا ثم عليه قال مالي وللدنيا انما انا كارب استظل تحت شجرة ثم راح وتركها - رواه البخاري في صحيحه عن ابن عباس عن عثرة شيخ الاسلام العراقي

وفي الترمذي عن انس بن مالك قال سمع النبي صلى الله عليه وسلم على رجل رث وقطيعة ولو يكن شعيئا وحدث انه سمع على رجل وكان زاملا -

وعن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم ليس خشنا واكل خشنا ليس الصوف واحتمل في المنصور قيل للنس ما الخشن قال خيط الشعير ما كان يبيعه الاجرصة ماء - شيخ الاسلام العراقي

خلاصة احاديث مذكورة كايه

رسول خدا صلي الله عليه وسلم نے تمام قرآن مجید کی روٹی نہیں کھائی، اور نہ کسی ماہ تک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بوجہ نہ ہونے طعام کے آگ سے نہیں جلی۔ اکثر روٹی اور کھجور پر گذر رہی تھی، غزوہ فاکر کی یہ حالت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے انصار کھانے پینے کے لیے آپ کو دودھ یا ہریہ دیا کرتے تھے، آپ حضرت زونہ کی روٹی تناول فرماتے تھے، آؤ نہ کہ کسی کا بچنا ہو گوشت، لہذا کبھی میز پر رکھا نکالتے تھے، اکثر پھرے کے دستروانوں پر تناول فرمایا کرتے تھے، آپ کبھی چھوٹے

پایوں میں بھی کھانا نہیں کھاتے تھے گا بے گاہے ایسا بھی اتفاق ہوتا رہا ہے کہ شکر مبارک میں بھوک کی وجہ سے بل پڑ جاتے تھے۔
 کبھی جناب کو رومی مجرور بھی جیسوہ ہوتی تھی، فرش آپ کا چڑے کا ہوتا تھا، اور اس میں مجرور کے پتے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔
 کبھی بنید کے وقت چٹائی پر استراحت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جسم ہلہلہ
 ہور کے نقش دیکھ کر دہڑے۔ اس پر جناب سر در کائنات علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رونے کا کیا باعث ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
 منہ کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کفار جو دشمنی خدا میں وہ قومیں کریں اور آپ محبوب اللہ ہو کر آپسے حال میں رہیں پس کیوں نہ روؤں
 اس پر جناب نے فرمایا کہ کفار کے لیے دنیا ہے اور جاہ ہے لیے آخرت ہے کیا اُسے ابن خطاب تو اس قسم پر راضی نہیں۔ اس پر
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کا حمد و ثناء کہہ کر استغفار کیا۔

اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب اللہ بن مسعود بن مبارک سے ہر ایک کے نقش مشابہت اور کہتے تھے کہ اگر اجازت ہو تو آپ
 کے لیے فرش بچا لیا کریں، آپ نے فرمایا کہ میں ایک مشافروہ کی طرح ہوں جو کہ درخت کے سایہ کے نیچے تھوڑے عرصہ کے لیے آرام
 لیتا ہے۔ پھر اس کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

مگر سب خوبات حال کو شکل کی حالت سے غیر تھے۔ تاکہ آپ نے قزوینی نور موعی سواری پر پُرانی چادر میں کرچ اور ایک ہونا کپڑا
 پہنے تھے۔ جو کی سوئی روئی کھاتے تھے جو کہ بغیر بالائی کے ملنے سے نہ آتی تھی۔ دُعا یہ مانگتے تھے کہ یا اللہ آج محمد کو روزِ قُدر اور مظلوم
 یعنی زین العابدین سے بے غلہ ہر پر کے۔

رباعی

هتاد بقصد ناکہ بردارد غول شد تیرے کندہ بشترے نذر بمول
بمول مجریت گفت اذان می تو سم کا بد بزل غول منہم میله بیرون

رباعی

مست فی اگر دست کرم بنسباند بخیر بخشش دین اردو دم نتواند
چوں مست جنت مرکب جنت راند بر منہ قی دو کون آبتین افتاند

رباعی

ماست و مسد بدیم و زند پا لاک در جنت نہ سادہ پای بیان پاک
صد باو بہ تیغ منہم اگر کشند شولیم آل مایہ مسد براد دانی است چراک

رباعی

بس تخت نشین کو شد ز نو دلے تو مست در غل گدایان تو بر خاک بنشت
سر برد تو نہ سادہ بوسد پیوست ملک را چہ جیب از پاؤں گلیں زامست

رباعی

دے شانہ آل ماہ غم گیسو را بر چہرہ نہ سادہ دل لب غمیرو را
پوشیدہ بدیں جلد تو رخ شیکو را آہر کہ ز منہم شامد او را

رباعی

ساقی سے اذان ہینہ جام دو وہ از ہم غسل علی الاوام دو وہ
چوں در گشت حرب مدام آمدے آنے ماہ جسم تو ہم مدام دو وہ

رباعی

روزِی که دمارِ چرخِ دافک نبود آئینِ شبن آب و آتش و خاک نبود
بر باد تو هست تو دم و باد پرست هر چند نشان باد و خاک نبود

موت می گوید (یعنی جزو باد و دمار شد) و عشق می گوید (یعنی با باد و دمار باقی ماند) پس باد و دمار را از باد و دمار شایسته تر می دانند.

رباعی

تجارتِ نغمه ز عشق تو باد پرست آن کیست تو خود بگو گزین باد پرست
آن روز که من گریه ام باد پرست بوندِ حریفانِ پرستان آنست

برادرِ کسی که گویید که با باد و دمار شد و از شایسته تر باد و دمار شایسته تر می دانند. این رباعی بگویند متجان کوسه پاش می رسد. آنی تو که از نام تو باد پرست دوزخ و دوزخین نام تو باد پرست
عاشق شود آنکس که بگویند گذرد گوسه زود دوزخ نام تو باد پرست

فصحان من خلقه و احسنه و اجمله و اکمله سبحانه سبحانه سبحانه
چو حمد این است معبودش چه باشد

رضی اللہ عنہم میں اتنی اور اعلیٰ توجہات تشبہ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب مائدہ مائدہ دونوں کی ہمت سے موجود تھی، تو نبی اور رسول کے لقب سے محرم کیے جاویں۔ اور تیرہ سو برس کے بعد ایک شخص جس کے قرب مائدہ کے کمال پر اس کے امتیازات آیات و قرآنی اور قرب مائدہ کے جلال پر ان کا راز تقریر عسانی و انحصار و تقریرانی شاہد ہیں، چنانچہ تفسیری اور رسول کا لقب مائل کسے بلکہ حقیقی نبی بھی بن چکے ہیں یعنی یہ کسے کہ میری اذواج کو انہماک اللہ نہیں کے لقب سے پکارا کرو وغیرہ وغیرہ۔ نہایت ہی حیرت انگیز مقام ہے کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو باوجود بیان کمال امتداد کے اقرب بیعت ہے اس لقب کی اجازت مذوی جادے۔ بلکہ صریح مضمون میں روک دیا جادے چنانچہ صحیح مسلم میں بروایت سعد بن عذیر طویل کے میں میں مذکور ہے کہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا متوضی ان تکون منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ اکانہ لا نبوہ بنعلی۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض عزرائل میں غلبہ بن کر اذینہ علی صاحبہما الصلوۃ والسلام میں مجبور کر جانے لگے۔ تو علی نے عرض کیا کہ آپ نے مجھ کو حور قوس اور لؤلؤں کے ساتھ دیکھے چھوڑ دیا ہے، جواب اس کے آپ نے فرمایا کیا تو خوش نہیں میرے قائم مقام ہونے پر جیسا کہ تونہی کا قائم مقام ہا دون علی نبینا علیہما السلام تھا۔ اور میرے قائم مقام ہونے کی نعمت تو تم کو ملی ہے۔ مگر نبی کا لقب خاص میرے ہی لیے ہے۔ تم کو نہیں ملتا۔ کیونکہ میرے پیچھے نبوت نہیں۔ اور قادیانی کو جو نبوت و رسالت کے اوصاف صوری و مضمونی سے بہرہ حاصل ہے۔ اور ہر جگہ اس کی قرآن وانی اور تفسیر سیلابی شہادت دے رہی ہے اسے نبی اور رسول کہلانے کی اجازت مل جادے۔ ہاں وجہ اس کی شاید یہ ہو کہ قادیانی نے سوچا کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب علی کرم اللہ وجہہ جیسے رفیق کو نبی کہلانے سے روک دیا ہے تو آپ سے اس لقب کا حال کرنا نامکن ہے۔ چاہیے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر ہی نہ ہو اور پیش قدمی کے محبت اللہ میں شان سے یہ قدم حاصل کر لیں۔ لہذا مکالمات الیہ سے ہر مسئلہ کا جواب ہوتے ہی نکال دیا اشتہار دینے شروع کیے مگر وقت یہ ہے کہ ان مکالمات میں ہی بعض آیات دہی میں ہوا، الفصل الثانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی انہی جنس جن کے ساتھ استدلال پکڑنے سے لازم آتا ہے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الہیاد باللہ ان آیات سے اجازت نامہ ہر ایک فانی فی الرسول کے لیے نبی و رسول کہلانے کی نہیں بھی تھی۔ لہذا علی کرم اللہ وجہہ کو باوجود کمال فنا کے لا انا لا کتبوا بعدی، فرما کر خود رکھا۔ اور اس آیت فلا یظہر عنک خلیفہ آخذ الا حکمن از قضی میں دشواری، جن ۲۱ کو جس طرح قادیانی صاحب نے سمجھا ہے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سمجھا۔ خود باللہ من ھذیان الجاحلین۔

دوسری وقت یہ ہے کہ بقول قادیانی فانی الرسول کے حامل ہونے سے یہ لقب ملتا ہے۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرقت اور آپ کے ہی میں یہ حمایت ہوتی ہے۔ مگر خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بے خبر ہیں، الیہا ذبا اللہ۔ لہذا علی کرم اللہ وجہہ کو صرف تین ہی لقب ملائے۔ چنانچہ ہر مکمل سے مستدکیں بروایت سعد بن زرارہ اخراج کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی علی فی حق ثلاث الذلہ سیدہ المؤمنین واما ما یطعنون واما الذلہ الغر المحجلین اور نبی و رسول کے لقب سے مشرک دفرایا باوجود اس کے کہ تیسرے دن (عجب اللہ و رسولہ و عینہ اللہ و رسولہ) سے ان کی حقیت اور محبوبیت کل امت کا سامنے ظاہر ہوئی۔

قولہ ۱۔ چھرہ دیان صاحب اسی ہشتاد کے صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں: "اور یہی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی طرف سے ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا میں جہاں یہ معنی صادق آتیں گے وہی کا غلط بھی صادق آئے گا۔ اور نبی کا رسول ہو یا مشرط ہے کیونکہ اگر دور رسول نہ ہو تو چھ غیب معنی کی خبر جس کو نبی نہیں سکتی، اور یہ آیت رد کرتی ہے۔ لَا يَخْفَىٰ عَلَيَّ شَيْءٌ يَخْفَىٰ عَلَى النَّاسِ مِمَّنْ أَتَيْتُ مِنْ دُونِهِ"۔ اب اگر اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان حضرات کے رد سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت تکلمات و مخاطبات انبیاء سے پہلے غیب ہے کہ جو ان حضرات کے ہاتھ پر غیب طیبہ بنجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرورت اس پر مطابق آیت لَا يَخْفَىٰ عَلَيَّ شَيْءٌ يَخْفَىٰ عَلَى النَّاسِ کا معنی یہی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا نے تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔"

اقول سبحان اللہ اور جو حیرت آور بلاغت فصاحت میں کیا آئی اور ایمان کا دلوں میں ہے اور ابھر کر نبی کا معنی لغت کی رو سے خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا؟ نہیں صاحب نبی کا معنی لغت کی رو سے تو متعلق خبر دینے والا ہے۔ دوسرے پر بابتندہ ہے۔ اور نیز بذریعہ ترجمہ، تہذیب، کماہنت کے ہوا جو اساعت دی گئے اور اصطلاح شری میں خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا جس کو خود بھی قطعی علم ہو اور دوسرے میں یہ بھی ایمان اس کے ساتھ کہ ان حضرات کے رد سے نبی کا رسول کہا جائے اور اسی حیرت و رسالت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو نہیں مل سکتی، جن کو پہلے مل چکی ہے انہی کے لیے ہے۔ اور ان کی حیرت کو کہ داتی ہے مگر فاقم التبتین کو مافی نہیں کیونکہ آپ سے پہلے ان کو مل چکی تھی۔ بخلاف حیرت قادیانی کے جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کے حاصل کرنے کا مدعی ہے۔ لہذا فاقم التبتین کے مافی ہے۔ دوسرا تکلمات و مخاطبات اُستمر کو مابین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ نہیں کہے گئے۔ مگر وہ اس درجہ کو نہیں پہنچے کہ ان کی عقلیت یا تعلیمیت حیرت علی الغیر ہو۔ بعد خبر دینے ان کے اگر کوئی انکار کرے تو اس کو شرما کا فر نہیں کہا جاتا۔ گو کہ فی الواقع غیور میں بھی اس کی خبر دینے کے مطابق ہو جاوے۔ بنابر ان اشیاء علیہم السلام کی اخبار بالنبیات کے ساتھ ضروری طور پر قبل از وقوع تصدیق کرنی چاہی کہ ایمان شری کہا جاتا ہے اور ان کے انکار کو کفر شری، بخلاف اخبارات اولیاء اللہ کے کہ ان کی تصدیق کو ایمان نہیں کہا جاتا۔ اور زمان کے انکار کو کفر، آیت مذکورہ فَلَا يَخْفَىٰ عَلَيَّ شَيْءٌ يَخْفَىٰ عَلَى النَّاسِ میں مراد انہما علی الغیب سے اطلاع وہی علی سبیل تعلیمیت ہے اور یہی اطلاع مخصوص بالانبیاء و المرسل ہے یعنی انہی کی وحی و الہام کا تعلیمیت اور الزام علی الغیر کا استحسان ہے۔ غیر انبیاء و مرسل علیہم السلام و المسلمین کی اطلاع غیبی طور پر ہوگی یا قطعی غیر متعذری یعنی ولی کو اگرچہ بسبب تکرار الہام و کثرت تجرید کے فی نفسہ علم قطعی بھی حاصل ہو مگر الزام علی الغیر کا نہیں نہ ہو گا کیونکہ اس کے ساتھ تصدیق کرنے کو ایمان کہا جائے اور اس سے انکار کرنے کو کفر نہ ہو گا۔ مگر یہ تصدیق ہو کر آیت میں ہو کر وہ انہما بالانفس علی الغیب کی نفی ماسوائے رسول سے کی گئی جس کا مفاد علم قطعی ہے۔ اور رسول کے لیے اثبات و تہذیب وغیرہ سے قطعی علم بالغیب کی نفی نہ ہوگی بلکہ صرف علم قطعی کی ہاں اگر انہما علی الغیب کی نفی ہوئی تو اس کا مفاد علم قطعی ہے تو مسترکہ کا استدلال بآیت مذکورہ نفی بطلان الاولیاء علی الغیب پر صحیح ہو سکتا تھا۔ اور ایسا ہی بعض اخبار و تہذیب و کثرت و کثرت و کثرت و کثرت ہو گیا کیونکہ تجرید سے ثابت ہے کہ بارہا نبی جبرتی، کائنات کی خبر اور خواب دیکھنے والے کی خواب بھی جبرتی ہے۔

آیت مذکورہ کا مطلب یہ تھا کہ قطعی ہندے کہ کثرت علی الغیر جو غیر رسول کے کسی کو نہیں دیا جاتا۔ بلکہ علم قطعی جس کی تعلیمیت حیرت علی الغیر نہیں ہو سکتی سو وہ ولی کو فانی الرسول ہونے کے رد سے اور زمان و مقام و غیرہ کو اپنے اپنے فنون کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے اور قبل از وقوع ان کے ساتھ تصدیق کرنے کے ہم مکلف بھی نہیں۔ اور آیت مذکورہ ایسے مومن کو غیر انبیاء و مرسل کی نفی نہیں کرتی بلکہ انھیں

بہار مذکورہ آیت پر وارد ہو۔

۱۔ ناظرین کو بشرط مذکور اس مقام سے کئی امور دریافت ہو سکتے ہیں۔

۲۔ رسول نور فیر رسول میں فرق کسب بالمعنی والحق والزام علی الغیر عدم الام۔

۳۔ دفع اس اعتراض کو جو اہل اعتزال آیت مذکورہ متشکک ہو کر کہ اسبت دلی پر وارد کرتے ہیں۔

۴۔ دفع نقض باخبار کامل و غیر غیر۔

۵۔ قادیانی صاحب کے استدلال باقتیاد کافہ۔

نورانی کا دلی میں ہی نور رسول نہیں اور پرکھی دوسری کھلنے کا استحقاق ہے۔

صغریٰ یہ کہ کوئی صغریٰ پر اطلاع دی جاتی ہے کہ برفیہ اور جس کو فیہ صغریٰ پر اطلاع دی جاتے وہ بر شہادت آیت مذکورہ رسول ہوتا

ہے ترجمہ میں اہل رسول ہوں۔

یہاں وجہ فساد یہ ہے کہ دلیل مذکورہ کے پہلے مقدم میں مراد بعلامہ سے اگر اطلاع قطعی غیر علی الغیر ہے تو ہم کہتے

ہیں کہ اس طرح کی اطلاع خاصہ میں نور رسول کا ہے بلکہ آیت فقہا قطعی قطعیۃً استدل الاخص، ارضیٰ میں اکتفا ہے۔ کیونکہ اس

میں اطلاع قطعی بمقتدہ کوئی نفی بغیر رسول شرعی کے، صحت سے کی گئی ہے۔ اور اگر مراد بعلامہ سے اطلاع غیر قطعی الی الحدیث

ہے، عام اس سے کہ قطعی ہو یا قطعی، غیر بالغ الی الحدیث کو تو حد واسطہ مکر نہیں یعنی یہاں مقدم یہ ہوا کہ محمد کو اطلاع خیسہ قطعی

حاصل ہے۔ اور دوسرے مقدم یہ کہ جس کو اطلاع قطعی بمقتدہ مذکور حاصل ہو وہ رسول ہوتا ہے۔ تو اس استدلال سے قادیانی صاحب

کو کیا فائدہ ملا کہ کوئی قطعی علم و اطلاع رسول بنا۔ اور اس کا بطور ترجمہ قطعی ہے لہذا وہ رسول اور ہی کے لفظ کا مستحق نہ ہوگا۔

۵۔ یہی آیت جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول کا علم بالنبیہ قطعی واجب التسلیم ہوتا ہے۔ قادیانی کے اس دعوے کو کہ میں مسیح ہوں چاہے

اگر اسی ہے کیونکہ بموجب اس آیت کے رسول علی اللہ علیہ وسلم کی تواتر پیشین گوئیاں دوبارہ نزول مسیح بن مریم ہوتی اور

واجب التسلیم شرعی جن کی تصدیق کو ایمان اور انکار کو کفر کہا جائے گا۔

سوال

قادیانی صاحب مع امروہی صاحب وغیرہ کے اجماعیث متواترہ فی نزول الیسح کا انکار نہیں کرتے بلکہ بعد التسلیم ان کو قائل ٹھہراتے ہیں یعنی یسح بن مریم یا عیسیٰ بن مریم سے مراد قادیانی ہے۔ بعلاقۃ معائنۃ۔

جواب

تاول بغیر قرینہ صارحمن السنن المصنوعی کے تعریف ہوتی ہے خصوصاً جب کہ قرآن مافہ من التادل ہی موجود ہوں کیونکہ ایسے تعریحات و بارہ نزول اسی یسح بن مریم عینہ و یسح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موجود ہیں جن میں کسی طرح تاول ممکن ہی نہیں چنانچہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلہ یود ان عینی لویبت وانہ راجع الیکو قبل یوم القیمۃ دیکھو علامہ سیوطی کی تفسیر و مشکوٰۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یسح کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یسح ہے یہ بات کہ عینی نہیں مرا نور یہ بھی محقق ہے کہ وہ فونے والا ہے تمہاری طرف قیامت کے دن سے پہلے آپ یہ پیش گوئی کیسے مروج طور پر صاف صاف فظوں میں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے جس میں یسح کو کسی طرح کا دوسرا شخص نہیں مگر افسوس کہ کلمہ صحیح

لے تیزی طبع کو یس بن یسندی

امروہی صاحب ہمال بھی وار کے بغیر نہیں تھے۔ فرماتے ہیں کہ (الوقت) کا مطلب ہے کہ حضرت جیسے سولی پر نہیں مرے دیکھو جس نے نزول صفحہ ۱۰ معلوم نہیں اس تعریف نے آپ کو کیا فائدہ بخشنا اور یہ خیال نہیں کیا کہ بعد کا فقرہ وانہ راجع الیکو کیا کہہ رہا ہے۔ یہ تو اسی عینی کو جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یسح سے کیا تھا دوبارہ دہرایا ہے۔ آپ کے قادیانی صاحب کا تو ذکر ہی نہیں۔

سوال

مجس ہے کہ راجع سے مراد عینی کا رجوع بروز ہی طور پر ضرورت قادیانی پر۔

جواب

مرزا جی چونکہ بروز جیسوی اور بروز قمری دونوں کے مدعی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسوی رجوع ضرورت قادیانی سے تو اجماعیث متواترہ میں خبر دیتے ہیں اور اپنے رجوع بروز ہی یعنی دوبارہ دنیا میں ضرورت قادیانی جو کر آنے سے ایک حدیث میں بھی اطمینان نہیں فرماتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ رجوع بروز ہی ضرورت نہیں بلکہ رجوع بعینہ اور نیز بروز سے مراد اگر یہ ہے کہ وہ رجوع قادیانی بروز جیسوی سے شکایت جو تباہ تو یہ امتحانہ قادیانی کے بغیر ہر تیسے لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ فوہات میں فرماتے ہیں کہ عینی ابن مریم ہمارا پہلا شیخ ہے۔ اس کے ہاتھ پر ہم نے توبہ کی اور ہمارے حال پر ان کی بڑی عنایت ہے

کمال دھوشیہ خدا اکل دجنا علی یدہ ولہ بنا عثایہ عظیمہ لا یفعل عثا ساعۃ اور ان کے مابوا اور بھی
جیوی الشرب مٹو فیہ ترے گرد گئے اور ہو گئے ہیں۔ تو یہ کیا وجہ ہے کہ کسی نے یہ سوچا ہوئے گا کوئی نہیں کیا۔ اہلیناس طرح
کا نامہ پیشی اپنی مریم کلاس کے زندہ ہونے پر موقوف نہیں بلکہ بر تقدیر مر جائے جیسے اپنی مریم کے ہی قادیانی کو فیض پہنچا سکتا ہے۔
پس اس حضرت علی الشریعہ و سلم کا فرمانا (وانہ رابع الیکو) اگر بطریق برورد ہوتا تو (ان حبشیہ لویہ) ہے ربط حضرت، کیونکہ وہ تو
موت کی قسمت دیر پہلے ہو سکتا ہے۔ اور نیز (رابع الیکو) سے نزدیک قادیانی صاحب کا یہ سبب قادیانی صاحب یونہی سے
ہوں۔ کیونکہ ان حضرت علی الشریعہ و سلم یونہی سے مطلب ہو کر فرما رہے ہیں کہ (وانہ رابع الیکو) اسی بلذنیہ (المرجی صاحب
کوشا یہ صحت ہو گیا ہو کہ قادیانی صاحب یونہی سے ہیں۔ لہذا یہ تاویل فرما رہے ہیں۔

المرض رابع الیکو یعنی ہارنہ فیہ لیکو جب ہی صادق آئے گا کہ یونہی سے کسی شخص کو جیوی ترور کا مالک قرار دیا جاوے۔
لیکن یونہی لیکو میں عربیہ کا سنی قادیانی کے نزدیک یہی ہے کہ تم شکایتوں میں سے کسی ایک سلطان میں حبشی کا برورد ہو گا۔ اور
آج تک چونکہ کوئی شخص دُور و زوئی کا مدعی نہیں بننا کہ اس پر یونہی ہونے کا الزام قائم ہو۔ لہذا یہ عربی تاویل کا
یہ خاص ہر صاحب ہی کے لیے پیش کش ہو سکتا ہے۔ اور اگر غلو برادر سے یہ ہے کہ زوہ حبشیہ لویہ قادیانی کے ہن میں آگیا تو یہ تنازع
جو تاحوہ باطل ہے۔ نیز زوہی اصل کو پہلا فقرہ حدیث مذکور کا کہ (ان حبشیہ لویہ) مرود کرتا ہے۔ کیونکہ جب حبشیہ لویہ مریم بقول
آنحضرت علی الشریعہ و سلم کے مرانیں نہ رہے تو (انہ رابع) سے یہی ثابت ہو کر ڈی حبشیہ اپنی مریم خودی دوبارہ دنیا میں آئے گا
اور عربی صاحب کی تاویل مذکور پر اس حدیث میں پہلا فقرہ دوسرے سے باطل رہے ربط ہر جاتا ہے۔

سوال

اس قسم کے ہر طرح احادیث میں تاویل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم شہادت دیتا ہے کہ حبشیہ اپنی مریم فوت ہو گیا ہے
اور جو مر جاتے ہیں دوبارہ دنیا میں لوٹ کر نہیں آتے۔ بناؤ علیہ دھنا لالتراض تاویل کا ضروری شمار۔

جواب

قرآن کریم کی آیت اسی درالہیں اپنی جگہ پر مشرق کھتی جاتی ہیں۔ اس جگہ انتخابی کیا جاتا ہے کہ اصول ثلاثہ یعنی قرآن۔ حدیث۔
اجماع میں تحقیقی تقاضے جو اختلاف پر کہ جن میں ہیں جب کہ احادیث متواترہ اور اجماع اسی حبشیہ اپنی مریم کے وجود پر مبنی تعلق
ہیں کہ اس کا یہ ظہور کوثر و آیات قرآنیہ کا سنی ہی وہی ہے جو جو ملت اور اجماع کے مخالفت نہ ہو جیسا کہ وہی ہے مسلک اہلن صاحبین کا
نیز معلوم ہو کہ تاویل میں تاویل کرنے والا اگر حدیث کو صحیح الثبوت و مسلم الظہور جان کر تاویل کرتا ہے تو یہ شک وہ تحریف کے الزام سے کسی
طرح بری نہیں ہو سکتا تیج الثبوت و مسلم الظہور کا معنی یہ ہے کہ یہ حدیث اس حضرت علی الشریعہ و سلم کی زبان پاک ہے۔ اور آپ کی زبان میں
الفاظ سے وہی معنی ہے جس کا چھوڑ کر تاویل کے زور سے اور معنی لیا جاتا ہے۔ قادیانی صاحب اور عربی صاحب ان احادیث کو صحیح الثبوت
و مسلم الظہور کہنا نہیں ہیں اس کا ثبوت و دلائل صاحبوں کا آج تک کسی تالیف میں حدیث مذکور و نظارت کی صحت پر متفق ہوا کہ نہ
اول دلیل ہے تسمیہ صحت حدیث پر۔ اور اسے چاہو مرد و کتا قابل اعتبار نہیں بلکہ تمام کونسی جیسے حدیث کی تصحیح دہی کے پاس صحت
حدیث کے لیے معیار اظہار اصول حدیث کے مکلف صحیح ہی تھا جس کو قادیانی صاحب بھی انکار ادا ہم میں تسلیم کرتے ہیں۔ کالی ہے

حدیث مذکور کی صحت کے لیے دیکھو مقدمہ ختم علیہ السلام اور دوسری صحابہ کی مہارت متقولہ میں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ احادیث منقولہ ہر جرح اور احوال متشرعین میں (جن سے حیات و مرجع عینی بن عمر پر استدلال کیا گیا ہے) قائل کی گزارشیں منصف ہے جس کو ہم چھوڑ کر تاویلی منصف لیتے ہیں اور اس تاویلی کرنے میں ہم مجبور ہیں کیونکہ یہ احوال و دلائل قطعیہ کے معارض ہیں۔ دیکھو مقدمہ ۱۰ مسئلہ ۱۰
شخص باظہر کہتے ہیں: اگر کہا جاسے کہ تفسیری تاویلی ان احوال میں توجہ احوال بالا یعنی ہر تاویلی کے بعد اس کے پس ایسی تاویلی کیوں کہ قبول کی جاسکتی ہے۔ تو گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی آپ ان احوال مردودہ کی یہ تاویلی تسلیم نہیں کرتے تو چونکہ یہ احوال و دلائل قطعیہ مذکورہ کے معارض ہیں لہذا محض باطل ہیں پس ہم ان کے نہ تسلیم کرنے میں مجبور ہیں۔ اہم!

پھر حضرت مصلح موعودؑ نے کتاب مذکور پر لکھتے ہیں: پس اگر آپ کو ان جیسی تعویذات انکی تابوہی ذیل منظور آوری پس منہ سے کہ حضرت جیسی شول سے نہیں مرے جو طوفان غمیرہ کے مگر فروع اللہ عجبات ہوئے اور دوزی طور پر قبل قیامت کے نبوٹ ہوئے والے ہیں۔ آخر تک تو خدا کو یہ تابوہی دلیل مجھ سے ہم جی ہاں تابوہی کہ تسلیم کرتے ہیں دوز غلواف قاعدہ مستغویہ کے آیت کے معنی غزوہ آپ کوں کر کے لکھتے ہیں۔ انکی۔

آوردہ روایتی صاحب کی تالیف میں ہرگز کچھ بتا ہے کہ کشف نبوی صلی علیہ وسلم نے دقبال و ہنزہ کشوخت کو ملے و ہر احوال کا پڑی واقعہ بھلا نہیں کیا جس سے پایا جاتا ہے کہ اس حضرت میں اللہ علیہ وسلم اپنے پیشین گوئیوں میں واقعہ امر کو نہیں سمجھ سکے کیونکہ صفحہ ۳۴ سطر ۱۰ تا ۱۲ میں لکھا ہے: "استحسانات انما راہ علی علیہ السلام احوال کذا"۔

پس سرمدی صاحب نے تو اہل الفضل بجاہر یعنی برعکس کے علاوہ قابل گویات قرآن سے جاہل قرار دیا۔ اے صاحبانِ فضلہ
تو ردایانِ صاحب نے بھی نہ صرف بڑی محترم باشانِ کثیف نبوی پر وجہ لگایا بلکہ واقعی تقدیر پر کسی حضرت علیؑ علیہ السلام اور علی
الغنیؑ مرحومہ کو قرآن کریم سے سب سے بہرہ خیال کیا۔ خود باذنہ من ہدوات الجاہلین۔ مگر بیان ان آیات کا جن کو انھوں نے
ذکر کیا قبیلہ اہل علیؑ و آل علیؑ علیہ السلام سے ہوساں ان کا اسی حکم میں اپنے اپنے مقام پر لکھتا ہوں کہ اس جگہ صرف اتنا ہی بیان کرنا
منقول تھا جو جو چاہیے یہ لوگ اس حضرت علیؑ علیہ السلام کے لئے مراد کو خدا تصور کرنا قبول کرتے ہیں۔ اللہ ان کو راہِ راست پلٹتے
یا ہادی اہلنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ط

کا دیانی صاحب اس اشتہار میں خود لکھتے ہیں کہ میں نے بنیادی اصول و مسائل کے نزول کو آیتہ خاتم النبیین کے مافیہ کے مافیہ کیلئے ہیں۔ اس کا جواب لازمی طور پر اس جگہ دینی فقرہ کافی سمجھانا ہے جس کو اس اشتہار کے صفحہ ۱۲ مطرا پر قدیانی نے اپنے رسول اور نبی ہونے کے لیے لکھا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو، میں کتابوں کی دیکھی ہیں کہ ہم کے بارہویں بھی صاحب ابلیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جدید شرع اپنے ساتھ نہ لائیں گے، بلکہ شرع محمدی صلی صاحب اصول و علوم کے مطابق حکم کریں گے، گناہ و صحت و غیرہ، جب کہ قدیانی کا دینی و رسول ہونا خاتم النبیین کے مفہوم میں باعث نہ لانے شریعت جدیدہ کے فرق نہیں لانا تو توحیدی بن مریم کا نزول ہمارے عقیدہ کے مطابق خاتم النبیین کی ضرورت کو کس طرح توڑ سکتا ہے۔

سوال

جیسی ہی میں سرخ چٹکے شقیں انبیاء و اولیاء الصلوٰۃ میں سے ہیں۔ تو ہر تقدیر نوڈل کے بشرط محمدی حاکم ہونا ان کو جنت سے معذور کر دیتا

ہے جو سرسرخلاف ہے عقل و نقل کے اور وصورت نزل مع النبوة کے خاتم النبیین کی معرفتی ہے بخلاف تادیانی کے نبی رسول بننے کے کیونکہ یہ فانی الرسول ہونے کے باعث نبی و رسول ہونے کا مدعی ہے۔

جواب

فانی الرسول ہونے کی وجہ سے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی و رسول ہونے کا کوئی شہسب نہیں۔ چنانچہ ادا و پاک کیا ہے۔ اور جیسی بن مریم کے نزل کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نبوت و رسالت کے لیے دو رخ ہیں۔ یا تو کو بلوٹاں و ٹھوکر ہے بلوٹاں جہالت ہے اندھ کے فیضان سے سناہناب اللہ جس کو خدا کے ہاں عزت میں سے ہونا لازم فرما شک ہے۔ اور ٹھوکر جہالت ہے توجہ الی الخلق سے یعنی توجہ شرع و احکام کی۔ اس ٹھوکر میں تو بسبب تفسیر و تہذیب شرع کے انقلاب آسکتا ہے نبی لایق کی شریعت چونکہ ناسخ و فسخی میں سماج کی شریعت کے لیے اتنی سماج کو بھی بر تقدیر موجود ہونے اس کے نبی لایق کی شریعت کے زمانہ میں اپنا شرع چھوڑ کر شرع لایق کے ساتھ عمل درآمد کرنا چاہیگا۔ چنانچہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی زندہ ہو تا تو اس کو بھی بغیر میری شریعت کے عمل درآمد کرنا جاتا نہ ہوتا۔ اور اس عمل درآمد کے تفسیر و تہذیب سے وہ نبوت کا بلوٹاں جس کو قرب الہی اور خداوند عز و جل ہونا لازم ہے پروردگار نہیں ہوتا کیا یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف نازل کرنے کی اجازت دی اور بعد اس کے جب بیت اللہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا تو آپ کی نبوت و رسالت میں فرق کیا گیا یا آپ تپاس قدر و منزلت سے آپ کو پہلے بارگاہ خداوندی میں عاقبت حق معرول کیے گئے ہرگز نہیں۔

الحاصل بلوٹاں نبوت مع لازم اپنے کے جو قرب ہے کہی انسیہ یا رسول سے زائل نہیں ہوتا بخلاف ٹھوکر نبوت تبلیغ شرع اپنے کے کریم خداوند ہے تا ٹھوکر نبوت نبی لایق کے۔ اور نبوت و رسالت انبیاء سابقہ کا بلوٹاں کو کہہ دیتی ہے۔ مگر چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ان کو جو ہے لہذا خاتم النبیین کی فکر کو اگر سارے انبیاء۔ دنیا میں آپ کے بعد آجائیں تو بھی نہیں توڑ سکتے۔ اور یہی مطلب ہے قاضی میضاد کا اس قول سے کہ (مع انہ آخر من نبی) اس تشریح سے نیزین تہذیب فرما سکتے ہیں کہ نزل مع آئینہ خاتم النبیین کے معنی سمجھنا اور اگلے امتب مرحوم کو کہہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی اس منافا سے بے خبر خیال کر کے اپنی فرقان وانی پر نادان ہونا کس مذہب جہالت مرکب ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خداوند اس سندوں کے نزل مع وصف النبوة ہونا یا نہ ہونا اس کے متنازعہ فعلی ہے یعنی جنہوں نے نبوت و وصف النبوة سمجھا ہے مگر ان کی بلوٹاں نبوت کا ہے۔ اور جنہوں نے بدو ان النبوة کہا ہے انہوں نے ٹھوکر نبوت کا لیا ہے۔ معنیوں بغاں اگر جناب مولوی صاحب ذرا غور فرمادیں تو شمس الہدایت کی عبارت مسطورہ ذیل پر معروض نہوں گے۔
 دیکھیں مرقہ بلکہ اہل انبیاء کی نبوت اور رسالت چونکہ خداوندی بلوٹاں نبی پچھلے کے ہوتی ہے۔ شمس الہدایت صفحہ ۸۷ مسطورہ
 شمس الہدایت کے ہی صفحہ ۸۷ مسطورہ میں عبارت بذاتہ بعد نزل اور رنگ آمادہ امتب ہی انہیں کے مرقہ جناب محضوت اعراض فرماتے ہیں کہ بعد الرسول (اور پھر انہیں گے) یہ کلام کیا ہوا بالکدراش ہے کہ عبارت مسطورہ میں (اور رنگ آمادہ امتب بلوٹاں) ہوا ہے متعلق بر انہیں گے (انہیں گے) حذیثہ فیہ (نبوت) (نزل) کے۔ اور ظاہر ہے کہ مرقہ بعد المطلق ہی ہوا کرتا ہے۔ اور جو فرق

۱۔ اس سے حضرت خاتم کے بعض صحابہ میں نقل فرمادیں جن میں شمس الہدایت کی عبارت سمجھنے میں مغالطہ ہوا ۱۲۔

اطلاق و تقييد مکرر بھی نہیں۔ ثانیاً معروض ہے کہ بالفرض اگر تقييد مذکورہ بھی ہوئی اور صرف (بعد الزوال) اتریں گے، جو تاویلی ہو کر انباء بالمشق فرغ ہے قیام مجدد کے لیے، لہذا صدق (اتریں گے) کا بعد تحقق الزوال ہی ہوگا۔

شمس المہدیات کے صفحہ ۸۴ سطر ۱ عبارت مذہ (اور انبیاء سابقہ میں ان) پر خطاب کا اعتراض یہ ہے کہ قرآن تعالیٰ (انھوں میں) میں مروج مفسر کا انبیاء نہیں بلکہ مشرکین ہیں، بکواب اس کے گذارش ہے کہ یہاں پر قصور السافہ فوق العکلام علی طرز استدلال المخصوص ہے۔ استدلال نسبی کی تقدیر (انک صیت) میں مروج ضمیر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مراحہ اور باقی انبیاء و ملائکہ اور (انھوں میں) میں مشرکین مراحہ اور باقی مکار و ملائکہ میں نبی وغیرہ مروج ضمیر انہوہر تعاقب کے ولانہ نزول و فارغ ہیں نبی وغیرہ فی الموت ہیں انک میتہ و انھوہر میتہون (ذمیرہ) سے باقی انبیاء کی موت بمثلہ میں کے تسبیح بھی ہے ثابت ہوئی۔

تشریح سوال و جواب بطرز دیگر اور انباء جس امر کا کہ استدلال اس آیت سے کس نے کیا اور کیا کیا۔

ایمانی استغراق ان یہ تو غالب ہے کہ مرزا صاحب نے کسی تاویلی میں وفات تسبیح پر آیت مذکورہ سے استدلال نہیں کیا اور نہ ظاہر ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں (انھوں) کا مروج انبیاء و ملائکہ نہیں، مرزا صاحب کے ایک حوالی نے جو اسے سامنے آیت مذکورہ سے وفات تسبیح پر استدلال کیا تھا جس کا طرز استدلال یہ تھا کہ آیت مذکورہ سے دولت نفس کے طور پر منہوم ہوتا ہے کہ نبی وغیرہ فی الموت میں مساوی ہیں، اولاً عارف ہیں، الذکور و قیوم یعنی اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان انبیاء جن کا یہاں پر ذکر مراحہ نہیں اور ایسا ہی مشرکین مکار و غیر ان کے بشریت کی وجہ سے مساوی فی الموت ہیں۔

جواب کا حاصل۔ اولاً انک یفقدون فی اللہ و تمیتون، کا اطلاق بدلات انفس کو کہ انبیاء سابقہ منہوم ہوتا ہے لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ سب انبیاء مرچے ہوں، چنانچہ (عبس) کے اطلاق سے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عالم سے تشریف لے جانا نزول آیت کے وقت ثابت نہیں ہیں تھیہ مطلقہ عامہ مراحہ و ملائکہ مطلقہ۔ اور اس جواب میں ضمیر (انھوں) کا ارجاع انبیاء کی طرف نہیں بلکہ مرزا استدلال کے مطابق بطریق مائل واقع ہے۔

قادیانی کے اپنے نبی ہونے کے حق میں دلائل اور ان کا رد

قولہ :- پھر اسی اشتہار کے مندرجہ بالا پہلے میں دائرہ گردی مسنون کے رد سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنی کہ اِلهِي مَا اَلَّجَ وَهَاتَا الْمُسْتَفِيْعِيْنَ اَلَا اَلَيْسَ اَلْعَسْفُفُ عَلَيْهِمْ؟

اقول :- اس کا یہ معنی یہ ہے کہ اُسے اللہ تبارک و تعالیٰ کو ان لوگوں کا سیدھا راستہ جن پر قائلے انعام کیا ہے، یعنی ہم میں ان کو مانند کتاب آسمانی کی ہدایت کے مطابق تیری عبادت والے سیدھے راستے پر چلنے سے تیری حُب و اُف و رضا دینا کا پابندی ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ ہم بھی انبیاء و مرسل گذشتہ کا مقام نبوت و رسالت حاصل کر رہے ہیں، یا بسبب کمال اتباع کے ان عقبہ منصوص کے سبق بن جاویں، کیونکہ نبوت و رسالت مع لائزم اپنے کے القاب ہوں یا احکام خاصہ۔ ذَلِكُمْ فَخْصُ الْاَنْبِيَاءِ يُؤْتِيهِمْ مِّنْ رَّبِّكَ ذِكْرًا مِّمَّا دُعا۔ آیت ۵۴ سے متعلق رکھے ہیں یعنی جو نبی ہیں نہ کسی، اور بسبب اتباع کے اگر القاب خاصہ اور احکام خاصہ مل سکتے تو قطعا رابر لعل اور حسین اور اولیاء صلف و سخاوت اللہ علیہم اجمعین بڑا استحقاق رکھتے تھے، علی کرم اللہ وجہہ و انوارہ شان (انت منی بمنزلة هادون من موسى) کے فرماتے ہیں۔ اَلَا اِنِّي لَسْتُ بِنَبِيٍّ وَلَا بِرَسُولٍ اَلَا اِنَّ اِيَّاهُمْ اَصْحَابُ

قولہ :- پھر اسی مندرجہ بالا پہلے میں (اگر خدا نے تعالیٰ سے عیب کی خبریں ہائے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر تبارک و تعالیٰ ہم سے اس کو چکا رہا ہے۔ اگر کوہ کا اس کا نام حضرت رکھنا چاہتے تو میں کہتا ہوں کہ خدا کے معنی کسی نسبت کی کتاب میں انہما رطب نہیں ہے، مگر نبوت کے معنی انہما رطب ہے۔

اقول :- مجھ کو اپنے اوقات جہنم کے فیض پر ایسے جاہلانہ اشتہارات کی تردیدیں ہو رہی ہیں نہایت رنج و افسوس آتا ہے۔ مگر اگر کوئی بعض احباب نے مجھ کو رکھا ہے۔ اَلَا هُوَ لَكَ الْخَصْدُ وَالْيَاكُ لَلْمُسْنِي دَانَتْ الْمُسْنَعَانُ وَلَا حَوْلُ وَلَا حَوْلُ وَلَا حَوْلُ وَلَا حَوْلُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأَمْوَءِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ ثَوْنٌ فَإِنْ يَكُنِي فِي امْتِي مَعَهُ لَعَدُ فَإِنْ عَمِدَ فِي الْخَطَابِ مَعَهُ (صدور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو ان کی طبیعت پر ایک عالم کا اتفاق ہے) اس حدیث میں محدث کا لقب عطا فرمایا شاید یہ ہم قادیانی صاحب آں حضرت کو محدث کے لقب کا ٹھیک ٹھوکی سے معذور نہیں ہو اور نہ محدث ہونے سے اہمیت اذ باللہ۔

اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ متعدد مقامات میں لکھتے ہیں کہ انما نبی بعد محمد بہ زیادت قوت علیہ بان وجہ قولہ جو کہے کہ را از امت محمد و غم فرمایند بعض بوقی سبب شعاع خود اور ولی وی اندازد۔ محدث کا معنی نسبت کی دوسرے شخص کی کسی کے ساتھ بات کرنے کا ہے لہذا اہم ہائے والے کو بھی محدث کہا گیا، جیسا کہ وہ شخص جس کو کوئی بات بتا دی گئی ہو واقعی خبر دیتا ہے، ایسا ہی یہ ہم بھی ٹھیک ٹھیک پتہ دیتا ہے۔

اب دیکھو جو کائنات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محدث نام فرمایا اور نبی کا لقب نہیں دیا، اس حدیث کی دوسرے بھی (نبی اور رسول) کے لقب کی اجازت بعد آپ کے کسی کو نہیں ملتی، جیسا کہ حدیث (انت منی بمنزلة هادون من موسى) کا لفظ لا حَوْلَ بعد ہی، اور ایسا ہی حدیث تیسری قول علی کا۔ اَلَا اِنِّي لَسْتُ بِنَبِيٍّ وَلَا بِرَسُولٍ اَلَا اِنَّ اِيَّاهُمْ اَصْحَابُ میری طرف وہی کیا جاتا ہے، علی کرم اللہ وجہہ، اور ایسا ہی عمر کے مکاشفات و جنابا رب حق کو بن پر تدریج اور تلبیہ سیر شاہ ہیں وہی

نہیں کہا گیا اور نہ ان کے سبب سے ان کو زنی کھولنے پر جرأت ہوئی۔ بلکہ جب دیکھا کہ ہمارے مکاشفات و مہارات اور بیان حقائق و مصارف قرآن کے باجٹ سے لوگ کم کوئی اور کوئی ایسے بھی گئے۔ تو بحث ان کے غیر واقعی خیال کا ازالہ فرمایا اور تنبیہ کر کے راجع کے ساتھ کہا کہ اللہ تعالیٰ نسیب نبی و راجع جی ہوتی۔

قولہ: آج کا دینی صاحب ایسی اہمیت کے اسی صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں: اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر بیان دکھائوں انہیں بی غیر فرق ایک دہ کے خدا کے اس کھلے کھلے وی پر ایمان لانا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متعدد ترشوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیٹ افسوس کھڑے ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اُسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔

اقول: آپ کی صداقت اور صافی بیان کو آپ کا کشف و الہام وحی ظاہر کر رہا ہے۔ دیکھو ازلہ اولام صفحہ ۱۲ پر آپ لکھتے ہیں: اس جگہ یاد آئی ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا میں تادیب میں نازل ہوئے کا ذکر بھی کرتا تھا۔ اس روز کئی غلطیوں پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرحوم مرحوم کا در میرے قریب بیٹھ کر آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ابن حجر ترات کو پڑھا کہ انما النولناہ قریباً من القادیان۔ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا جاتا ہے۔ تب انہوں نے کہا یہ دیکھو لکھا جاتا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ حقیقت قرآن شریف کے دائیں فرس شاید قریب نصف کے وقت پر ہی الہامی جہارت کھلی ہوئی ہو جو وہ ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے الخ

بہ نسبت اس الہام کے گذارش ہے کہ یا تو انما النولناہ قریباً من القادیان کو قرآن شریف میں نہ لکھائیں اور یا اس کشف کے غیر واقعی ہونے کا اقرار کریں اور آئندہ مجھ کو قسم نہ لگائیں۔

دوسرا کشف جس کو قادیانی صاحب کتاب البریۃ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالاً صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے مشاہدہ حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان و دنیا کو پیدا کیا اور کمالاؤنیہا السلام اللہ نیا عبادہ۔ پھر میں نے کہا: اب ہم انسان کو مٹی کے غلط مسدہ پر اگریں۔ الخ

اس جگہ بھی عجیب گذارش ہے کہ یا تو سنے آسمان اور زمین کو جو آپ نے بنائے ہیں دکھائیں یا آئیے کشفوں کو مایوسیاں کر نبی اور رسول نہ بنیں۔

بقیہ کشف: آپ نے اپنے بیچ الاطلاس خرید پشاور سے کہا کہ مجھ کو بار الہام ہو جائے کہ کون شخص میری عمر مسطور میرے قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ معلوم ہو کر میں اپنے خدا کے لایزال و ہم یزال ملامت اللہ اللہ کو حاضر حاضر سمجھ کر کہتا ہوں کہ میں نے قادیانی کے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔

نظروں کو معلوم ہو کر اس پشاور میر زانی نے وہ بھی کیفیت معلوم کرنے کے لیے ہمارے مجلس جناب مولوی جہادی صاحب سے تنہائی میں دریافت کیا تھا۔ انہوں نے اس الہام کے غیر واقعی اور محض اختراع اور اہمیت بخش ثبوت دیا۔ جہاں تک کہ وہ میر زانی کی قادیانی صاحب کے الہام میں مذہب ہو گیا۔ قادیانی صاحب کے بعض الہامات کو اگر واقعی اور سچا مانا جائے تو وہ ان کے محض شکست بخونے

نور احادیث صحیحہ کے قطع و برید کرنے پر صاف گواہی دیتے ہیں۔

قولہ۔ دیکھو ازاد کو ہم سفر پر بطور پیرس کے بعد اہام کیا گیا کہ ان ملائے میرے گھر کو بدل ڈالا میری عبادت گاہ میں ان کے بٹھے ہیں، میری پریش کی جگہ ان کے پایلے اور خوشحیال دیکھی جوتی ہیں، اور نچے ہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو گٹر دے رہے ہیں۔

اقول۔ ناظرین! خدا انصاف ہے، احادیث نبویہ کو کترنے والے جلاؤ، غلام اور مولوی جو مخالفت قادریانی کے جس پر سکتے ہیں، ہرگز نہیں، کیونکہ انھوں نے تو احادیث نزول پر مس و خروج و حال و طور ہمدی کو سلف صالحین کے مطابق تسلیم کیا ہے۔ اگر اس تسلیم کا نام قطع و برید اور کٹر ہو تو چاہیے تھا کہ قرونِ ماضیہ میں ہر صدی کے سرے پر جو مجدد گزرتے ہیں ان کو بذریعہ کثرت و اہام سمجھایا جاتا کہ تم خود بھی نور و سروں کو بھی اس عقیدہ سے کہ مینی ہیں مریم بیٹہ آسمان سے اترے گا، یا کہ جمال ایک شخص معین ہو گا، اور ایسا ہی اہام ہمدی قاضی کو کھوسنی اولاد خاطر اتر ہزار فی اللہ عنایت آیا تا تو اور دو کو، اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو مت کترو، بلکہ تمام احمد قادریانی مسعود اور ہمدی موجودہ ظاہر ہو گا، ناظرین کو معلوم ہے کہ کج تک سب اہل اسلام اور محدثین ان کے اسی جینی ہیں مریم کو بیٹہ بیٹہ پیش اس کے آسمان سے اترنے والا ماننے آتے ہیں، اور ایسا ہی مخالف شخصی اور ہمدی قاضی کو احادیث کا مد قول غلط کرتے رہے ہیں، اور کسی کو اس عقیدہ کے بار میں باطنی اہام نہیں خواہ بلند پس لہادی عبادت مشغول بالا میں نچے ہوں سے مژدہ ملے مخالفین، لہذا دیانی نہیں ہو سکتے، بلکہ اس سے مژدہ دی مولوی صاحبان میں جنھوں نے تقوایان میں جا کر جوئے ڈالے، اور خوشحیال بنائیں میں تقوایان صاحب کے ہم پیالہ دیم نو ہو کر احادیث کو کترنا شروع کیا تاکہ بیعتیہ اور کٹر لکھا دے۔ اہامی عبادت کا سنے پر کہ قادریانی صاحب کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے کہ میری عبادت گاہ مینی یہ مسجد بیست و تیر یا توں کو یہ قلب تمہارا جو ان مولویوں تمہارے کے مع ہونے سے پہلے میری عبادت کی جگہ تھی، اب ہر گز نہیں، القریں یا بکسکم مشورہ ہمدی۔ بیت۔

خیالات نادان غلوٹ نشیں

ہم پر کند عاقبت کفر و دین

عبادت کی جگہ نہیں رہی، بلکہ تمہارے مولویوں نے اپنا اپنا اصلی وطن چھوڑ کر اسی مسجد قادریان میں ڈیرے لگا دیے رہیں انھیں اس کے، اور نچے ہوں کی طرح میرے نبی کی احادیث کو کترنا شروع کیا، یا تیرے قب میں ایسے اشل اور استغابا غلب شیطانیہ گھس گئے کہ میری عبادت کا نشان بھی نہ رہا، اس اہام کا یہ مینی کیسے صاف طور پر اس سے سمجھا جاتا ہے، بخلاف اس مینی کے جو قادریانی صاحب نے لکھا ہے۔

قولہ۔ اسی سفر پر جہد حق اہام مذکور کیسے ہیں (عبادت گاہے فرماؤ اس اہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں)۔

اقول۔ یہ قادریانی صاحب کا غضب یا جہالت ہے، اہام مذکورہ کے معنی کو نہیں سمجھے، کیونکہ زمانہ حال کے نو غلام جو آپ کے مخالف ہیں وہ تو ہرگز اس اہام کا مصداق نہیں بن سکتے۔ اس کا مصداق تو یہی ہیں جنھوں نے اپنے اوطانِ اصلیہ کو چھوڑ کر قادریانی کی مسجد کے پاس فروکش ہو کر جوئے بنائے، اور قادریانی صاحب کے ہم پیالہ دیم فرما دیا، یعنی کی خوشحیال قادریانی کی مسجد میں ہیں، بخلاف ان غلام کے جو قادریان نہیں پہنچے، کیونکہ ان کی خوشحیال پایلے تو اپنے اپنے گروں میں دیکھی جوتی ہیں، قادریانی صاحب اگر بہ نفاذ انصاف دیکھیں تو یہ الزام نہایت وضاحت سے ان کو اور ان کے مولویوں کو احادیث نبویہ

دینِ محمدی تعالیٰ نہیں تھا، اس کے بارہ میں اس استدلال نے کام نہ دیا۔ شاید ان کا اہمام حضرت کے اہمام سے بچا ہو گا۔
 انھیں اکثر اہمات اُن کے تو کا ذب ہونے کی وجہ سے ان کو حضرت علی علیہ السلام قرار دیتے ہیں۔ اور بعض اہمات کو اگر فی منہا
 صحت رکھتے ہیں مثلاً آیات قرآنہ صمد کی مگر ان سے نقل تفسیر کا لینے کے باعث نہ ان پر پوری جہالت کا دھبہ لگاتے ہیں اور مع بڑا
 قیاس اہلیس ہونے میں بھی کوئی شک نہیں رہتا۔ بجایہ یہ کہیں ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی کرم اللہ وجہہ بیسے شخص
 کو تو جس کے مکاشفات و اہمات کے صادق ہونے پر تاریخ شہادت دیتی ہے، الا انہ کا حیوۃ بعدی فرما کر (نبی غیر مقرر)
 کے لقب سے بھی مایوس فرمادیں اور آپ کو (مَلَا يُظْهِرُ عَلَى خَيْبَةٍ اَعْرَضَ) الْاَمِينِ الرَّضْوِي مِنْ رُؤُوسِی کا مطلب الیاذہلہ سمجھ
 میں نہ آوے تاکہ اس آیت سے متشکک ہو کر علی کرم اللہ وجہہ کو نبی کا لقب ملا فرمادیں۔ اب اگر ایسے بسند لالات و اجتہاد آ
 کو تیس شیطانی نہ کہا جائے تو اور کیا نام رکھیں۔ اور بہت ہی تعجب ہے کہ قادیانی صاحبِ محرم ہونے کی وجہ سے نبی جو بادیں نو
 حضرت علیہ السلام اس لقب سے مخدوم رہیں۔

قادیانی کے اہمات کی تقسیم

- ۱۔ اہلباب کا ذہن کے کاذب جرم سے پروردگار کو گواہ ہیں۔
۲۔ اہلباب کا ذہن کو جو تہ پروردگار پہنچنے ان کے کاذب سمجھا گیا ہے۔ اس قسم کے اہلباب کو دقت کاروں اور قادیانی صاحب سے تعارف رکھنے والوں نے لکھا ہے۔ چنانچہ مغرب لٹل کے جاریں گے۔
۳۔ اہلباب حیات دین کا اہل حیات کے اہل کی طرح اگر سر پہ تو پاؤں نہیں، اگر پاؤں میں تو سر نہیں، سورہ دُحٰن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قویہ فرما کر ابن حیات سے (جو اس وقت مدینہ طیبہ میں پوجہ خواہ کر دینے اور حبیبیہ کے مشہور قادیانیوں نے فرمایا کہ تھنٹ لاف یعنی میں نے تیرے سے کوئی چیز بھپا رکھی ہے تو بتا دے کہ وہ کیا چیز ہے۔ اس نے جواب دیا کہ فرخ دُحٰن سے دُح کا پتہ دیا۔ آپ نے فرمایا: اِشْتَأْتَنِي فَقَدْ وَخَذْتُكَ بِمِثْلِ نَارٍ بِرَأْسِهَا وَدَرَسَ بِلَا تَحَاوُزٍ كَرَسَ الْكَافِرِ حَتَّى شَرَحَ قَدَسَ مَرْزَأَسَ كَانَامِكُمُ الْهَلِيْ اَوْرَاسِدَرَجَ رَكْعَتِيْ هِيَ اَوْرَاسَ مَرْزَلٍ مِّنْ لِّغَرْشٍ سَيَبْجَعُ كَاظِمِيْ بَيَانِ فَرَمَاتِيْ هِيَ كَرَامَا حَبِ اِسْ مَرْزَلِ اَسْمَا سَ قَرَفَاتٍ مِّنْ فَعْدَاكِ جَانِبِ سَ بَطْلَاعِ زِيَا كَعِ تَوْبَاتَا اِبْتِهَامِ اس کے بیسے نہایت ضروری ہے کہ اس میزان کو جو اس کے لیے معروض کیا گیا ہے (یعنی اپنے پیغمبر کی شرع) اپر لڑ چھوڑے تاکہ وہ مہمندان اس کو کمر لٹی سے محفوظ رکھے۔ قال الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الباب الادبیین وثلاث مائۃ وھو منزل عظیم فیہ من التذکرۃ الالھی والاسدراج مالانام من مع العلویہ السلامۃ من مکر اللہ فالعاقل الذالوہیک من اهل الاطلاح فی تصرفاتہ فلاقول من انما لا یزول علی میزان للشرع لہ الوزن بہ فی تصرفاتہ من یدہ اہل منہ یمینہ فی حفظہ من نفس الاموری ھذا الملکوالا۔ قادیانی صاحب بھی اگر میزان شرعی کو اپنے دانتوں ہاتھ سے چھوڑ دے تو کمپٹ کے فرمان پاک (اکامتہ کابنوعابدی) کو زیر توہر رکھے تو اس کو کمر لٹی اور اسدراج سے محفوظ رہے۔ آپ میزان شرعی کو چھوڑ دینے کے وجہ سے ابن حیات کے شریک بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ہم کو بھی میزان شرعی کے ٹکڑے کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ ابن حیات کا دار صرف اخباری نہیں کا تھا۔ قادیانی صاحب یہ متنبہ اور اجتہاد کی رو سے اس سے بہت لے گئے ہیں۔
۴۔ اہلباب شیطانیہ جرم کو کسی آدمی پڑھے جو سنے نے اس کے قلب میں ڈال دیا ہے۔
۵۔ اہلباب شیطانیہ طبعیہ
۶۔ اہلباب شیطانیہ منوریہ جرم کا ذکر کتب اجماع کی عبارت مسطورہ ذیل میں مذکور ہے۔ قال الشیخ الاکبر قدس سرہ فی الباب

۱۰۰ یسین باغ نرسنگر، انارکلی، لاہور کے رہائشی ہیں۔ ان کا تعلق ایک عوامی تنظیم سے ہے جس کا مقصد پاکستان میں خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے کام کرنا ہے۔ ان کا تعلق ایک عوامی تنظیم سے ہے جس کا مقصد پاکستان میں خواتین کی تعلیم اور ترقی کے لیے کام کرنا ہے۔

الغاصی والغصصین العلوان الشیطان قہمان قسم معنوی و قسم حیثی خود قسموا المعنی من ذلک علی قہمین شیطان
 بنی و شیطان جہنمی یقول اللہ تعالیٰ شیاطین الارض والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول ضرور او لو شاء
 ذلک ما فعلوا فذہرہ ما یفترون ۔ فیصلہوا ہل الاقتراء علی اللہ وحدت فیما بینہما شیطان معنوی ۔ یعنی
 شیطان جنی اور انسی کے مابین قیسر شیطان معنوی پیدا ہو جاتا ہے ۔

وذا انک ان شیاطین الجن والانس اذا التقی من التقی منہم فی قلب الانسان امراما بعد اعن اللہ بہ فقد
 ینتقی امراما صا و هو خصوص مسئلہ بعینہ معنی کبھی شیطان انسان کے دل میں ایک خاص شخصیت منمّن ڈال دیتا ہے
 مثلاً تو مسیح ہو کر رہا ہے ۔

وقد یلغی امراما و یقرکہ فان کان امراما ففتح لہ فی ذلک طریقا الی امیر لا ینظن لہما الحق و لا الانس
 یتفقہ فیہا و یستلجہ من تلتک الشبہ امورا و انکلور بہا قتلوا بلیس غواہم فتلتک الوجہ الّتی تنفتح لہ فی ذلک
 الاکتوب لہما اللّٰہی القادرا کا شیطان الانس و شیطان الجن تعنی الشیاطین للمعنویہ لان کلاما من شیاطین الانس
 والجن یتھلون ذلک ۔

یعنی کبھی ایک امر قاصرہ کے طور پر شیطان انس کے دل میں ڈالتا ہے اور پھر کھول دیتا ہے جو وہ فاسدہ اور استہلاک
 کا سدھ کا دروازہ جن کو شیطان معنوی کہا جاتا ہے مثلاً جس شخص پر انوکھ خیبر شکست ہوں تو وہ شخص نبی اور رسول ہے اگر انھیں
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں ہو ۔

وما قصد وہ صلی النبیین وانما اراد و ابالقصد الاول فتح ہذا الباب علیہ لانہم علموا ان من قوتہ و فطنتہ
 ان یدق التخریصہ قینفتح لہ من المعانی المہلکۃ ما لا یقدّر علی ردہ بعد ذلک و سبب ذلک القصد الاول فانہ
 یخفی و اصل صحیحہ و عزل علیہ فلا یزال التثقف فیہ یسوخہ حتی یخرج بہ عن ذلک الاصل و صلی ہذا اجرہ
 اہل التبذع و الاہواء فان الشیاطین التبت الیہم اصل صحیحہ کا لیشکون فیہ فطرت علیہم التلبیسات من عدم
 انفرم حق صلیو انفسب ذلک الی الشیطان بحکم الاصل و ما علموا ان الشیطان فی تلتک المسائل تلینہم یتعلمونہم
 سہل جہات ہذا کا یہ ہے کہ جس شخص کو شیطان جنی ہر گز ناپا ہے تو کبھی ایک منمّن خاص شخص اس کے دل میں ڈال دیتا ہے
 انہ کبھی منمّن عام اور یہ معاملہ انسی کے ساتھ کرتا ہے جس کا وہ یا غویا کا ہو پھر وہ شخص طرح طرح کے استہلاک و تخریب و استہلاکات بلین
 زعمیہ کرتا ہے جن میں مثال کی وجہ سے شیطان ہی اس کی شاگردی پر نازل ہوتا ہے ۔

منمّن خاص مثلاً تو مسیح ہو کر رہا ہے کا دیالی سے پتے جی میں منمّن کئی ایک لوگوں کو القاد ہو چکا ہے چنانچہ ابی نور ہو کر
 قوتات تھا گیا ہے ۔ گر ان لوگوں کو اپنے شاخ کی ہدایات سے اور میزان شرعی کے التزام سے اللہ جل شانہ سے محفوظ کر لیا ۔ کما
 قال سبحانہ و تعالیٰ فیسبح اللّٰہ علی بقی الشیطان ۔

منمّن عام مثلاً وہم مثل کا باطن میلان مرکز خاک ہی کی طرف ہوتا ہے یا مثلاً جس شخص کو قیام کی خبریں معلوم ہو جاتیں وہ نبی
 اور رسول ہے تو کہ جہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی ہو یا مثلاً زمین سے پیدا کیے اور کوئی زمین و
 آسمان کو پیدا کرے وہ اللہ ہوتا ہے بقولہ تعالیٰ ہل من خلقت غیر اللّٰہ یا مثلاً میں بیع و بصیرتوں اور بیع و بصیرت اللہ کے
 و درمیں بقولہ تعالیٰ انّہ قولہ اللّٰہیہ میں ہی خدا ہوں یا غیرہ وغیرہ و قادیانی صاحب اور مروی صاحب کی تالیفات

ہے۔ اور کبھی بعض مجتہدین سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ اسی پیشہ سے ملتا ہوتا ہے جس سے شریعت نکلتی ہے۔ اور پھر امام صاحب ہسی
 جگر بھی کہتے ہیں کہ صاحب کشف ان لوگوں کا قیام نہیں ہوتا جو مجتہدین کے حق میں ان کی صحت اجتہاد کے لیے شرط ضرورت گنتے ہیں
 اور صاحب کشف کا قول بعض علماء کے نزدیک آیت اور حدیث کی مانند ہے۔ پھر صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں کہ بعض حدیثیں محدثین کے
 نزدیک اصل کام ہوتی ہیں۔ مگر اہل کشف کو ان کی صحت پر مطلع کیا جاتا ہے جیسا کہ اصحابی کا نجوم کی حدیث۔ پھر صفحہ ۳۴ میں فرماتے ہیں
 کہ ہمارے پاس کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہیں جو حکام اہل کشف کو رد کرے۔ کیونکہ شریعت خود کشف کی توتیہ ہے۔ پھر صفحہ ۳۵ میں فرماتے ہیں
 کہ ہمیں سے اولیاء اللہ سے مستخرج ہو چکا ہے کہ وہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم اولوح میں یا بطور کشف ہم مجلس ہوئے اور
 ان کے ہم حصروں نے ان کے دعویٰ کو تسلیم کیا۔ پھر امام شہرانی صاحب نے ان لوگوں کے ہم لیے یہی جن میں سے ایک امام محدث
 جلال الدین سیوطی بھی ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اور جلال الدین سیوطی کا دستخطی ان کے منجوسی شیخ عبدالقادر متقانی کے
 پاس پایا جو کبھی شخص کے ہم خط تھا جس نے ان سے بادشاہ وقت کے پاس سفارش کی درخواست کی تھی جو امام صاحب نے اس کے
 جواب میں لکھا تھا کہ میں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تصحیح احادیث کے لیے جن کو محدثین ضعیف کہتے ہیں حاضر ہو کر کتابوں
 چننا چاہوں وقت تک کچھ کچھ ضرورت بدواری میں حاضر خدمت ہو چکا ہوں۔ اگر مجھے یہ خوف رہے کہ میں بادشاہ وقت کے پاس جانے
 کے سبب اس ضروری سے دگ جاؤں گا تو قطع میں جاتا اور تری سفارش کرتا۔

شیخ علی الدین حرانی نے جو فتوحات میں اس باب میں لکھا ہے اس میں سے بطور خلاصہ یہ مضمون ہے کہ اہل ولایت بذریعہ کشف
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام تو جیسے ہیں۔ اور ان میں سے جب کسی کو کسی واقعہ میں حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ اس حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ پھر چترائیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چترائیل سے وہ
 مسئلہ جس کی دل کو حاجت ہوتی ہے پوچھ کر اس کی روایت دیتے ہیں۔ یعنی عقلی طور پر وہ مسئلہ بڑا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ پھر شیخ ابن عربی
 نے فرمایا ہے کہ اس طریق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔ بہتیری حدیثیں ایسی ہیں جو محدثین کے
 نزدیک صحیح ہیں اور ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ اور بہتیری حدیثیں موضوع ہیں۔ اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے بذریعہ
 کشف صحیح ہو جاتی ہیں۔

اور فتوحات کتب میں ابن عربی صاحب نے فرمایا ہے کہ اہل فکر و خلوت پر وہ علوم لائق کہتے ہیں جو اہل فکر و استدلال کو حاصل نہیں
 ہوتے اور یہ علوم لائق تبارک و تعالیٰ اور مصادیق انبیاء اولیاء کے ساتھ مخصوص ہیں۔ انہیں جنیۃ بغدادی سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے تیس سال میں سورج
 میں دو گزیر تیر جاہل کیا ہے۔ اور بقایہ بغدادی سے نقل کیا ہے کہ علیہ السلام نے علم مردوں سے لیا ہے اور ہم نے زندگی سے جو شے نقلی
 ہے۔ تم کلام تو جو جب شہادت نقول دلاؤ گے کہ وہ قادری صاحب نے بھی بذریعہ کشف کے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ
 کر اس کو خود ہوئے گا دعویٰ کیا ہو اور احادیث غزول کے معانی یاد کر سب اجازت اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کیے ہوں اور
 اپنے دعویٰ کے اثبات میں وہ احادیث جن کو طالع ظاہر مصفا میں سے شمار کرتے ہیں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح کر لیں ہوں اور
 احادیث سیر حمزہ علیہ السلام کو تسلیم نہ کرتی سے فرمیں صحیح ہو گیا ہو۔

جواب

چونکہ عبارت منقولہ بالا تم کلام تک آتا کہ صفحہ ۱۳۹ سے ۱۵۲ تک کی ہے۔ لہذا قادیانی صاحب کو جلال الدین سیوطی کا نقل غرض

لے سوال سے لے کر میں تک اذکار و احکام کی حاجت ہے۔ بالاختصار

اور کشف صبح کے بلک ہو رہے ہیں اُن کا شیخی معقولہ ایک امر کے بارے میں ایک ہی ہوتا ہے مختلف نہیں ہوتا۔ کما قال شیخنا کبر
 فعوض عن نور من دجھ نور وکان من عند غیر اللہ لوجود وافیه اختلافاً غلظتیرا

انب کا وہانی صاحب سے دریافت کرنا چاہیے کہ آپ صبح سو کو وہ جندی موجود و خیال شخصی و مہراج جس و آیات بیات
 قرآنیہ یعنی جبرائیل کے بارہویں کس لیے طائرہ سونچ دی وہی اللہ تعالیٰ ایں عربی و کئی اہل اللہ سے منید ہو گئے اور آپ کے منسے اقبال قنقند
 کیوں بچتے ہیں۔ آپ اس اشتہار میں غیب صلی پر جلال پائے اور نظم کرنے کی وجہ سے آیتہ قَوْلُكُمْ وَتَمْنٰی خَلْقًا اَعْدَا اللّٰہُ اَعْمٰی اِشْعٰی
 جن و کسبالی سے متشک ہو کر تھی و رسول بن گئے۔ اور جنر صاحب کو سنی بیسے جسم جس کی پیشین گوئیوں کی صداقت پر قرآن کریم شاہد
 ہے۔ آپ ازالہ و دام کے مقرر ۵۵ اسطر پر بھی نہیں مانتے پناہ پڑھتے ہیں۔ وہ شخص جس نے کوشش کو توڑا اور ایک معصوم بچہ کو قتل کیا
 جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے وہ صرف ایک عجم ہی قاتل نہیں تھا کیا آپ کی پیشین گوئیوں کی صداقت بخیر طریۃ الاسلام کی صداقت
 پر پرمی ہوئی ہے۔ لہذا آپ بنی و رسول اور وہ صرف عجم سے نہ بنی۔

نیز آپ کبھی صبح میں سر پر کواٹھل میں کشف کی آنکھ سے مدقون دیکھتے ہیں اور کبھی بخیر خاص سری غریب جس جگہ انسا انزلنا
 قریباً من القادیاں کو قرآن مجید میں لکھا ہوا اسطرہ کر لیتے ہیں۔ کیا ایسے ہی مکاشفات کو قرآن مجید اور قریت و اہل و زوکر کے جہت
 تکسے ہیں۔ اور صلی طور پر نبیث اللہ میں کفر سے جو کربان کرنے کا معتقدین کو سہارا دیتے ہیں۔ ان میں سے اصل مندرجہ ہوتے ہیں۔ ہم اس
 جملہ کو کرنا پیشین گوئی متعلقہ و پیشی استقامت کا غیر مناسب نہیں سمجھتے۔ یہ پیشین گوئی جبراً ہی نہ ہے۔ بجز مشاہدہ کو کفر قرآن مجید میں
 ہر شاہد اپنے حریف مقابل ہر شاہد کی نسبت کی حتی جس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

آج دلت جو فجر پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب کر میں نے بہت تفریح اور اہتمام سے جناب امی میں دعا کی
 کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت
 کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فرقوں میں سے جو فرق مباحثات اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو کھڑا
 بناد رہا ہے وہ اسی فرقوں میں سے ہے جو اسے سنی کی دن ایک ہیڈ نے کر لینی پندرہ ماہ تک ہادی میں کر لیا ہوا ہے گا
 اور اس کو سخت دانت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچا ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس
 کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندسے سوا ہاکے کیسے جاویں گے
 اور بعض لشکرے چلنے لگیں گے۔ اللہ میں ہرے شے نہیں گے۔ ”و جب مقدس صفر ۱۲۸۸ھ میں فرماتے ہیں: میں حیران
 تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آئے کا اتفاق نہ ہو مگر یہی بعض تو آدموں کی کرتے ہیں اب حقیقت کھلی کوس نظاں
 کے لیے تھا میں اس وقت انکار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جبری نہ تھی یعنی وہ ذریعہ بوعاد نے تقاضے کے نزدیک جھوٹ
 پر ہے وہ پندرہ ماہ کے حصر میں آج کی تاریخ سے ہر اسے موت ہادی میں مدبر سے تو میں ہر ایک سوا کے الفاظ کے
 لیے تیار ہوں۔ بلکہ وہ دلیل کیا ہوا ہے۔ ڈوسید کیا ہوا ہے میرے گھر میں رسد قال دیا ہوا ہے بلکہ کھانسی دیا چلنے
 ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کہے گا مدبر
 کرے گا۔ زمین آسمان میں جاتی پر اس کی باتیں نہ ٹکیں گی۔ (علامہ مذکور)

اس چشمی گوئی کا مضمون داخل صاف ہے یعنی ٹوپی آخر جس نے مسیح کو خدا بنایا تھا ہے۔ اگر مزاجی کی طرح خود کو مسلم نہ ہوا۔ تو
 عرصہ پندرہ ماہیں مر جاوے گا اور اوہیں میں گرایا جاوے گا۔ گرافوس کہ ایسا نہ تھا۔ اسلام کو جو اپنی حقیقت میں ایسے شک و شبہات کا مروج
 نہیں۔ تاہم مزاجی کے مخالفین سے اسلام پر وجہ تھوڑا سا پس چسپن گوئی کے متعلق مزاجی سے جو حیرت انگیز باتیں کی ہیں۔ ان کی تردید
 اس چشمی گوئی کے مخالفین سے ظاہر ہے۔ جناب مولوی شام اللہ صاحب امرتسری نے اپنے رسالہ اجماع مرزا میں ذہن تو بڑھ گئی ہے
 کہ جس سے بڑھ کر مستور نہیں اور چشمی گوئی صحت کا ترسی رسالہ سے نقل کی گئی ہے۔

اس چشمی کا جو فان صاحب محمد علی خان تھیں مایہ کوئلے اہم دلی چشمی گوئی کے خاتمہ پر بھی جی اس جگہ پر نقل کر چکے ہیں یہ
 جگہ کشملاؤں پر صداقت چشمی گوئیوں مزاجی کی بکری کا ہر ہر جاوے اندر مزاجی کے بیٹ اللہ میں صفت اٹھانے کا حکم نہ کیا جس۔

چشمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وکیل مکتوم سلک اللہ تعالیٰ

استقامت ملکہ آج سے تیرہ ماہیں گوئی کی مبدلہ معرکہ سترہ ۱۸۹۳ء کو چشمی گوئی کے افکار کچھ ہی ہوں۔ لیکن آپ
 نے جو اسامی کی تشریح کی تھی وہ یہ ہے۔ زمین اس وقت اقدار کا ہوں کہ اگر یہ چشمی گوئی بھولی جلی سنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ
 پر ہے وہ آقا کے عرصہ میں آج کی جگہ سے سے برسرِ موت یا دیہ میں نہ چڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ مجھ کو
 ذلیل کیا جاوے۔ بڑا دیکھا جاوے۔ میرے گھر میں دشمنی دیا جاوے۔ مجھ کو چھائی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں
 اور میں اللہ کی شاندار قسم کھا کر کہت ہوں کہ مر ڈو اور ایسی کہے گا۔ مر ڈو کرے گا۔ زمین و آسمان تل جاویں پر اس کی باتیں نہ لیں گی یا
 کیا اب آپ کی چشمی گوئی آپ کی تشریح کے موافق ٹوپی ہو گئی ہے نہیں ہرگز نہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے مسیح کو سلام ہو کر دے۔ اور اس کو
 ہرگز سے موت یا دیہ میں نہیں گرایا گیا۔ اگر یہ مسیح چشمی گوئی امام کے افکار کے بموجب ٹوپی ہو گئی جیسا کہ مرزا شاد افغان صاحب نے لکھا
 ہے۔ اور وہی ہری سے جو کچھ گئے تھے وہ ٹھیک دتے۔ اذل و کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس کا اثر خدا تعالیٰ صاحب پر پڑا ہو نہ ضروری
 چشمی گوئی کے مخالفین ہیں۔ اس بحث میں مدقوں فریقوں میں سے جو فریق جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور
 عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انھیں دونوں مباحث کے لحاظ سے یعنی ذہن ایک ماہ سے کر سنی ۱۸۹۳ء تک یا دیہ میں گرایا جاوے گا۔ اور
 اس کو بقت پہنچے کی پیشتر عین جی کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور بعض جگہ پر ہے اور سچے خدا کو ماننا ہے اس کی اس سے عزت ظہر ہو گئی
 اور اس وقت جب چشمی گوئی غلو میں آوے گی۔ مصل اللہ سے مباحث کیجے جاویں گے۔ بعض لکھے چلنے نہیں گئے۔ بعض ہرے نہیں گئے۔
 پس اس چشمی گوئی میں یا دیہ کے سنے اگر آپ کی تشریح کے بموجب نہیے جاویں اور صرف ذہن اور رسوائی لیا جاتے تو یہ شکست داری
 جماعت ذہن اور رسوائی کے یا دیہ میں گر گئی جیسا کہ مذہب اسی حالت میں تھا سمجھا جاوے۔ اگر یہ چشمی گوئی کبھی جاتے ہو خوشی
 اس وقت جیسا کہ کہے وہ شکلاؤں کو کمال دشمنوں کو تو نہیں بلکہ مرزا تینوں کو جو بھٹ، شرمندگی اور فری شرمندگی کو بھٹی پس اگر
 چشمی گوئی کو سمجھا جاوے تو یہ ثابت ٹھیک ہے کہ کوئی جھوٹے فریق کو رسوائی اور بچے کو عزت ہو گئی۔ اب رسوائی مسلمانوں کو ٹوٹی
 میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ دوسرے اگر کوئی تاویل ہو سکتی ہے تو فری شمل کی بات ہے کہ ہر چشمی گوئی کے
 کہنے میں غلطی ہوتی۔ لہذا کی چشمی گوئی میں تعادل کے طور سے ایک لڑکے کا نام بشیر لکھا نہ مر گیا۔ تو اس وقت بھی غلطی ہوئی۔ اب

اس سرکار کی پیشین گوئی کے اصل مضمون کے نہ سمجھنے نے تو غضب ڈھایا۔ اگر یہ کہا جاوے کہ اُن میں مسیح کی بشارت دی گئی تھی۔ آخر شکست
 جُتائی تو اس میں ایسے زور سے اور کس سے سرکار کی پیشین گوئی نہ تھی۔ اور اس میں لوگوں سے غلطی ہو گئی تھی۔ اور آخر جب جمع ہو گئے تو
 فتح ہوئی کیا کوئی ایسی تفسیر ہے کہ اصل میں کوئی باغی و مقابل کفار کے ایسے حریف و مددے ہو کر اور میرا جتنی و باطل غبار اگر ایسی شکست جُتائی ہو جو کہ
 تو انبِ اسلام پر بیشک پڑنے شروع ہو گئے لیکن الحمد للہ کہ انبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا مقابل دوسرے ادیان کے اچھا مسلمان
 ہوتا ہے لیکن آپ کے وہ ادائی کے متعلق تو بہت ہی مشابہ ہو گیا ہیں میں نہایت بھرے دل سے انکار کرتا ہوں کہ آپ اگر فی الواقع اپنے
 میں تو خدا کرے کہ میں آپ سے ملو نہ ہوں۔ اور اس زعم کے لیے کوئی محرم حمایت فرمائیں جس سے تسلی ملے گی ہو۔ باقی یہی ہے کہ
 لوگوں نے پہلے ہی مشورہ کیا تھا۔ کہ اگر یہ پیشین گوئی ٹوٹی نہ ہوئی تو آپ یہی کہہ دیں گے کہ ہادی سے عزادست نہ تھی۔ (اسلام کے مضمون
 سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ براہِ مہربانی بد فطرتی تحریر فرمادیں۔ ورنہ آپ نے مجھ کو جھاک کر دیا۔ ہم لوگوں کو کیا شہدہ کھاتیں گے (لوگوں
 کی پرواہ نہ کرو۔ خدا کو کیا شہدہ کھاتے گے۔ موت میں برائے استفادہ نہایت (لی رنج سے یہ تحریر کر رہا ہوں۔

راقم محمد علی خان

سوال

قدانی صاحب کے صرف ایک ہی کمال کا اُردو خیال کیا جاوے تو یہی ایسے شخص کو بُرا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس نے اسلام
 کی حقیقت پر براہِ مہربانی قاطعہ قائم کر کر خانیہ نبی اسلام کو جواب کر دیا ہے۔

جواب

براہِ مہربانی قاطعہ کا تصور انہی دلائل کو جن کی تردید ہو رہی ہے خیال فرمایا ہو گی۔ کیا ایسے ہی جاہل و خیالات کا براہِ مہربانی ہم رکھا جاتا
 ہے ہرگز نہیں۔ اسلام کا خدا نوح و حافظ ہے۔ اور خود ہی اس کی حقیقت خانیہ نبی کو ہر زمانہ میں جواب کر رہی ہے اور کرے گی۔ قدانی
 صاحب نے جو بصورتِ دوست گویا معنی اسلام کے دشمن تھے، ہر حالت کی وجہ سے اسلام کی بڑھ گئی کر دی تھی۔ مگر الحمد للہ کہ خدا نے اسلام
 نے اس کا خدا کر کے دیا۔ ہر مہربانی علیہ الرحمۃ نے سچ کہا ہے۔ نیت۔

ثُمَّ ارْتَدَا بِرُجُومٍ يَدْرُسُهَا اَنْفَالٌ بِرُكُوبٍ مُّسْتَعِدَّةٍ

اور خانیہ سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشان میں وہ کھڑکھڑات بھڑکتے کہ خدا نے سناتے۔ بلکہ جبرئیل علیہ السلام
 پر ان کو جو تحریر ہوئی جو نے ان کے شہادت کر دیا۔ الحمد للہ اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب دیا۔ وَهُوَ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ مَا كَانَ لَهُ لُفُوفٌ
 (سجود آیت ۱) کے بیشک اُس کو پیشین گوئیوں میں ناکامیائی و بیکارہا۔ تاکہ عوام کا لالچہ اُس کو جو ہر صداقت پیشین گوئی کے کتاب و شفقت
 کے بیان میں پہنچا دے۔ بلکہ یہ بیان ہیں کہ یہ شخص قرآن اور شفقت کا عجز ہے۔ کیونکہ اگر کسی زمانہ قرآن والی کامیاب رہتا تو اس کے
 ہاتھ میں صرف پیشین گوئیوں کی صداقت ہی رہ جیتی ہے۔

عیسیٰ ابن مریم کے نزول پر اجماع

[illegible]

اس معنوں پر جوابات بطور ذیل شاید ہیں۔ ۱۔ ہامانہ اور حوینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبریا فرماتے ہیں۔۔۔ وخروج الدجال
والبوج وما جوج وطنوع الخفس من المغرب ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء مع انوار علامت الیہ والحقہ علی
مادود یہ اخبار الصحیحہ حق کا منہ فقرہ اکبر اور میں غیب سے کل آنکھ شور کا رسمی سب سے یحییٰ بن مریم صلیہ
الایشیہ کے نزول پر متفق ہیں۔ چنانچہ ان تمام احادیث پر شیخ رحمہ اللہ نے ذکر وکی تصریح سے ظاہر ہے۔

اور ائمہ اہلکیر بھی یہی مذہب ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام ابو حفص اوی الماہکی نے فاکرہ دینی میں تصریح کر دی کہ ائمہ یومامت سے سب آسمانوں کے مینی علیہ السلام کا اقرار اور علامہ زرقانی دہلوی شرح صواب قطعی میں بھی بڑی بڑی جگہوں پر، فاذا انزل منہ ناعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہی مذہب ہے۔ نیز علامہ اوی الماہکی نے صلی اللہ علیہ وسلم کی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیاء میں امتیاز لیا من الکتاب والسنة وخطو الناس اس کے بعد لکھتے ہیں، فهو علیہ السلام وان کان خلیفۃ فی ائمة المحدثۃ فهو رسول ونبی کو یہ علی حالہ لا حکما یعنی بعض ائمہ یا نبی واحد من ہذا الائمة بدن نبوۃ ورسالۃ وجمہل انہما الایز کان بالموت کما نفع مرفیہ بمن ہو فی نفعہم وواحد من ہذا الائمة مع بقائہ علی نبوۃ ورسالۃ۔

آورد ملا مرستیانی کہ سب علماء میں فرماتے ہیں سادہ حکم شرع بنیاد و روت بہ الاحادیث و انفق علیہ اکابر

اور فتح ہمسایوں میں ہے کہ وقد تواترت الاحادیث بنزول عیسیٰ جسما واضحا ذالک الشواکی فی مؤلف مستقل
یتضمن ذکر ما ورد فی المنتظر والد جال والمسیح وغیرہ وصحح الطبری هذا القول ووردت بهذا
الاحادیث المتواترة۔ فتح البیان ص ۳۳۳ ج ۱۲

اقدامبر کے مسانید اور ایسے ہی ان کے متکثرین کی تصنیفات میں احادیث نزل کے موجود ہیں کہیں نے نزل عیسیٰ بن مریم
کو نزل علیٰ جبل عیسیٰ نہیں لکھا بلکہ نزل جسم عیسیٰ بن مریم کو ہی ہے فتوحات کی نقلیں بحوالہ ابواب بھی گذر چکی ہیں۔ اور نیز حضرت شیخ
اکبر اس نزل کے اجماعی ہونے کو اس عبارت سے باب ۴۲ میں ظاہر فرماتے ہیں۔ وانه لا خلاف انه ينزل في آخر الزمان لا
اور نیز حدیث بر تلامذہ میں عیسیٰ فتوحات میں موجود ہے جس سے چار ہزار صحابی کا اجماع عیادت پر معلوم ہوتا ہے۔ ویسے انشاء اللہ تعالیٰ
الغرض کل محدثین اور ائمہ مذاہب اربعہ اور اصحاب روایت و درایت اور صحابہ کرام پچاس حضرت قرآن اور حضرت ابن عباس اور
حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہؓ اور عبد اللہ بن مسعود اور رضیؓ اور انسؓ اور کعبؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عمارؓ و ثوبانؓ
اور عائشہؓ اور قیسؓ و غیرہ اور تھامریؓ و سلمہؓ و ترمذیؓ و نسائیؓ و ابو داؤدؓ و ترمذیؓ و تہجدیؓ و عبد بن حمیدؓ و ابن شیبہؓ و ماہک و ابن جریر و
ابن حبان و امام احمد و ابن ابی حاتم و عبد الرزاق و غیرہ کا اجماع ہے عیسیٰ ابن مریم کے زندہ اٹھائے جانے اور اترنے پر یسینہ لا یشیلہ۔
قال شیخ الاسلام الطبرانی وصحود الآدمی بعد نه الى السماء قد ثبت فی امر المسیح ابن مریع علیہ السلام فانه صعد
الى السماء وموت بنزل الارض وهذا ما توافق النصارى علیہ المسلمین وكنهو يقولون للمسیح صعد الى السماء
بعد نه وروحه كما يقوله المسلمون ويقولون انه سوف ينزل الى الارض ايضا وهذا كما يقوله المسلمون وكما الخبر
به النبي صلى الله عليه وآله وسلم في الأحاديث الصحيحة فكن كثير من النصارى يقولون انه صعد بعد ان صلب
وانه قاهر من اليهود وكثير من اليهود يقولون انه صلب ولم يقيم من قبوره اما المسلمون وكثير من النصارى
يقولون انه لم يصلب ولكن صعد الى السماء بلا صلب والمسلمون ومن وافقهم من النصارى يقولون انه
ينزل الى الارض قبل يوم القيامة وان نزوله من اشراف الساعة كما لو على ذلك الكتاب والنسبة۔
اس تصریح سے ثابت ہے کہ تاویلی کا مذہب اس مسئلہ میں سب اہل اسلام سے الگ ہے تاویلیز اس سے متفرقین کو
یقین ہو سکتا ہے کہ بلاشبہ کھانی مساجد نے دین کی پلیدہ جسکی تخریب کی ہے غیر اجماعی کو اجماعی بنادیا اور اجماعی کو غیر اجماعی بنا دیا
کو کیسے کیسے دھوکے دیتے ہیں کہ پناہ بخدا۔

اس سوال کفار کے فرمایا ہے کہ اُسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کو کہہ دے کہ مسیح تھان ذوق پاک ہے پروردگار میرا پرچم
 سے یعنی وہ ان سب انبیا بالائے کمال کے لئے پر قادر ہے۔ **هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلُكُمْ** اذین ذباب خود نہیں ہوں مگر کس کا
 بندہ جیسا ہوا، لہذا انی انور کے سوال کرنے کا یہی بغیر اجازت اُس کی کے تھا نہیں ہوں۔

اِنَّهَا اَنْ تَزُولَ عَنْكَ مسیح تھان ذوق سے ہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ انور مذکورہ بالا متعنا سے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان
 کے ایستراح پر قادر ہے۔ گویا کہ اس کو ان انور مذکورہ کے امتناع پر دلیل ضرر یا جاسے۔ والا تو چاہیے کہ کل انور مذکورہ
 بہ سوال کفار متعنا سے ہوں و بموجباً۔ بلکہ سورہ بنی اسرائیل میں صاف فرمادیا کہ **وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نَّزِيلَ بِالْاٰیٰتِ الْاٰثَرِ**
لَكُنَّا بِمَا كُنَّا نَعْمَلُ (یعنی اسراہیل آیت ۵۹) ہم کو آیات نبوت کے بھیجئے سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کسی
 چیز نے نہیں روکا مگر اس کے کہ پہلے انبیا جو ایسے معجزات اور آیات کے ساتھ آئے ان کی تکذیب کی گئی تھی۔

اور یہی معنی **اَنْتُمْ عَمَّا كُنْتُمْ عَلٰی** حدیث سے بھی ظاہر ہے۔ **وَعَنِ امْرِعَطَاعِ النَّبِيِّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَعَدَا**
اَعْطَانِي مَا سِوَا التَّوْحِيدِ لَوْ شِئْتُ لَكُنْ وَلَكِنَّهُ خِيَلَنِي (ابن کثیر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ انور اللہ تعالیٰ
 نے مجھ کو عطا فرماتے ہیں۔ اگر میں چاہوں تو جو باطن میں اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔ (ابن کثیر)

معراج شریف کی نسبت قادیانی صاحب کا لکھنا کہ "اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں گئے تھے" مست گستاخی اور
 سبہ ادنیٰ ہے۔ کہ جسم شریف کی کثافت بہ نسبت رُوح مطہری کے خیال کی جائے۔ کیونکہ ہم جس کی کثافت کو جہد میں ضرر کے امتناع
 صلوٰ علی السامہ کے بعد سے ماننا ہے۔ کہ اور اجسام کی کثافت کی طرح صود علی السامہ کے معام ہو۔ اُنہما انما یزولان یہ تو ثابت شد
 امر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا سایہ زمین پر کسی دیکھا نہیں گیا۔ اس لیے کہ وہ رُوح کی طرح طہیت تھا جب آپ
 کا قول اُس شخص کے حق میں میں نے اندھیری رات میں اسے ہائی کے خیال سے فوش کیا تھا معجز اور مشک کی طرح موجب نظر اور
 نورانیت ہو گیا تھا جس کی بزم گمانی ذات مبارک کا۔ **الْاَلْهَوِصِلُ وَسَلْمُ وَادَاكُ** واداعی مستین نام معتدل وآلہ وعتقہ صلی
جَعَدَ فِي الْاَجْسَامِ وَعَنِ رُوحِهِ فِي الْاَوَّاحِ وَعَنِ قَبْرِهِ فِي الْقُبُورِ وَعَنِ مَنَهِدِهِ فِي الْمَشَاهِدِ۔

قاضی ہاضم شافعی اور قاضی شافعی رحمہ اللہ جہاں لکھتے ہیں جس کا معاملہ یہ ہے کہ کسی شخص کی ہے اہلی کام عجب بہر باب
 جوئی بلکہ کل انبیا علیہم السلام کی نسبت خواہ مشاں بھی کیوں نہ ہو واجب افضل ہے۔ اور ہر مرتبہ گلیز گستاخی یہ ہے کہ قادیانی اپنے
 کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات کو اپنے کلمات تک عذر دیکھتا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ "آورد
 اس قسم کے کشنوں میں توقف صاحب تہر ہے"۔

اقول۔ فرض کیا کہ آپ کشنوں میں صاحب تہر ہیں تو کیا اس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج آپ کے کشنی عروج و تہر سے اعلیٰ درجہ پر نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نتائج میں سے مانا
 ہوگا کہ انبیا علیہم السلام کی نسبت خواہ مشاں بھی کیوں نہ ہو واجب افضل ہے۔ اور ہر مرتبہ گلیز گستاخی یہ ہے کہ قادیانی اپنے
 کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات کو اپنے کلمات تک عذر دیکھتا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ "آورد
 اس قسم کے کشنوں میں توقف صاحب تہر ہے"۔

آپ کو بحال خواب انور میں دیکھائی دیتے تھے۔ بعد ازاں صحابی خواب نکلوں میں آتے تھے۔

تقدیر عراج پر قادیانی کے تین اعتراضات

پہلا اعتراض

ابنی اسادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء کے لیے خاص خاص مقامات آسمانوں میں مقرر ہیں جن سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتے نہ پہلے
گریہ اور نہ کھڑکی علیہ السلام کا برکت ہاتھ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں آسمان سے آگے اسی پر وال ہے کیونکہ اگر حضرت
مومن کے اختیار میں تھا کہ کبھی پانچویں آسمان پر آجاتے اور کبھی پچیسے پر اور کبھی ساتویں پر تو یہ گریہ و بکا کیسا تھا۔ جیسے پانچویں یا پچیسے سے
ساتویں پر پہلے گئے ایسا ہی آگے ہی جاسکتے تھے۔

الجواب

حضرت نوٹس کا بظاہر دوتا اس لیے تھا کہ ان کو ساتویں سے آگے دفع نہ جتا ہے بلکہ ان کا رد تا بہ سبب تقدیر ان مکمل دعوم
دعوت کے تھا جس کو حضرت نوٹس نے اپنے میں نہ پایا اور ان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں یہ مکمل رکھا۔ چنانچہ ان کا
نہایتی باب المعراج حدیث مبارک بن مسعود میں لکھتے ہیں۔ فلما تجاوزت ابی قبل لعلہا بکیف قال ابی لان غلاھا بعد
بعدی یدخل الجنة من امته اکثر من یدخلھا من امتی (بخاری) جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے جرمے تو حضرت
فرشتے رونے لگے۔ رونے کی جلت جب ان سے دریافت کی گئی تو کہا میرا درنا اس لیے ہے کہ یہ فوجان جو میرے بعد مبعوث ہوا
اس کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔ گویا اپنی امت پر رحمت کی لکھی کی وجہ سے یہ روناقا، نہ یہ کہ وہ آگے
نہیں بڑھ سکتے۔

حاکم حنفی باب من حضور الموت میں بروایت ہار بن عازب مذکور ہے کہ کل فرشتوں کا طہ آسمان بہ منہم دفع ہونے کے
بعد اپنے اپنے اہل ان میں امیر انہی فرماے جاتے ہیں۔ فیستبعہ من کل سماء مقربوہا الی السماء الی علیہا منی بغنیہ
الی السماء والمنابة فیقول اللہ عزوجل الکتبوا کتب عبدی فی علیین واعیدوا فی الارض الی

مقام زرقانی کی شرح بجا ہے پر نظر دلنے سے بگڑتی محض ہو جاتا ہے کہ شب معراج میں من انبیاء نے جہاں جہاں رکھائی دی ان کے
مقامات سادہ کی کوئی تخصیص نہیں۔ بلکہ انہا مقامات میں اور ان وجود انحصار کے لیے تھا جن کو ملازم زرقانی نے شرح مواہب میں
مفضل لکھا ہے۔ اور قادیانی آسمانوں میں وہ کئی یہ تخیل تھا کہ بے کیسے ہو سکتا ہے جب کہ ادا و شہر میر سے ثابت ہے کہ اربع کا
کے مروج مقامات مذکور وہ بھی محذو نہیں۔ اور اسی پر وال ہے حدیث ذیل جس کو احمد اور مسلم اور ترمذی نے ذکر کیا ہے۔ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مروت علی مونی بطنہ انسوی فی عند الکثیرہ الاحمد وہو فاشر صلی فی قبورہ۔ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسری میں میری گزراؤں میں شرح فیلے کے پاس سے ہوئی جہاں حضرت نوٹس علیہ السلام اپنی قبر میں
نکھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اور پھر اسی وقت نبوت القدس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے اہم ٹھہرتے۔ اور
پھر ان کو میرا مینورہ آسمانوں میں دیکھا حکمتہ علیہا علیہم علیہم۔ اور ملازم زرقانی لکھتے ہیں کہ ان حضرات کا تہا آسمانوں

کرتے وقت کہتے ہیں کہ قبل از وی پہلے ایک رات غلط تین فرشتے آئے۔ اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سہوہ میں سوئے ہوئے تھے اور وہ آپس میں باتیں کر کے پٹے گئے اور آپ نے ان کو نہ دیکھا بس یہاں تک توشب اسرار کے پہلے کا ذکر بطریق متہد تھا۔ اب شب اسرار کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ ومعنی اللہ لیلۃ المعزی فیما یؤتی قلبہ وصاۃ جیدہ (۱) یعنی ان مالک کو آپ نے نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ پھر آئے وہ کسی اور رات میں یعنی شب اسرار میں اور آسمانوں پر لے گئے۔ اور پانچ غازیہ مقرر ہوئیں۔ (۲) اس ترجمہ سے ظاہر ہو گیا ہو گا کہ قادیانی صاحب نے کہا ہے کہ اس کی کوئی فہمی پر دوسرے اور کسی عالم سے تو جیسے اُن حدیث بخاری پر حملہ کیا۔ اُھ! حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک کمال بعد از ان وہ مخصوص پرست تاشی کی۔ اور ایسے گستاخانہ تعبیرات سے لوگوں کو دھوکا دینا چاہا۔ تاکہ نسبت احادیث کے اضطراب کی وجہ سے اُن میں بے اعتباری پیدا کی جاوے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا جو کچھ میں اور میرے جلیل مولوی ہائیکے جاتیں اسی کو لوگ واجب التسلیم سمجھیں۔ حضرت اسرار بھی جہاں تو جابیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ عطا اپنے قرآن اور اپنے حبیب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا حافظ ہے۔

شمارہ ثانی حیاض میں ہے کہ بغیر حاجت نہ تھوڑے اور سادہ یعنی اللہ جہاں کے سبب کا مذہب مہاجر جیسی اور کہاں تھوڑے کا ہے۔ اور دونوں کا قول اُن صاحبیر صحابہ کے اقوال کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ حضرت عائشہؓ واقعہ اسرار کے وقت پیدا ہوئی تھیں قرین یاس بنیض و قیر کو نہیں پہنچی تھیں علی اختلاف ائمہ۔ بلکہ حضرت عائشہؓ سے منافق جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی حدیث کامروی ہونا بتصریح تابعی حیاض و مختار زر قانی باطل اور غیر ثابت ہے۔ پھر ان کی روایت کو جس مردم الشافہ والسنن کیونکر ترجیح دی جاوے ان مشاہیر اور امیر صحابہ کے اقوال پر مغضوں نے بالمشافہ توبہ سے اس معنی کا استعمال کیا کہ مہاجر شریفین جیسی اور کہاں تھوڑے کا ہے۔ اور بقدری صحت اس حدیث کے مختار تفسیرانی نے اس طرح پر تادیل کی ہے کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم مبارک روح سے مستفوز نہ ہوا بلکہ دونوں ساتھ تھے اور یہی معنی مطابق ہے حضرت عائشہؓ کی دوسری حدیث کے جس کو از ان صفحہ ۳۰۵ میں شاہ ولی اللہ رحمہ نے بکترج حاکم ذکر فرمایا ہے۔ مخرج اللہ کو من عائشہ قالت لما استوی بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی اصبح یحدث الناس بذلک فارتد ناس من کانوا آمنوا به وصد قواد مسعودا بذلک الی ابی بکر فقالوا لاهل الک فی صاحبک یذعوا انه امیری بہ الی بیت المقدس و جاء قبل ان یصبح قال او قال لک الذک قالوا انظر فقل لمن قال ذلک فقد صد فی قالوا الا تصدقہ انه ذهب الی اللیلۃ الی بیت المقدس و جاء قبل ان یصبح قال نعموا لک لاصد فہ بما هو ابعد من ذلک اصد فہ غیر الحما فی خدا و اوردیحة فلذک الک معنی ابو بکر خضدق فرمایا حضرت عائشہؓ نے جب کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سہواً تھکی سیر کرانی گئی تو آپ نے مسج سے ہی لوگوں سے اسرار شب کے واقعات بیان فرمائے ہیں یعنی ایان دالے ہیں اس کے تھکتے ہی فرمادے گئے اور صدیق اکبر کی طرف دھڑکتے ہوئے گئے اور پوچھا کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا صاحب (میں) تو تم کو اسے کہ وہ آج کی رات بیت المقدس کو گیا اور صبح ہونے سے پہلے واپس ہی آ گیا۔ ابو بکر نے پوچھا کیا میرے صاحب نے کہا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں کہا ہے۔ ابو بکر نے کہا کہ اگر میرے صاحب نے ایسا کہا ہے تو ضرور سچا کہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ پھر تو اس کی تصدیق کرنا ہے؟ ابو بکر نے جواب دیا کہ ہاں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور یہ کیا بد کہ اس سے بعد تیری ہی تصدیق کرتا ہوں جو آسمانوں کے متعلق طلب غش کے بغیر بطل کے بعد کی خبر ہے خودی وجہ سے ان کا استنباط ہوا۔ مہاجر العلوی میں ملاحظہ فرمادی حدیث صحابہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ اسرار نبوی کے دقت ابی ایان بھی نہ لائے تھے۔

— اور یہی آخری قول تحقیق ہے کہ حضرت عائشہؓ اس وقت کہیں نہیں۔ فیض

کے حرارت و برودت وغیرہ کا انھماک اپنے عذوبات سے واقعی معلوم ہوتا ہے۔ کیا وہ قابل عقار اور محترم خلق جس نے ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اگ کو سرگرداں یا پس پر قدرت نہیں دکھتا کہ زہریری کہہ کی برودت کو مثلاً معتد حرارت سے بہ نسبت ایک مقبول بندے نے اپنے کے بمقابلہ کر دے۔

سوال

آیت (وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ الْبُكْرَةَ وَآتَيْنَاهُ عِزًّا مِّنَّا وَتَمَرًا وَآتَيْنَاهُ سُلَيْمَانَ وَآتَيْنَاهُ مَا يَشَاءُ) میں خدا تعالیٰ کا نام کیا ہے۔

جواب

مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے کہ حرارت مغرطہ کا ذوال آگ سے بالکل واقعی اور سچ ہے کہ اگر کسی شیخ فی اعتقادات اور زمانہ میں بھی عوام سے غائب تک اس کو دیکھ چکے ہیں۔ لہذا آیت کو اعتبار انھماک اور حرارت میں انکار کی بنا پر ماقول شہرہ ہر سر تعصب و جمالت ہے۔ الغرض جہم غفلت کے آسمان پر جانے کے استعارہ کو کوئی دلیل شرعی یا عقلی ثابت نہیں کرتی کہ اگر وہ استودیٰ فی شرح شہم ہل صرف چند جملہ سے مستخرج ہیں سے اس کی کوئی دلیل شرعی یا عقلی ثابت نہیں کرتی کہ اگر وہ استودیٰ اور ردہ بل کیا ہے۔ اس مسلک میں ان کو تین درجہ سے دھوکا ہوا۔

۱۔ ایک تو عقل پرستی کے استعارہ ناقص کا نام قانون قدرت رکھا، اور دیکھ رہے کہ خیر نیابت محدودہ کے احوال پر نظر ڈالنے سے قاعدہ کلیہ استنباط نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ دوسرا مستحبات عقلیہ کو محالیت عقلیہ سے شمار کیا۔

۳۔ تیسرا آیات و احادیث کو ان معانی پر محمول کیا جو بالکل برخلاف ہیں طرز عاورد و دافوں اور ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ تبت سے بالمشافہ معانی قرار دے کا استغناء کیا۔

۴۔ قادیانی صاحب اہل اعتزال پر دو قدم آگے بڑھے۔

۱۔ دعویٰ سببیت موجودہ و ہدایت و توحید و رسالت اور

۲۔ اس چال کی وجہ یا جہالت میں کہ ہمارا ایمان و غلبہ محنت ہاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انور ذیل کو گوارا نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو پاک جزو شرف جس میں وہ کل انبیاء سے فائق ہیں و مدینہ طیبہ کی خاک میں مدفون ہوں اور مدینہ ابن مریم آسمانوں پر جا بیٹے۔ ایسا ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت عیسیٰ صرف ۶۳ سال ہی حاکم آباد سے اور مدینہ ابن مریم دو ہزار سال پر بھی میں نہ کریں۔ اور جہنمی میں مدیم کو بوجہ استغناء کہے کہانے پہنچنے سے حقاً بقیہ تم سمجھا جادے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے تو اور عوام کی طرح والدین ہوں اور مدینہ طیبہ میں مدیم کے بیٹے باپ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ انہماک انھماکوں ان سب امور مذکورہ و لغات میں قادیانی صاحب کے پیش اہماک اہل اعتزال اور جہم و فلاسفہ ہی ہیں یعنی بشری رسمی قانون قدرت کو مشعل راہ بنایا ہے۔ اور تقریر مذکورہ جس میں اور مومنوں کا دل کے وہل ہے۔ گویا لوگوں کی آنکھوں میں اپنی حق طرز و دنیا پس مشاق دکھاتے ہیں۔ ہاں دعویٰ توحید و رسالت و سببیت موجودہ میں اہم سے کام لیا ہے۔ پھر اہم میں وہ جو مسالہ بطلان فی نسب کے تعارض و مخالفت بھی رکھتا ہے نہ صرف اپنے ہی اہمات میں بلکہ دوسرے نمائندہ عقائد میں کے اہمات سے بھی

لور یسقط الصلوات الخمس عن اسلم من الغفلام (۸) وانة لور یقال لہ احد من المؤمنین لا اهل الصفة ولا غیرہ
 (۹) وانة لور یکن یؤذن بکعة (۱۰) ولا کان بکعة اهل الصفة ولا کان بالمدينة اهل الصفة قبل ان یہاجر
 الی اللد ینة (۱۱) وانة لور یجمع اصحابہ قط علی سماع کف اودف (۱۲) وانة لور یقصر شعر کل من اسلم و ناب
 من ذنب (۱۳) وانة لور یکن یقل کل من سرق اودف (۱۴) وانة لور یکن یصلی الخمس اذا کان صلیباً
 الا یسلمین لور یکن یصلی الفرض وحده ولا فی الغیب (۱۵) وانة لور یجوز فی الهواء یخطو غیرہا من النظائس وما
 یعلو العلم بلحواله علماً آخس و ربانة لور یکن شیخ الاسلام العلانی مختصراً۔

اسی طرح خواص و عوام کے صلوات اضطراری سے ہے کہ آن حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے احادیث نزول میں نزول برزوی
 کا ہوا نہیں کیا اور کہیں سنت میں اس کا ذکر نہیں آیا مثلاً واقع ہوا ہے جس کا شرع یہ نکلا کہ احادیث نزول میں قول البروز برہ
 مصادمت جمل اضطراری نماز سنت کے باطل مرؤد ہے یعنی کل علماء اسلام صحابہ سے لے کر آج تک اس قول کو لبہادت جمل
 اجماعی باطل قرار میں گئے۔ اور امر دبی قادیانی صاحبان کی طرح جو شخص کتب و سنت سے بغضات جمل اجماعی و اضطراری ان کے
 فلسفیات و درجیات و غریقات الامحار کو ثابت کرے۔ وہ ہے شک یحیو یخون النکیر عن قواہیہ و نسہ (۲۶) اور ایماہی
 لا یمکون البکسب الا انما فی وقرة (تیت ۶۸) میں داخل ہے۔ کما قال شیخ الاسلام و هو متناول لمن حمل الکتاب
 والسنة علی ما اصلہ من البدع الباطلة الی ان قال و متناول لمن کتب کتاباً یدعی مخالفاً لکتاب اللہ لیتال بہ دیناً
 و قال انه من عند اللہ مثل ان یقول هذا هو الشرع والدين و هذا معنی الکتاب والسنة و هذا قول السلف والائمة
 و هذا اصول الدین الذی یمیب اعتقاده علی الاعیان او الکفایة انتہی موضع الحاجة۔

اسی تحریر کی مختلف مشہور میں بھی خط تبدیل کرتا، خطا قشریہ کو تفسیر ظاہر کرتا، بدعت اور غلو بن شرع باقول کا اس کو کہ بے شک نہیں کرنا وغیرہ

کے کنوؤں میں پھینک دینے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے نہ کہہ دیا اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ان کو تو بچاؤ حسرتنا
 سنا دیا بچنا بچنا بخاری میں روایت قاضی ہے ورنہ البخاری قال قتلاہ اسیما هو اللہ حتی اسمعہم قولہ تو بیٹھا تو بیٹھا
 و نفقۃ و حسرة و ندما مشکوۃ اور قادیانی صاحب خود بھی انگریزوں کے بچے ہیں کہ مسیح کی تکشاش نے یہی وہ مجسّم
 دکھایا کہ اس کی ہڈیوں کے گٹنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ الخ

الحاصل ان آیات مذکورہ وغیرہ اس الخوارق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و اس پر کوئی قانون
 محترم ہمارا محیط نہیں ہو سکتا۔ یہ بالکل یرغوف لغو و شان قدرت خداوندی ہے کہ ہم اس کی ایک کاڑھبغت کو اپنی
 استغفار ناقص کے تابع کریں۔ یا یہاں پر باوجود خصوصیت صرف استعصا کی وجہ سے تعارض حمل و حمل کے مسئلہ کو دخل دیوں
 آیت۔ و تَحْرُجُ عَلٰی قَوْمٍ مِّنْهُم مَّا يَلْمِزُكَ اَتْلُوْهُ لَا يُؤْمِنُوْنَ (انبیاء - آیت ۹۵) کا مطلب یہ ہے کہ موتی کا دوبارہ دنیا میں
 آنا قادمہ کلیہ کے طور پر ان کی طبع کا مقتضی نہیں ہیں۔ اور یہ سناٹی نہیں اس کو کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے اعادہ اور دوبارہ لانے کو ارادہ
 کئے تو وہ موتی پر دنیا میں آسکتے ہی نہیں۔ چنانچہ آیات مذکورہ میں گزر چکا ہے۔ احیاء و اموات کے متعلق گو کہ تاریخ پر نظر ڈالنے
 سے بہتر سے ثبوت بطریق قیاس و شریعت کے ملتے ہیں۔ مگر یہاں پر ہم صرف اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں جو ذکر کیا گیا ہے۔
 تاہم یہاں پر روایت ہو گیا ہو گا کہ قادیانی صاحب کا مشہور یہ دعویٰ جیوں مانگوں کے ٹوٹنے کے بعد قائم نہیں رہ سکتا۔ پس حق
 وہی ہے جس کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کریم سے سمجھا اور اُمتِ مکرّمہ کو پہنچا دیا۔

وَمَا عَدِيتُ الْبَنِيَّ

نزول مسیح علیہ السلام

سوال

ہم نے مانا کہ بے شک نزول مسیح بن مریم کا عینہ البشیر اجماعی مسئلہ ہے جیسا کہ علامہ سیوطی اور شیخ الاسلام حارثی اور شیخ محمد الدین بن عربی وغیرہ کی تصدیقات سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی مانا کہ مرزا صاحب کے استدلال و اہل فریب کا شمار جہالت ہے مگر تعجب ہے کہ یہ اجماع پر خلاف انصوص قرآنیہ کے کیسا شیعہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا مَكَّدُ إِلَّا
نُزُولُ ۖ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ (ال عمران - ۱۸۳) وغیرہ۔

جواب

نزول مسیح عینہ کا جو کچھ اجماعی ہے، اور ظاہر ہے کہ کسب قول علیہ السلام (المن یجفع امتی علی الضلالۃ) کے کمال انت
مرحوم کا خطا پر متفق ہوتا لیکن نہیں۔ لہذا آیات مذکورہ کے معانی جو قادیانی صاحب نے گھڑیے ہیں ہرگز درست نہیں۔ ہاں مگر نزول
بعینہ پر اجماع نہ ہو۔ یا آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مع کمال اہمیت مرحوم کے قلعائی اظہار ہیں جو قوالہ دونوں صورتوں میں معانی
مختر قادیانی صاحب کے بنائے علی ان القرآن یحکم وجوہ کبھی وجہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ پہلی صورت تو باطل ہے۔ کیونکہ
نزول مسیح بعینہ پر اجماع کا ثبوت مغربین، محدثین، ائمہ اربعہ، حکماء، مفسرین کی کلام سے دیا گیا ہے۔ اور دوسری صورت بھی ممکن
نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال انبیاء کا قلعائی اظہار ملتا ہے ان کی عصمت کے لیے۔ نیز بقدر علی اظہار خصوصاً
ذیلے قسم باتان مسئلہ میں کے ذریعہ سے آپ اہمیت مرحوم کو دھوکا کھانے سے بچانا چاہتے ہیں۔ بالکل معانی ہے شان نبوت
اور دین الہی عینہ کو ذوق کیجیو، کہ، کیونکہ بیانے بذات انہما اہمیت مرحوم کو گونے دھوکے میں ڈالنا جو کہ نزول قادیانی کی
بلکہ نزول مسیح بن مریم فرمایا حالانکہ پہلے لوگ ایسا کہ نزول برودی سے دھوکا کھا چکے تھے۔ اور معانی ان آیات کے بالتفصیل
مغرب اپنے اپنے محل میں انشاء اللہ تعالیٰ آتیاں گے۔

قادیانی کی تفسیر سورۃ فاتحہ

سوال

قادیانی صاحب کا سورۃ فاتحہ کی عربی تفسیر مبلغ و بیخ و بیج لکھنا باوجود اتنی ہونے کے اور حریب مقابل کا اس پر پتلا نہ ہونا بڑی زبردست دلیل ہے اس کے جہد کی پر۔

جواب

انہی ہونے کا پتہ تو ہر ناجی اذنان کے ہم درسوں سے بخوبی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ منیمہ میں مذکور ہے۔ میں صرف تفسیر مبلغ و بیخ و بیج کے متعلق چند غلطیوں کا اظہار و اصلاح چاہتا ہوں۔ قادیانی صاحب کی تفسیر عربی بھی ایک برہان ہے بخود ان براہین کے جو آپ کا سیح موقوفہ دینی و رسول نہیں بنے دیتے۔ کیونکہ اس تفسیر میں کہیں تو سرحد چوری سے کام لیا گیا ہے کہیں مطلق مطلق اور کہیں تحریف یعنی جن پر اوتنے سے اسٹے طالب علم بھی ہنسی کر رہے ہیں۔ ایسی تفسیر کو اجماع تمام رکھنا اسے منہ میاں بھونڈنا ہے۔ البتہ بدیں خیال اس کو سمجھو کہ کسے ہیں کہ حریب مقابل ہرگز ایسی انہیات و تحریفات کو نہیں کہہ سکتا۔ نیز دوسرے غلطیوں کو کیا ضرورت تھی کہ اپنے اشتعال کو چھوڑ کر ایک فضول مقابلہ میں مصروف ہوتے کیا ان کو نبی و رسول بننا منظور تھا۔ یا اپنی کلام کو قرآن کریم کے مساوی الا جماعہ خیال کرنے کی وجہ سے خارج از اسلام ہونا تھا۔ ہرگز نہیں۔ وہ تو بفضل اللہ و رحمۃ اللہ خالص مسلمان ہیں اور ان کا لہذا بعدی کو ماننے ہیں اور عقل لکھتی الجتمعت الالسن والیجن غفرلہ ان یا فاعلم بئیل هذا الشرابی و فی سہیل۔ آیت ۸۸ کے مطابق اجماعی الکلام کو قرآن کریم کا خلاصہ و زمرہ سمجھتے ہیں۔

اب اجماعی اربع کے دمج و امحور کو خیال فرمائیے۔

قولہ قادیانی صاحب اجماعی اربع کے پنے صفحہ پر جو چند سے خالی ہے کہتے ہیں۔ فی سبعین و عوامین شہر العیاض اقول۔ رمضان شریف مشردن کا نہیں ہوتا۔ اور بر تقدیر تاویل ایہام سے غیر مراد سے خالی نہ ہوگا جو منقذ ہے فصاحت

لے پیش اس کے ہے کہ ایک اندھا بھی گاؤں کے مندر میں رہا کرتا تھا اور گاؤں کے لوگ اس سے تاریخ دریافت کیا کرتے تھے اس کا بیخ و بزم تھا کہ کل تاریخ ہوا کہ ایک سنگی کسی خاص برتن میں ڈال دیتا تھا اور ہر شیخ کو ایک سنگی اس میں ڈھکا دیتا تھا جب کوئی تاریخ دریافت کرنے آیا تو سنگیوں کو لگ کر تاریخ بتا دیتا۔ ایک اندھا یہ اتفاق ہوا کہ کبریٰ نے اس برتن میں اپنی سنگیاں لگیں کہ وہ برتن بھر گیا جب کوئی کسی تاریخ دریافت کرنے آیا تو وہ بھر گیا۔ اور چالیس تک لگ کر فرمایا کہ آج چالیسویں تاریخ ہے۔ سائل نے عرض کیا۔ (یانی ہر صفحہ ایک عدد)

قولہ۔ پھر اسی سفر پر لکھا ہے۔ وکان من الهجرة سنة ۳۸۸ھ ومن شهر التصاری ۲۰۔ فروری ۱۹۰۱ء۔

اقول۔ بے ربط عبارت اور غلط محاورہ عرب کے ہے

قولہ۔ پھر کہتے ہیں۔ تمام اطلع قاریان ضلع گورداسپور۔

اقول۔ در ضلع گورداسپور بھی غلط محاورہ عربی ہے۔ نہ صرف اسی وجہ سے کہ یہاں گورداسپور کے غور و اس فور

چاہتے تھا۔ بلکہ من جہت الترتیب والا عرب بھی۔

قولہ۔ پھر کہتے ہیں۔ باہتمام انجیم فضل دین۔

اقول۔ بعد الترتیب فضل الدین چاہتے جیسا البھیروی۔

قال۔ صفۃ۔ مکن صفت غاب صدرہ۔ او کلیل المں بدرہ۔

اقول۔ یہ عبارت حریری کے صفحہ ۱۲۴ سے ماخوذ ہے۔

قال صفۃ وخلقہ ولبثہا من یخل المرنة۔

اقول۔ ظاہر ہے کہ من صلی صلیت کا غلط تصور کرنے کی وجہ سے نہیں ہو سکتا اور قلیلہ و بوم ہے یعنی غیر مراد

کی طرف، اس لیے یہاں نام کا محل تھا۔

قال۔ کاحیاء الوابل للسنة الجماد

اقول۔ مقامات حریری کے صفحہ ۱۲۴ سے ماخوذ ہے بتعزیر

قال۔ وحاد جردھا سبرھا

اقول۔ یشل مشہور ہے۔

قال۔ متر ۳ من کل نوع للجناح

اقول۔ کل کے معنی پر ابطال اجراء کا افادہ دیتا ہے جو یہاں پر متشدد نہیں۔ اس لیے نوع للجناح چاہیے تھا۔

قال۔ صفحہ ۳۸ کل امرھو صلی التقویٰ

اقول۔ یہاں بھی کل مجبوس خلاف مراد ہے اس لیے کل امیظہو چاہیے تھا۔

قال۔ صفحہ ۳ قلا الیمن لہ او یضیع ابیما حہ

اقول۔ لغت ابیان کا نظارہ دو قدر مشکہ ہے۔

قال۔ صفحہ ۲ و آخری یقین روض القعد من وخصوا الدامن

اقول۔ یہ عبارت مقامات حریری کی ہے۔

قال۔ صفحہ ۲ کل یربع الذی یمطری ابانہ

و قیہ ما یشہ صفحہ گزشتہ۔ کہ مینہ تو جس دن کا کہتے۔ آج یا یسوی تاہی کل میں سے جو مٹی ماندے نے جواب دیا کہ میں نے تو چالیس

ڈنڈہ کہا ہے۔ اگر ساری چٹانیاں گونا گونا بد مشر سے نڈہ ہوں۔ شاید آپ بھی ان کے شاعر نہ ہوں۔

اقول۔ یہ بھی تحریری سے ہے۔

قال۔ صفر۔ وعندی شہادات من ربی لقوم مستقرین وآیات بینات للبصرین وجہ حکوہہ الصادقین۔

اقول۔ وَذَیْبَةُ طَعْنَتْ بِشَهَادَتِهَا رُكُومًا وَعِنْدِي وَجْهٌ هَرَامٌ. اور یہ خطاب مملوہ ہے کیونکہ پُر غم نہ نہیں آتا۔

قال۔ صفر۔ ابن الخفافا فتحو العین ایہا العقل

اقول۔ فافضوا عجزنا کالاناء مل ہے کیونکہ فاض کما قبل اس کے بعد کے لیے سبب ہوتا ہے۔ اور اس جگہ محسوس ہے۔ عدم افتاء بسبب فتح العین کے لیے نہیں بلکہ فتح العین بسبب ہے عدم افتاء کے لیے۔

قال۔ ما قبلونی من البخل والاکستکار

اقول۔ میں کا گریہاں پر قبو مثبت کے لیے تحلیل نہیں ہو سکتا۔ اور نفی مستفاد من الحرف کے لیے خطاب مملوہ ہے۔ نیز تحلیل کی جگہ حسد چاہیے۔

قال۔ صفر۔ حتی لقتل الخفافیش وکذا لبتنا نھر

اقول۔ اس کا ترجمہ ہے یہاں تک کہ چمکاؤں نے فراموشی کے دل کو آشیانہ بنالیا! جہاں نھر پہلا مفعول بوالفتح کے لیے اور دو کواؤں سے مفعول لقتل کے لیے چونکہ بنفشہ سعدی الی المفعولین ہے لہذا لام کا نا مفعول ہے۔ دوسرا تعذر مفعول ثانی کی بجائے اور میرا جنتان اور کو کا بھانڈا قبل یعنی تو ہم و فظلم و احیائیم جمع ہونا چاہیے۔

قال۔ صفر۔ وانیضی ما توقعوہ۔

اقول۔ اس کا پہلا مفعول تا جب منی الغافل ہونے کا زیادہ مدحت ہے اس لیے وانیضی چاہیے تقد

قال۔ صفر۔ قالوا مفعلی

اقول۔ مفعول چاہیے۔

قال۔ صفر۔ واغزوہ مع موید یہ واعوانہ وانزل اللہ کثیرا من الہی فما قبلوا۔

اقول۔ وانزل اللہ کثیرا فصل کامل ہے کوئی کلمہ و آری الفصل چاہیے۔

قال۔ واذلوا الذری با فیکہ فضصکوا

اقول۔ فضصکوا پر فائز چاہیے۔

قال۔ صفر ۱۲۔ وَتَدَّ مَوَاجِبُ السَّحَابَاتِ حَتَّى حَبَّ الصَّلَوةُ

اقول۔ تحریری کے پہلے متاخر سے تا خود ہے بتقریر

قال۔ صفر ۱۳۔ اہل یسیدون ان یسکوا قائلہ

اقول۔ ان یسکوا اذ مر قائلہ چاہیے لایقال سفک زید اہل دمہ

قال۔ صفر ۱۴۔ لعلما ہوا امام بہا لا تقوی انفسہم

اقول۔ قرآن کا سر قہ ہے بتقریر

قال۔ صفر ۱۵۔ اولما کان ہذا من المشیۃ الوبانیۃ مبینا فی المصالح الخفیۃ فما تطرق الی عزم العدا۔

اقول۔ لہذا کی جزا پر فائز چاہیے۔

قال سفر ۱۹۔ ویستقرؤن فی کل وقت مواضع الجہاد

اقول۔ کیا شخص ایسی جگہ کو نمازی سے سرکار کو مشلمانوں پر بدھن کرنا چاہے وہ خدا پاک کا بندہ ہو سکتا ہے۔

قال سفر ۲۰۔ وجعل قلسی وکلسی منبع للمعارف

اقول۔ منابع المعارف یا منبعی للمعارف چاہیے۔

قال سفر ۲۱۔ تشکرون ہاججازی

اقول۔ تشکرون ہاججازی چاہیے۔

قال سفر ۲۲۔ فلما دعوتہ بھن فی الدعوۃ بعد ما ادعی انہ یعلم القرآن واتہ من اهل المعرفة الی

من ان یکتب تفسیرہ بخلاف تفسیری۔

اقول۔ لَقَدْ عَلِمْتُمْ عَلٰی الْکَذِبِ بَیِّنٌ (۱۱) حطین سائت (۱۲) مقابلہ تحریری کو مسلم کے تقریری بحث کو بڑھانا، اس کو

زیادت فی الشرائع کہا جاتا ہے۔ ذکر و شمار۔

قال سفر ۲۲۔ وکلن خبیوا لو کان کالھمدانی او الحریری فمکان فی وسعہ ان یکتب کمثل تحریری۔

اقول۔ ایسا ذہن آپ کے بغیر کون ہو سکتا ہے جو خبیثہ النفس و کاذبہ البین (۱۱) سے یہ سمجھ لے

کہ اس سے معلوم ہو کہ قابل شخص، ایسا کہ جہاں کامزوم ہے، کوئی چیز نہیں، اگر علم الہی میں اس کا وہم ہو تا تو اسے شہناک

غیر اللہ مضروب علیہ و کاذب چلے۔ دیکھو سفر ۱۸۹ اسی اہماز مرقومی کا پھر اسی اہماز لیس کے سفر ۱۳۲ پر آپ بگتے ہیں کہ

طیبات یومہ والذین میں یومہ والذین جو ہے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود یعنی قادیانی کے زمانہ کا نام رکھا ہے۔ وسمی ذمنا للمسیح

الموعود یومہ والذین لانه زمانہ یحیی فیہ الدین۔ یہاں میں پھر کہوں گا۔ لَقَدْ عَلِمْتُمْ عَلٰی الْکَذِبِ بَیِّنٌ (۱۱) حطین سائت (۱۲)

اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں یومہ والذین کی تفسیر اس طرح فرماتا ہے۔ وَابْنُ الْفِتْرِ اَذْهَبَ رَجُلٌ یَحْجِیْہُ یُحْضِنُوْنَہَا یَوْمَہُ الْیَوْمِ

وہضالیک سمعینی گزرا و دروغ میں قیامت کے دن داخل ہیں گے اگر یومہ والذین قادیانی کا زمانہ ہے۔ تو کیا اسی وقت لیس

میں حساب کتاب کے بعد اہل ہونا شروع ہو گیا ہے۔

قال پھر فرماتے ہیں۔ وَمَا اَذْهَبَ مَا یَوْمَہُ الْیَوْمِ بَیِّنٌ ثُمَّ مَا اَذْهَبَ مَا یَوْمَہُ الْیَوْمِ بَیِّنٌ ثُمَّ مَا اَذْهَبَ مَا یَوْمَہُ الْیَوْمِ بَیِّنٌ

سُنَّیْہَا، فَاَلَا تَذْهَبُ مَعِیْہُ لَقَدْ عَلِمْتُمْ عَلٰی الْکَذِبِ بَیِّنٌ (۱۱) حطین سائت (۱۲) اور بَیِّنٌ لَقَدْ عَلِمْتُمْ عَلٰی الْکَذِبِ بَیِّنٌ (۱۱) حطین سائت (۱۲) کا

مطابا ایک ہی ہے۔ راوی پر سفر ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ عَلٰی الْکَذِبِ بَیِّنٌ (۱۱) حطین سائت (۱۲)

و د احمدوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اقول سے احمد پڑھائیں اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخر وہ سے احمد پڑھائیں غلام احمد قادیانی

اس کے بعد لکھتے ہیں۔ وَقَدْ اسْتَطْبَحْتَ هَذِهِ الْبُكْتَةَ مِنْ قَوْلِهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ عَلٰی الْکَذِبِ بَیِّنٌ (۱۱) حطین سائت (۱۲)۔

اقول۔ جب آپ ایسے استہلا کر سکتے ہیں جن سے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خبر تھی تو پھر پھر ہمارے لیے چارہ

بالمقابل آپ کے کس طرح ایسے فراموش استہلا کر سکتا ہے۔

قال۔ ومع ذلك کان عفاف الناس۔

اقول۔ ثابت دہی ہوتے ہیں کو میدان میں سامنا آنا سوت نظر آتا ہے۔ مع انکہ ترکیب متبادل بھی پہلے خود ہی کی ہو۔

ماہور جنی اللہ کو میدان میں پہنچا دینا نہایت ہی ضروری تھا تاکہ نفع اللہ ماہور کی غیر حاضری کے باعث اس کو مغتری علی اللہ مجھ
 کر ہر ایک مستقیم کو نہ چھوڑ دیں۔ جماعتیں کو لگا کر لکھنا اور پھر گھر سے باہر نہ بھجنا گویا اپنے ہی ہاتھوں سے دین کی بیج کئی کرنا ہے۔ مگر
 ایسے ماہور اور ایسے دن کا عمل و درآمد ایسا ہی ہونا چاہیے۔ آپ کا دین اگر ذہنی تھی دین ہوتا تو بجائے اس قول پاک آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے اَنَّا لَقَيْنِي لَا لَكُنِي بَلْ اَلْجَبْنِي عَنِ الْخَلْقِ اَبِ اِنَّ الْاَوَّلَيْنَ لَهَادِءُ اَتَاكُنَّ غُلَامًا مَرْتَضًى كُنْتُمْ تَبْتَغُونَ مِنْ
 موجود ہوتے۔ واقعی میرے بچہ کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب و مددگار بنائے تُو اَنَّا لَقَيْنَا لَكَ كَرِيْمًا اَنَّا لَقَيْنَا لَكَ كَرِيْمًا اَنَّا لَقَيْنَا لَكَ كَرِيْمًا
 بھی نامستور تھا۔ اور اس وقت مرحومہ کو یہ بھی یاد تھی کہ غلام احمد کا دیوانی کتاب اور سنت اور اجماع کا محض ہے اس لیے پہلے اس کے
 ہاتھ سے اشتہار و دعوت۔ آپ اگر ذکر فرماؤں میرے مقابل میں سے مقابلہ میں ذیل برکات پر گواہ ہوگا: "تو نے زمین پر دلوایا جس میں خود ہی
 اس نے ان تین غلام اور صاحب مولوی محمد عبد اللہ صاحب پروفیسر لاہوری اور صاحب مولوی محمد البتار امرتسری اور مولوی محمد حسین مسکا
 بنالوی کو حکم قرار دیا اور ان تمام پولیس و فوجی لکھ دیا اور پہلے اس کے آپ کو اہتمام میں پہنچا تھا کہ واللہ یصلحک من الناس اور نیز
 انی مہین من احکامک اور نیز تیری اور تیرے گرد کی میں حفاظت کروں گا اور تیری راہی کروں گا۔ قیامت تک غلام احمد رہے گا۔ دیکھو
 کتاب البرہان اور پھر اسی اشتہار میں اخیر پر یہ لکھ دیا کہ لعنة الله على من غفلت ذیائی، مسلم اور فوسے سوچو یہ ایک کمرانی تھا بتا
 کر قادیانی صاحب کے۔ جو اُنھوں نے سوچا تھا کہ کسی کو کیا ضرورت جو ابابند و دعوت کرے ہم کو گھر میں بیٹھے بنائے مسیح ہو
 جاسے گی۔ اور مثل نور دین کے غمگینہ اور میں جتنی بغلیں بجائے تھے وہ میں نہیں سمجھتا۔ اور تصویر فروشی اور اشتہار فروشی اور
 تصنیف فروشی اور سارہ فروشی اور شیش دراجم بنام تجارت پھر مزید پڑاں بہ ہزار خدمات وغیرہ وغیرہ پولیس کی آسانی تھی تھی۔
 مگر جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے ابلی کر ہی غلام رہنا ہے۔ لہذا قادیانی صاحب کی اس کرد فر کے بعد لازم طبعہ کہ پور میں
 قلبی اور دلی حقیقتیں صلب کر دی گئیں یعنی عدم حاضری کا مذہب بھی قلم اور منہ سے نہ بھگا باوجود اس کے کہ معتقدین و مخالفین دونوں
 کی جانب سے سخت اصرار اور کشمکش ہوئی تھی۔ نتیجتاً پانچ چھ دن کے بعد جب ہمارے واپس ہونے کی خبر جناب کو پہنچی تو زور کا فخر
 بیدار فرائض کی طرح قلم پلٹے لگا اور اعداد بارہ اور دین میں بیت الصلوات شروع ہوئے کہ ہم کو کمر ہدی لوگوں کا خوف تھا اس لیے نہیں
 آتے۔ اس مذہب کو کوئی نے کہا کہ آپ ان اہلکام کو بھول گئے ہیں میں آپ کو ٹھہری جانے سے پوری سبقی اور غالب لپٹنے کی ہمت
 دی گئی تھی۔ یا آپ کے غم سے بھی ایسا۔ و بعد کی قدرت صلب کی تھی۔ ہماری جانب سے تقریری شرط کی تقریم اس لیے تھی کہ تقریری
 معیار صداقت جو ہے میں تحریر سے کم نہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ غالب کرنا چاہتا ہے اور اس کو شکستہ ہوتا ہے کہ اس کے غالب ہونے کے
 ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت کرے تو اس کے خد کہ معیار صداقت شہر لے کے بعد ضروری اس کو غالب کرتا ہے۔ اور اس میں سچے ماہور کو
 فرخ منجی کے دوسے حریف مقابل کے دودھ ہونا نہایت ضروری تھا۔ بلکہ قادیانی صاحب کو کہ ہر ذوقی محمدی و مسیحی کے مذہبی
 ہیں تو تقریری مقابلہ کی تعلیم ان پر ضروری تھی کیونکہ ان کے بار میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدنی علیہ السلام نے بھی تبلیغ حق
 تقریری طرز کی تھی۔ دوسری وجہ تقریم یہ ہے کہ صرف تقریریں احقاق حق کا ہی طریق نہیں ہوتا۔ بالعرض اگر قادیانی صاحب بولے ہوں
 میں بھی تبصرہ کیسے تو کیا ان کی بھولی بھالی جہالت سے تقریری کی وجہ سے اپنی مصلحت پر زیادہ دیکھ نہ ہو جاتی۔ ان کی ذاتی لیاقت اس قدر
 کہاں تھی کہ اس تبصرہ کے مضامین و اس پر اثر و رد پر اطلاع پاویں۔ یا مرنابی کے سرور کو کچھ سکین۔ وہ قمر عربی جہالت سرور کو دیکھ
 کہ اور زیادہ مرگاہ ہوجاتے۔ اس لیے نہایت ضروری تھا کہ پہلے علم کلام کے سامنے قرآن و حدیث کو نکال کر بھانڈا سیاق و سباق
 اثبات دینی کیا جائے اور غلام اسلام انصاف فرماتے کہ کس کا معنون یا اشتہار اصول شرعیہ کے مطابق ہے تاکہ اس کو قبول کر لیا جائے

آدرکس کا مخالفت اور باہر نہ چار کو نبی ہے۔ تاکہ اس سے حاضرین کو تقریر اور غائبین کو تقریر بکھا دیا جادے کہ اس ملک سے بہن مسلمانوں کو نہایت ضروری ہے۔ جرنالیوں کی اس کم توجہی پر نہایت ہی افسوس آتا ہے کہ انھوں نے نبوت اور توکل والی کامیابی اور ہر پروردگار کو کھلم کھاس ہے۔ اور ہر اشتہار پر ہادی بھی وہ ہیں کی بظنی اور منوی کمال کی قہس کھل رہی ہے۔ بعد ازاں اگر کوئی عربی زبان میں مضمون لکھ دے کہ خداوند ہر شہرت و توجہ الٰہی اللہ سے ہے اور قواعد صانع معبود اہل اسلام کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور اپنے دھوکے کی بیل اس دامن کو غلام دے کہ میری طرح جو کچھ کوئی شخص عربی نویس نہیں، غور کرنی الواقعہ کیا ہوگی تو کیا کوئی مائل ایسی دہی بیل سے اس کے دھوکے کو مان سکتا ہے ہرگز نہیں۔

قال صفر ۲۲۔ دکن یصلوانہ ان غلغلۃ فلا خلیۃ ولا حجاب

اقول جب غیر محرمین اللہ محضی غلبہ کے لیے دیکھ کر نہ ہوا تو محرمین اللہ کو جو وہ مذکورہ بالا کی رُو سے تکلف کسی طرح ہا کر نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا کہ معاملہ بالکس ہے۔

قال صفر ۲۲۔ لکھا کیڈ ۱۱۔

اقول۔ یہ کیڈ جو کہ انٹرنیشنل کینڈا (طابق ۱۱) کے مقابل میں تھا لہذا اس کو ڈائیکٹ کینڈا کا حضور بکھا جاتے۔ اسی لیے ڈائیکٹ کینڈا کو انٹرنیشنل کینڈا کہتے ہیں۔ تیت ۲۲ کے مطابق غالب رہا۔ اور کیوں نہ ہو۔ لکھتے انٹرنیشنل کینڈا کو انٹرنیشنل کینڈا کہتے ہیں۔ (طابق ۱۱)۔

قال صفر ۲۲۔ دیکھ کر من کان لکھ عد و اولہ بفضاضہ علماء الن ملان۔

اقول۔ ان کی جلالت میں وقت نہیں شو بھی تھی جس وقت اشتہار دعوت میں آپ ہی نے ان لوگوں کو یعنی مولوی محمد امجد صاحب و مولوی عبدالبار صاحب و مولوی محمد حسین صاحب کو کھلم کھلا تھا۔ کیا اس وقت آپ نے اجابت دعوت کو فریاد کوئی افواج بکھا ہوا تھا۔ اس لیے تیوں صاحبوں کو کھلم مارا۔ اور جب سر پر آگئی تو اس وقت یہ جیلہ سورج میں آیا کہ یہ جیلہ میرے دھوکے ہیں۔ یہ بھی ہم کسم کریتے تھے انہیں ایام میں آپ عدم تشریف آوری کی وجہ بھی لکھ دیتے تاکہ ہم ان حضرات کے سوا بین خود اپنی جملہ مقرر کر لیتے۔ کیا آپ کو ہر جہتی شدہ جہتی حافظ محمد دین صاحب باہر کتب لاہوری کی ۲۵۔ اگست سے پیشتر ۲۰ مارچ کو انہیں پہنچی تھی جس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر آپ کو کسی شرط کی ترمیم کرنی ہو تو کر لیں گے۔ در ذلک آپ کا کوئی مفاد حیلہ قابل اعتبار نہ ہوگا۔ اگر آپ کو اشتہار تقریر یا لکھا۔ لکھ کا حکم ہوا گا اور ان کا موقع جت کے لیے فوراً اشتہار اور سنی کے پیچھے ہی خود اپنی دھوکے جواب یا اپنے نام کے اشتہار سے اس خاکسار کو واضح کر دیتے کہ اس قید کو اٹھا دو۔ تب ہم آسکتے ہیں، در ذلک میں۔ اگر آپ یہ خیال فرما دیں کہ ہمارے عزیز مولوی نے یہ بات بچا دی تھی تو ہماری طرف سے ہمارے مجلس مجلیہ مسعود نے جواب ترکی پر ترکی کا شائع کر دیا تھا کہ اگر آپ تقریر کی صورت میں تسلیم نہیں کر سکتے تو ہمیں پیش کردہ شرطیں آپ کی بلکہ دکانست مولوی مسعود منظور کر کے لاہور آتے ہیں۔ آپ بھی تاریخ مقررہ پر لاہور آویں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے شریک کی بات تو ہم پر کجبت ہو اور ہمارے مجلس کی بات قابل اعتناء نہ ہو۔ بھلا میں آپ سے جو چھتا ہوں کہ اگر معاملہ بالکس ہو تاہم میں ہماری طرف سے اشتہار دعوت شائع ہوتا اور آپ ہی جواب دیتے ہو ہم نے کچھ تھا۔ اور پھر آپ تاریخ مقررہ پر آتے اور میں حاضر نہ ہوتا یا آپ کے اشتہار دعوت کا میں جواب نہ دیتا بلکہ آپ کی طرح باطل خاموش ہو جاتا تو میں آپ کو قسم دیتا ہوں۔ باضافہ سے کہو کہ اندیشہ صورت آپ مصداقہ ہیں چنانچہ کے ہمارے غرض کے بتیوں نہ بجاتے اور اشتہاروں پر اشتہار نہ دیتے کہ دیکھو آسانی نشان ظاہر ہو گیا۔ میں جو کچھ میں نشان ظاہر اسلام کے حق میں ظاہر ہو چکا تو پھر آپ کیوں نہیں خبر کو کھلم کھلتے۔

قال - صفر ۲۷ - وَمَا زَيَّنْتَ إِذْ زَعَمْتَ وَكَوْنْتَ اللَّهُ زَيِّ

اقول - قرآن آیت ہے۔

قال - صفر ۲۷ - وَجِئَةٌ بِالْفَنَةِ تَلْدُغُ الْبَاطِلَ كَالْتَضَاخِ -

اقول - حریری کے صفر ۲۷ سے سرور ہے بتقریباً۔

قال - صفر ۲۷ - وَمَا الْاَلَاخَادِي الْوَقَاضِ -

اقول - حریری صفر ۲۷ کا سرور ہے بازو یا توکا۔

قال - صفر ۲۸ - وَمِنْ فَوَادِرِ مَا اَعْطَى لِي مِنَ الْكِرَامَاتِ -

اقول - مَا اَعْطَى لِي كِي بَكْرٍ مَا اَعْطَيْتُ مَا يَجِيءُ -

قال - صفر ۲۹ - فَوَاللَّهِ اِنِّي اَرْجُو مِنْ حَضْرَةِ الْعَكْبَرِ يَا اَنَ بِيكُونُ لِي غَلِيَّةٌ وَفَتْحٌ صَبِيحٍ عَلَى الْاَصْلَامِ

وَلَمَّا لَكَ بِثُلُثِ الْكُتُبِ -

اقول - ارجو اور بیکون مضارع نہیں چاہیئے۔ کیونکہ نو کے بعد ماضی کا عمل ہوتا ہے الٹنکتہ نیز وَلَمَّا لَكَ

بثثت میں ارجو کے ساتھ زمانہ سب نہیں ہے۔ کیونکہ رجاء اب ہے یا آئندہ ہوگی تو کتابوں کا پھیلانا جو ماضی میں ہوا اس اُمید پر کیوں کر معلوم ہو سکتا ہے۔

قال - صفر ۳۲ - وَلَا تَزْهَقِ بِالْمُتَبَعَةِ وَالْمُعْتَبَةِ -

اقول - حریری کے صفر ۳۲ کا سرور ہے۔

قال - صفر ۳۲ - عَنْ حَقَرَةِ الْمَلِكِ -

اقول - حریری کے پہلے صفر کا سرور ہے۔

قال - وَتَوْفِيقًا قَائِدًا إِلَى الْوَشْدِ وَالسَّادِ -

اقول - حریری سے لیا ہے۔

قال - صفر ۳۶ - اِنْ اَرَى ظَالِمًا كَالضَّالِيعِ

اقول - مسروق من الحسودی میں بتقدیر مآ۔

قال - صفر ۳۷ - يَقَالُ عَثَارَةٌ -

اقول - حریری کے صفر ۳۷ سے سرور ہے بتقریباً۔

قال - صفر ۳۹ - اَقْتَعِدْ مَنَاخِرَ الْفَصَاحَةِ وَأَمْتِظْ مَطَايَا الْمَلَاخَةِ -

اقول - حریری کا سرور ہے۔

قال - صفر ۴۱ - فَقَدْ اَنْفَدَ مِنْهُ مَكْتَلُجٌ يَنْعَدُ مِنَ الذُّبَابِ -

اقول - انفسد م کا لفظ غیر مستعمل ہے بجائے اس کے عد مر چاہیئے دیکھو تاہم اس۔

قال - صفر ۴۱ - لَا يَدُ اِنْ اَنْ بِيكُونُ لَهُ هَذِ الْعِلْمُ -

اقول - ضمیر کا موقع ہے اس کا باقی نہ خط ہو۔

قال - صفحہ ۳۲۔ ولو فرضنا۔

اقول۔ لو۔ کامل نہیں۔

قال - صفحہ ۳۳۔ بالاحاطة على الأمانة۔

اقول - حریری کے صفحہ ۳ کا سر قہ ہے۔

قال - صفحہ ۳۳۔ ويعلم من الغواية ويحفظه في الرواية والدراية۔

اقول - حریری سے ہے تیسرا صفحہ ۳۔

قال - صفحہ ۳۴۔ موقف عند ملة۔

اقول - حریری صفحہ ۳ کا سر قہ ہے۔

قال - صفحہ ۴۔ وای مجبزة

اقول۔ وائتہ مصبزة پابجے

قال - صفحہ ۴۹۔ كجھیل لایعرب و نكره لا تعرف

اقول - حریری صفحہ ۵ سے شروع ہے۔

قال - صفحہ ۵۰۔ فكل رداء قترتدیه جمیل

اقول۔ ایک شور شرکار قہ ہے۔ قال النحول من عادیا۔ اذالمز لوبید من النور عرضہ۔ فكل

رداء پیرتدیه جمیل حساسہ ۱۲۰

قال - صفحہ ۵۵۔ لا شیوخ ولا شباب۔

اقول۔ ایک کا جمع اور دوسرے کا مفرد لانا کیوجہ رکھتا ہے۔

قال - صفحہ ۵۵۔ كنز للعارفين ومد یكشها و ماء الخفاف و طیلتها

اقول۔ مقامات کی عبارت ہے۔

قال - صفحہ ۵۵۔ كما یسمل الدوالي عقد النكربا۔

اقول۔ مقامات پر بیچ کے شعر کا نانی مصرع ہے بازو یاد لفظ کما

قال - صفحہ ۵۹۔ اوذلو منه سیری

اقول۔ ذوالا کثر متعذی آتا ہے

قال - صفحہ ۶۰۔ القیت بهما جوازی

اقول۔ مقامات حریری کے صفحہ ۶۲ کا سر قہ ہے۔

قال - صفحہ ۶۱۔ کا ذائق العباد۔ لسنة جماد۔

اقول۔ مقامات حریری کے صفحہ ۶۲ سے شروع ہے تیسرا۔

قال - صفحہ ۶۲۔ انحرنبل من فتنبل۔

اقول۔ خلاف محاورہ ہے قابل غور ہے۔

قال صفحہ ۶۲۔ فصاروا المذنب مقبور۔ وذبت سراج احترق وما بقى معه من نور۔
اقول۔ دوسرا بیچ پٹے سے بہت بڑا ہے جس کو خدا انصاف والہذا جیب بھاگیا ہے۔ نور و نور من سُرور ہیں۔

قال صفحہ ۶۳۔ فما كانوا ان يتحدوا

اقول۔ صدر کا محل تا آتا ہے اس لیے اُن کے نہ چاہیے تھا۔

قال۔ وليس فيهم الا السب والشتم قاعد بين في المحجرات۔

اقول کہیں سے مال ہے۔

قال صفحہ ۶۴۔ والاعجنانك۔

اقول۔ تفسیر ہم سند الیریدہ وجر ہے۔

قال صفحہ ۶۵۔ ومثلهما كشل ناقه تحمل كلما تحتاج اليه وتوصل اليه ديار المحب من لكب عليه۔

اقول۔ تا فک طرف نہ کر ضرور کار بارح قطع ہے۔

قال۔ صفحہ ۶۹۔ كملجاء في القرآن

اقول۔ یہ بیچ قبیل اللغات بعد کثیر واقع ہے ماقبل ملاحظہ ہو۔

قال۔ صفحہ ۸۱۔ وهذا الرجل هو الذي ورد فيه الوعيد لعنه الله تعالى۔

اقول۔ عجیب مسئلہ ہے کہ آنحضرت ﷺ الشیطان الرجیم میں جو شیطان ہے۔ اس سے مراد تو ابلیس ہے۔ اور

جبریلؑ اس کی جنت ہے اس سے مراد جہنم ہے۔ جسے جینی علیہ السلام قتل کر دی گئے۔ آج تک یہی سنا تھا کہ رسول اور جنت

کا بعد ان ایک ہی جہنم ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ من الشیطان الرجیم سے مراد احباب نے کیسا ثابت کر دیا ہے کہ ان کا

بعد ان مفارقت بھی ہو سکتا ہے یہ بیان اللہ۔

قال۔ صفحہ ۸۲۔ وكو من حامل العظام

اقول۔ منسوب ہو کر پھر کسور پڑھا گیا ہے۔

قال۔ صفحہ ۸۲۔ بكت المصطط اعطى الزمام

اقول۔ مرفوع کو مجرور کا قابض کیا گیا ہے۔

قال۔ صفحہ ۸۳۔ الزمر الله كافة اهل الملة

اقول۔ لا ذکا فتنہ عربی میں مضامین میں آتا۔

قال صفحہ ۸۴۔ ان الامم مشتق من الوسمو

اقول۔ بظرافت ماصرح بہ الثقات

قال صفحہ ۱۲۶۔ انظران لفظ الصد مصدر مبین علی المعلوم والمجهول وللفاعل والمفعول من الله ذی الجلال

اقول۔ من الله ذی الجلال ہے ربط ہے۔

قال۔ صفحہ ۱۲۷۔ فقد بنید حال الضلال ۶۱

اقول۔ اس جگہ سے جو مضمون چلا ہے اس کو آیت سے کوئی ربط نہیں۔

اقول۔ ذالجلال منسوب فقط ہے۔

اقول متعلبان توٹ چاہیے۔

اقول۔ خلاف اولیٰ ہے کیونکہ اعلیٰ کا پہلا معنی

اقول۔ انہم مخالفین معاورہ ہے۔

اقول۔ وجود کا لفظ نہیں چاہیے۔ لہذا

اقول۔ یہاں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عالم زمانہ کا نام ہے۔ پہلے یہ ثابت کیا کہ افسانہ محمد کرنے سے

قال - صفحه ۱۳۵ - قد استنطيت هذه النكتة من قوله الحمد لله رب العلمين -

شیخ الحدادی علیہ السلام اور آخری احمدی خلافت میں شفاء اللہ عن المایہ لیا سبحان اللہ عجیب است

اقول۔ سنی کی جگہ متعین موت چاہیے۔

اقول۔ کیسا استغاثہ ہے سبحان اللہ۔

اقول۔ اس جگہ بھی جہاں کہ ہے بریل قولہ تعالیٰ وَمَا أَزْوَاجُ مَا يَوْمَ الدِّينِ (الانفطار۔ آیت ۷)

قال -ص ١٢- وذلك وقت المسيح الموعود وهو زمان هذا المسكين واليه اشار في آية يوم الدين

قال - مفر ١٢٢ - ومضى زمان المسيح الموعد يوم الدين -

اقول ثانياً لعنة الله على الكاذبين المحرفين .

اقول۔ فیح بلخ بلخ صاحب موصوف نکرہ ہے اور صفت

قال: ۱۴۳. ان يجعل الله احمد كل من قصد ع للعلم

اقول۔ جعل کاؤسر منقول ہے وجر مقدم کیا گیا ہے۔

قال۔ صفر ۱۶۳۔ وعن هذا كان من الواجبات ان يكون احمد في آخر هذه الامة

اقول۔ زکوٰۃ اشارت ہے زکوات۔

قال۔ صفر ۱۶۵۔ وان لا تؤذي اخيك

اقول۔ اخاك چاہیے۔

قال۔ صفر ۱۶۶۔ في العاشية واسارة الى ان الله احد لهم كلما اعطى الانبياء ما سابعين۔

اقول۔ حسن خط ہے۔

قال۔ صفر ۱۶۷۔ انهم شمران الجنة فويل للذي تركهم

اقول۔ تركہما چاہیے۔

قال۔ صفر ۱۶۸۔ انظن ان يكون الغبر

اقول۔ ضيع صاحب بکر غیر معرفت باللام نہیں ہوتا۔

قال۔ صفر ۱۶۹۔ ان يبعث في هذه الامة

اقول۔ بعد التسليم مفید مطلوب نہیں ہے۔

قال۔ صفر ۱۷۰۔ وانه من ياتي احمد من المسلم۔

اقول۔ کہاں سے معلوم ہوا۔

قال۔ صفر ۱۸۰۔ ينصنصون نصنصة الفضل ويمجلقون حملكة البياض المثل۔

اقول۔ کتاب تحریری کے صفر ۵۶ اسے سرودق سے تعبیر ہوا۔

قال۔ صفر ۱۸۱۔ فاشتدت الحاجة

اقول۔ مستبط تھیں ہوسکتا۔

قال۔ صفر ۱۸۲۔ وذكر الفضل في مقام كان ولجأ فيه ذكر الدجال وان كان الامم كما هو زعم الجبال فقال

الله في هذه الملة غيرة المقضوب عليه وذا الدجال۔

اقول۔ ورجال کا ذکر ضالین کے ضمن میں اسباب غموم مفہوم اس کے ہوا چکا ہے۔ اور ذکر شخصی اگر ضروری تھا یا دوسے تو

پہلے آپ کا چاہیے تھا کیونکہ و رجال صفر و حدیث بن کرد ہو گا نہ دوسے کا نہ غلات آپ کے کہ صاحبان اسلام کے پاس میں منبر کوٹھے

جو کو تحریر کر رہے ہیں۔ لہذا آپ کا ذکر نہایت ہی ضروری تھا۔

واضح ہو کہ اس بغیر میں ہر زبانی نے مٹا دیں اور گالیوں اور تحریروں میں منوی کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ کسی کسی سے بھی نہ ہو سکی

بعضوں نے اس مسئلہ میں غریبہ افتخار کے عمل پر توجہ نہ فرماتے ہیں جن کے متقابل میں بغیر اس سہرہ کے کچھ تہیں حرم کر سکتا۔

۵۔ ہتر زانم کو خواہی گفت آتی

اور سوائے اس مصرعہ خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کے کوئی معاوضہ دوا نہیں کر سکتا۔ ۵۔

بدن گنتی و نور ستم خداک اللہ کو گنتی

میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا کہ آپ مجھے سنہ ہجری ۱۹۹۷ء میں مجھے مبارکبادیں بھیجیں۔ میں نے آپ کو کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و
 اجماع ائمہ مرحومین و نقلیہ ہاں کریں۔ اور نیز کتابیں کو جاری و انت تک ہی محدود رکھیں۔ اور ہمارے سنہ سے جو کلمات بکھڑے
 ہیں ان کو گالیاں نہ دیں۔ کیونکہ بفضل اللہ و عزہ اکثر اوقات آپ کے خالصین کے سنہ سے آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ و تفسیرات
 تہذیبیہ بھی بکھڑی رہتی ہیں۔ لہذا گزارش ہے کہ آپ اس کہنے میں کہ صفر ۱۹۹۷ء (وہو حقیقتاً و حقیقتاً ما یفزع المؤمن شفقاً
 و وہ یعدی ہے اور پید ہے جو کچھ کہ اس کے سنہ سے نکلتا ہے) مانع نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو کتاب اور سنت اور
 اجماع ائمہ والے صراط مستقیم پر چلائے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَادْعُ عَلٰی سَيِّدِنَا اَبِی الْقَاسِمِ وَ جِبْرِی الْكَظْمُ الْاَنْوَارِ
 لاسمک الاعظم و آلہ و عترتہ۔

ارض ذات الخسلہ

سوال

ارض ذات الخسلہ کو عام خیال فرمانا جو فی الواقع عینہ یقین کی طرف اشارہ تھا۔ اور ایسا ہی اُستند خلیفہ للشیعہ المذکورہ کا وقت صلح حدیبیہ والا سال سمجھ لیا گیا یہ ہر دو اور نظائر ان کے از قبیل قصور فی الکشف اور خطابی الشیخین تھے جب مکاشفہ مذکورہ میں قصور اور خطابی التبعیر واقع ہوئے تو زوال مسیح ابن مریم والی پیشین گوئی میں کیوں نہیں واقع ہو سکتے یعنی اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام احمد قادیانی کو بیٹھیں بن مریم کی ضرورت میں دیکھا ہو۔

جواب

ارض ذات الخسلہ والے مکاشفہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سے پیشین گوئی نہیں فرمائی کہ باغز و مرید میں جانا ہوگا۔ صرف آپ کا خیال شریعتِ عامہ کی طرف گیا تھا سو وہی قائم رہا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا فذهب علی الی الجماعۃ نور دخول مسجد حرام کے متعلق بھی آپ نے یہ پیشین فرمایا کہ ضرور تم اسی سال مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ الغرض کشف ایک اجمال ہی ہوتا ہے اور ایک تفصیل۔ اُردو اجمال میں کہیں اجمال فی نفس المعنوی ہوتا ہے یعنی واقعی امر پر نگاہ استعارہ و تخیل نظر آتا ہے۔ چنانچہ حدیبہ کی وبا کو آپ نے شکل ایک صورت پر اندہ سر کے دیکھا تھا وغیرہ وغیرہ اور کسی اجمال فی اوصاف المعنوی میں الزام وغیرہ چنانچہ دخول مسجد حرام عامے مکاشفہ میں نفس دخول مسجد حرام کا جو فی الواقع صرف کشف ہوا۔ مسجد حرام کے داخل ہونے کا وقت معلوم نہیں ہوا تھا۔ لہذا اُس سال آپ حدیبہ میں تشریف لے گئے۔ بلکہ تمام نشانِ نبوت یوں معلوم ہوتا ہے کہ حدیبہ والے سال بھی جانا آپ کا قصور فی الکشف کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ حصول صلح کے لیے جو مقدمہ طرح کا تھا حسبِ فرمانِ خداوندی واقع ہوئے شعبِ اجمالی کی وہوں ضرورتوں میں آپ نے کسی پیشین گوئی یقینی طور پر نہیں فرمائی یعنی جس جز میں اجمال و تخالفا تھا اُس کے بارہ میں اس طرح پر نہیں فرماتے تھے کہ یہ جز باغز و مرید اسی طرح وجہ مخصوص پر واقع ہوگی۔ اس قسم کی پیشین گوئی میں قبل از وقوع ایمان علی حسبِ ارادہ اللہ کہنے کے ہم مکلف ہیں نہ ایمان علی وجہ خصوص کے طور پر۔ بکلاف کشف تفصیلی یعنی کسی میں امر کو کھلا کھلا آپ نے مسابہ فرمایا اور اس کے بارہ میں پیش گوئی یقینی طور پر فرمادی تو مومن بسما جاعہ الہیہ علیہ السلام کو گزندِ تاویل سے کام لینا جائز نہیں۔ چنانچہ بعض اقسام اس کے شمس العبادت میں بحوالہ کتب حدیث کہتے گئے ہیں جن میں سے اکثر موقوف ہی مطابق پیش گوئی آپ کے ہو چکا ہے۔ نزدیکی مسیح ابن مریم وغیرہ و تعالٰی وغیرہ ملاقات قیامت والی پیش گوئیاں کشفِ مبین کے قید سے ہیں۔ گو بعض کی تفصیل و تواتر معلوم ہوتی رہی جس میں آپ کو نہایت اہتمام سے اُست مرعومہ کو متنبہ کرنا منظور تھا تاکہ اُمتِ مرعومہ کسی جھوٹے مسیح کے دام میں نہ پھنس جائے۔ چنانچہ مسیح ابن مریم بھی کہتے گئے کہ

میرے کتے سے پہلے کئی چھوٹے بیج آئیں گے۔ دیکھو انجیل کی کتاب اعمال اور نیز قصہ نزول ایلیا کی عبرت کے لیے کافی نظیر
 وقوع میں آچکا تھا۔ جس کے لحاظ سے آپ کو تفصیلی و تاکید سیان فرمانا ضروری تھا۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کا خطاب قائم رہنا فی القبری کیوں نہ ہو اگر ممکن نہیں۔ کہاں یہ بات کو غریب یہ دھوکہ آپ کو واقع رہے اور بذریعہ وحی کے
 اطلاع نہ دی جاوے۔ العزیز حکم قدس سرہ اللہ تعالیٰ الشیطان انبیاء کا خطاب پر قائم رہنا اور ایسا ہی بقیہ کے خلاف
 یسئلہ جن انبیاء ینبئون و میں تخلیفہ نصدا (ص ۱۰۷) وحی کا خطاب ہونا شرعاً و حقاً محال ہے۔ الحاصل کشف اجمالی بھی
 بعد بسبیل اللہ فی تفسیر کی طرح واجب الایمان ہوتا ہے۔



کہ خیرئیں نے نیت سے توبہ کی ہے۔ یہ اور طرف نکالنا آخر الامر کہنے لگے کہ ازالہ آداب کو دیکھوں گا۔

[illegible]

مرزا صاحب کی پیشین گوئیاں

قصیدہ ششم ہند کی عبارت

- ۱۔ اہی مرزا صاحب میں رہنے دیجئے خلق اللہ تیس سال تک آپ کے تونے دیکھتے دیکھتے میر ہو جی ہے۔
- ۲۔ کبھی شخص کے پیادیا ہونے کے لیے آپ نے بہتر سراہا ہو کہ ایک مشعل دہ جی اس سے پشکار لی مرثیاب تک ندامہ۔
- ۳۔ جہاں خدا تعالیٰ کے لیے از حد کڑکڑانے کر دہ میعاد مقرر میں نہ مرا۔
- ۴۔ ظالموں کی بغیر کی بربادی کے لیے ہزار آہ و زاری کی مگر اس کا بالی بھی پگھلا نہ ہوا۔
- ۵۔ لیکھ رام کے لیے ہر چند مرچا مگر اس کی موت نے آخر آپ کو ہی مشتہ کیا۔
- ۶۔ آسمانی سنگوٹہ کے لیے آپ کا ہر وہ بھی خشک ہو گیا مگر حسرت ہی رہی۔
- ۷۔ کبھی شخص کی بوی کے چھا ہونے کے لیے بہتر سے جوڑ توڑ کیے کر دہ بیمار کر چلی ہی رہی۔
- ۸۔ اپنے جس لڑکے کو خود قرار دیا اور اپنے لیے آدو دنیا کے لیے ہارٹ بکت بھلاؤ جی آپ کو مفارقت دے گیا۔
- ۹۔ جس قدر ہاتھ آپ نے کیے گھست ہی کھا کر بھاگے۔ اب مباحثہ کے نام سے جی اوسان بھلا ہوتے ہیں۔
- ۱۰۔ جن آدمیوں نے آپ کو بالقابل زما کرنے کے لیے بولا آپ ایک دن ہی سامنے نہ ہوئے۔
- ۱۱۔ ہمیشہ آپ نشان دیکھانے کے لیے میعاد مقرر کرتے رہے۔ مگر آخر غداست ہی اٹھالی تیری چنانچہ اب بھی ایک بڑے بھاری نشان کے لیے میعاد مقرر ہے۔
- ۱۲۔ آپ کہتے ہیں کہ شاہانِ یورپ کو اسلام کی دعوت کی اور اپنی تصانیف میں ہیں۔ مگر ایک میسائی جی آپ پر ایمان لائے نہ کیا۔
- ۱۳۔ آپ نے کہا سب غفلت چلے قبول کرے گی۔ مگر سب آپ سے متغیر اور بیزاری دے سواتے مودد سے چند شخص کے جو کبھی شادیں نہیں آسکتے۔
- ۱۴۔ آپ نے صورتِ فاتر کی تجرید یعنی سے کھنی لوگوں نے اس کے ہونے اڑائے۔
- ۱۵۔ آپ نے مٹی اٹھی بخش صاحب کی نسبت کیا وہ کا ہندسہ ظاہر کر کے اہام شائع کیا۔ بغضِ تعالیٰ اب گیا وہ قرآنِ مجید میں۔ گمان کی حصائے خوشی نے آپ کا سارا بنانا کھیل درجہ پر ہم کر دیا۔
- ۱۶۔ پر ہم مٹی شاہ صاحب کے لیے آپ ہر چند اداست پیستے رہے۔ مگر ان کی شہرت ہی شہرت اور عزت ہی عزت ہوتی رہی۔
- ۱۷۔ آپ نے عرصہ سے مینار بنانا چاہا مگر ہنوز روزِ اول۔
- ۱۸۔ آپ نے انگریزی رسالہ شائع کرنا چاہا۔ مگر اب تک اقوار اور ودہ کے مطابق آپ کو نہ کامی ہے۔

۱۸۔ آپ نے بجائے اتوار کے جمعہ کی تعطیل کرانی چاہی، مگر سولہ تہ نکاحی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔
 ۱۹۔ سینکڑوں اشخاص کے لیے آپ دُعا کرتے رہے ہیں، مگر کوئی اثر یا نتیجہ نہیں نکلتا، اور پھر آپ کہتے ہیں کہ دُعا کرنے والے کو یہ کرنا چاہیے کہ وہ ناکہ چاہیے، دُعا کرنے والے سے تعلق پیدا کرنا چاہیے وغیرہ، ہرگز ایسا کیا یہ دُعائیں محضے ٹوٹا اور خرواہ سے کافی نہیں ہیں، پھر آپ کو بار بار اعلان کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔
 رسالہ اہل امامت کی عبارت ذیل بھی قابل غور ہے۔

تیسری پیش گوئی

ہرنا احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت اور آسمانی مخلوق کے نکاح کے متعلق :-
 اس پیش گوئی کو مرزا بھی نے خاص مشعلوں کے حق میں بتلایا ہے، اس لیے ہمارا یہ حق ہے کہ ہم بھی یہی کھول کر کسی کریں اور تحقیق کر کے بال کی کھال اٹھائیں۔ اور پیش گوئیوں میں بھی مرزا بھی زور لگایا کرتے ہیں، مگر اس پیش گوئی کے متعلق جو کچھ مرزا بھی نے صحیحی جیلہ خرق کیے ہیں ان کا ذکر نہ کرنا غائبناک مگر ہوگی، پہلے ہم اس پیش گوئی کا اشتہار نقل کرتے ہیں، ازل بعد مرزا بھی کی صحیحی جیلہ بتا دیں گے، ملاحظہ :-

ایک پیش گوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجمن ہدیہ ہوگا قدرت حق کا جب ایک تاشا ہوگا
 جھوٹ اور جھج میں جب فرق وہ پیدا ہوگا گوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو، ابھی شش ماہ کے در افتخار میں فریق ثنائیت نے بھیجا ہوا ہے وہ خط مصنف کی اشارہ سے لکھا گیا تھا، ایک مدت دراز سے بعض سرگروہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب ایسے کے جن کی حقیقی جمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف رکھتے تھے اور اب بھی رکھتے ہیں، چنانچہ اگست شش ماہ میں جو شش ماہ مرزا میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا یہ درخواست ان کے اشتہار میں مندرج ہے، ان کو نہ فصل خود سے بلکہ خدا اور رسول سے ہی دشمنی ہے، اور والد اس دختر کا باعث شدت تعلق قرابت، ان لوگوں کی رضاعت میں عمر اور ان کے نفس قدم پر جہلی وہان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر عاجز بلکہ انہی کا فرمانبردار وجود ہے، اور اپنی لڑکیاں انہی کی لڑکیاں خیال کرتا ہے، اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں، اور ہر بات میں اس کے مدار اہم اور بطور نہیں تعلق کے اس کے لیے جود ہے ہی، (تب ہی تو فقہار ہمارا اس لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دے دی، یہاں تک کہ یہاں ان کے اخباروں کو اس وقت سے بھر دیا، آفریں ہیں عقل و دانش، مانوں ہونے کا ثوب ہی حق ادا کیا، مانوں ہوں تو ایسے ہی ہوں عرض یہ لوگ جو محمد کو میرے دعوئی الہام میں مکتوب دروغ گو خیال کرتے ہیں، اور اسلام اور قرآن خیریت پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے، تو اس وجہ سے کئی دھران کے لیے دُعا بھی کی گئی تھی، سو وہ دُعا قبول ہو کر خدا نے تعالیٰ نے یہ قریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے منوروری کام کے لیے جاری طرف متوجہ ہوا، تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک جمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد صاحب قدامت حسین نام کو بیاہی گئی تھی، غلام حسین عرصہ طویل سال سے کیں چلا گیا اور مفلوکہ الفجر ہے، اس کی زیریں کلیتہا جس کا حق ہیں پہنچتا

خدا تعالیٰ ہمارے گنہگاروں کو قوم میں سے ایسے تمام لوگوں پر جو اپنی بے ہوشی اور بدعتوں کی حمایت کی وجہ سے پیش گوئی کے مزمع ہونا چاہیں گے اپنے قریبی نشان نازل کرے گا اور ان سے لڑے گا۔ اور انھیں فوج و قسام کے عذابوں میں مبتلا کرے گا۔ اور وہ نصیبیتیں ان پر اتارے گا جن کی ہنوز انھیں خبر نہیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس کی محبت سے خالی ہے کیونکہ انھوں نے نہ کسی اور وجہ سے بلکہ بے دینی کے راہ سے مقابلہ کیا۔ ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کہنے سے اور میرے تقارب میں کیا مراد اور کیا صورت سمجھے میرے اہام و رمای میں مکار اور دو کا ذرا خیال کرتے ہیں۔ اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔ اور ان کا اپنا حال یہ ہے کہ دین اسلام کی ایک ذوق محبت ان میں باقی نہیں رہی۔ اور قرآنی مکوں کو ایسا دکھا سنا کہ کمال فیض میں صیا کوئی ایک تنگے کو انکار چھٹیک دیتے ہیں۔ وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور رنگ و تانوس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہر روز رجہتر سمجھتے ہیں پس خدا تعالیٰ نے انھیں کی جلائی کے لیے انھیں کے تقاضے انھیں کی وراست سے اس الہامی پیش گوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرمایا ہے۔ تاکہ ہمیں کو وہ وحییت ہو جو دے اور اس کے سوا سب کچھ ایچ ہے۔ کاش وہ پہلے نشانوں کو کافی سمجھتے اور یقیناً وہ ایک سامت بھی چھ پر بدگمانی نہ کر سکتے۔ اگر ان میں کچھ ذرا ایمان اور کاشف ہوتا جس میں بدعت کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے فرما کر دیا تھا۔ اولاد بھی ملے گی۔ اور ان میں وہ لڑکا بھی جو برین کو چھڑاں ہوگا۔ بلکہ ایک اور لڑکا ہوگا کہ قریب مدت تک و مدہ یا جس کا نام محمود دھ ہوگا۔ اور اپنے کالوں میں اولوالعزم بنے گا۔ یہ بدعت جس کی وراست کی جاتی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالیٰ اس کتبہ کے مکررین کو جو بدعت دکھلاوے۔ اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشانی ان پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کرے جو نزدیک پہلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ رد کریں تو ان پر قریبی نشان نازل کرے کہ ان کو توبہ کرے۔ برکت کا نشان یہ ہے کہ اس پویند سے ان کا دین درست ہوگا۔ اور دنیا ان کی جن کی اولاد و فرما صلاحت پذیر ہو جائے گی۔ اور وہ جاتی جو معترب تھیں والی ہیں نہیں ان کی۔ اور قدر کا نشان وہی ہے جو اشتہار میں ذکر ہو چکا اور نیز وہ جو تھہر جائیں درج ہے والسلام علیٰ عباد اللہ الطوبیہ۔

فاسک اخطام احمد ازادیان ضلع گورداسپور۔ پانڈہ جی جلائی مشہور
یہ دونوں اشتہار اپنے مضامین بتلانے میں باطل و بیخ اور لالچ ہیں کبھی مزید قریح یا تشبیہ کی حاجت نہیں رکھتے صاف بتلا ہے
ہیں کہ تاریخ پنجاب سے قریب سال تک دونوں احمدیہ اور اس کا دادا فوت ہو جائیں گے۔ البتہ تاریخ معلوم کرنے کے لیے
کو پنجاب کب جو اور کب ان دونوں کی موت کی تاریخ ہے ہر زامی کی دوسری ایک تحریر سے شہادت لینے کی ضرورت ہے۔
شہادت القرآن میں ہر زامی خود ہی اس کی میعاد بتلاتے ہیں کہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۹ء سے قریب آئندہ جیسے باقی رہا جی مفضل
جہاد صوفیہ کتاب خانہ کو پیش ہو جب ازاد زامی (۲۱۔ اگست ۱۹۹۹ء) کو مرزا سلطان محمد ازاد مرزا احمد بیگ کو دنیا پر رہنے کی
اجازت نہ تھی۔ مگر انھوں نے کو وہ مرزا صاحب کے بیٹے پر کوک و تازہ آج کل دیکھ سکتے ہیں کہ زندہ کبھی عیان میں طرز ہے۔
مگر مرزا جی کیا ایسے زم آدم کو گتے کو خاموش ہو جاتے۔ انھوں نے جسے جسے انھیں مشکوک نہایت آسانی سے حل کر دیا تھا تو اس پیشگوئی
کا پورا کر لینا تو ان کے باتیں ہاتھ کا کھل ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اس پیش گوئی کے دو حصے تھے۔ ایک احمدیہ کی نسبت اور ایک اُس کے دادا کی نسبت اور پیشگوئی

کے بعض اہلکلمات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرطی کو توہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جاسکتی تھی۔ بسو فوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اُس وقت اُس کی بدقسمتی سے اُس نے توہ اُس کے تمام عزیزوں نے پیش گوئی کو انسانی کر اور ذریعہ پر عمل کیا اور مٹھا اور مٹی شرع کر دی۔ آہ وہ ہمیشہ مٹھا اور مٹی کہتے تھے کہ پیش گوئی کے وقت نے مٹھ نہ کھلا دیا اور احمد بیگ ایک عورت کے ایک دو دن کے عرصے ہی اس جہان سے رحلت کر گیا۔ تب تو اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ مادی بھی بکھر چکی اور خوف اور توہ اور ناز و روزہ میں غور میں لگ گئیں، اور ہانسے ڈر کے ان کے کچھے کانپ اٹھے، پس ضرور تھا کہ اس کی کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا سو وہ لوگ سنت و حق اور نادان اور کاذب اور عالم ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ مادی کہ نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوتی بلکہ وہ بدیہی طور پر جہالت موجودہ کے موافق پوری ہو گئی اور دوسرے پہلو کی انعقاد ہے۔

(سراج منیر جلد ۳ صفحہ ۳۰)

برزخی کا مذہبی کفر ان شمس دل میں توہ کر گیا۔ ناز و روزہ کا پابند ہو گیا اس بے ایمان حلقہ کی وحش سے کم نہیں جس کا ذکر ہم نے آ کر کیا ہے۔ جب کہ برزخ کے متعرب ہم کے متبعی ہمیں وادیات کاویوں کو مان لیتے ہیں بلکہ ان کے نہانے پر غارتے ہیں۔ ناظرین! خود اشتہار نہ کر دو کہ کہہ سکتے ہیں خصوصاً حضرت زین العابدینؑ کو کھانا نہ فرما سکتے ہیں کہ اس کلام سے اصل غرض کیسے ہے۔ یہ عجب (بے ادبی معاف) و حکوم کا ہے کہ تو ان زمان میں تیرا جہان، خاص اسی طرح اپنی مخالفت پر جا رہا ہے، وادیت شریعت پر تیرے اور صلواتیں سنا ہے، اور ہاں جو شخص ان کے ہونے کے خازمی پر تھا ہو تو اس کا نام طوف زور دیا جاتا ہے، آخر ہم کے متعلق مفسر الکتب بڑا ایک حدیث کی شہادت سے ثابت کرتے ہیں کہ اگر آپ کی پیش گوئی سے وہ بھی ڈرنا تو وہ بھی رجوع مستحکم تاخیر مذہب نہ ہوتا چنانچہ وہ مخالفت پر دیکھا ہی تھا جیسا کہ کسی خاص وقت تھا بلکہ اس سے بھی زائد۔

اس پیش گوئی کے متعلق مسیحا کیم کہہ آئے ہیں مرزہ کی مسابیحی جملہ خاص قابل ذکر ہیں، اس میں بھی ان کے وہ خطوط ہم نقل کرتے ہیں جو انھوں نے اپنے ہشتاد وں کو اس نجات کے متعلق جیسے تھے، پہلا خط یہ ہے۔

مشفق مرزا علی شیر بیگ صاحب قلعہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح فرق نہ تھا، اور میں آپ کو ایک مزید مسیح اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر نام سمجھتا ہوں لیکن اب جب آپ کو ایک خبر سنا جو آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا، مگر میں صلی اللہ علیہ ان لوگوں سے متعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے پیچڑ پڑاتے ہیں اور دین کی پروا نہیں رکھتے، آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی فحش کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ میری کس قدر عدالت ہو رہی ہے، غیب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہوئے وہاں ہے، اور آپ کے گھر کے لوگ اس شور میں ساتھ ہیں، آپ سمجھتے ہیں کہ اس نجات کے شریک میرے سنت دشمن ہیں، بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سنت دشمن ہیں، جیسا کہ میں کو ہنسنا چاہتا ہوں، بلند قول کو گوش کرنا چاہتے ہیں، اور اللہ و رسول کے دین کی کچھ پروا نہیں رکھتے، اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے مجھ پر ادا کر لیا ہے اس کو انور کیا جانتے نہیں کیا جاسکتا، دوسرا دیکھا جاتے، یہ اپنی طرف سے ایک خواہجہ لائے گئے ہیں، اب مجھ کو بھائی اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اگر میں اس کا نہیں

۱۲۔ اس سے صاف معلوم ہے کہ صرف نجات پر صدق کذب کو قوت تھا جو ہو چکا، خانہ ۱۲

تو ضرور مجھے بچاتے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت متنازعہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں جو بڑا چارہ تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عاری یا تنگ تھی، بلکہ وہ قراب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے۔ اپنے بھائی کے لیے مجھے چھوڑ دیا، اور اب اس طرح کے بیسے سب ایک ہو گئے۔ جوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جاتے مگر تو آزادیا لیا کہ میں کو میں غرض سمجھتا تھا، اور میں کی لڑکی کے لیے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور میری وارث ہو۔ وہی میرے غلوں کے پیار سے، وہی میری عزت کے پیار سے، میں کہ چاہتے ہیں کہ غار ہو اور اس کا زوہ سید ہو، خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے تو وہیاد کرے۔ مگر اب تو کہ مجھے اگل میں ڈالنا چاہتے ہیں میں نے خط لکھتے کہ پرکار ہر شہر مت توڑو، خدا تعالیٰ سے خوف کرو، کبھی نے جواب نہ دیا، بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے غرض میں اگر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے، صرف ہر عزت بنی لی کے نام کے لیے جو فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دیوے ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا ہو۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتاحی نہیں، پھر میں نے جسری کر اگر آپ کی بیوی کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا، اور بار بار کہا کہ اس سے کیا جادار رشتہ باقی رہ گیا ہے، جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لیے اپنے غرضوں سے، اپنے بھائیوں سے، خدا نہیں جو سکتے ہر تار تارہ گیا کہیں مراجی ہو، یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں پیچیز ہوں، ذلیل ہوں، غار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے، جو چاہتا ہے کہ اسے۔ اب جب میں ایسا نہیں ہوں تو میرے بچے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے، لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے بارہ سے باز نہ آئیں، تو اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں، پھر یہ کیا کہ آپ کی خود خواہ ہے کہ میرا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی فرماتے کا میں میں رکھ نہیں سکتا، بلکہ ایک طرف جب خود بخود کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق سے لے کر نہیں دے گا تو میں اس کو مافی اور لا وراثت کر دوں گا، اور اگر میرے لیے احمدیج سے متنازعہ کرے تو میرا اور بندہ اور وہ تو میں بدل جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جو اب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لیے کو شیش کر دوں گا۔ اور نہ اہل ان کا مال ہوگا، لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ ہاتھ بڑھتے اور اپنے گھر کے غلوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک کریں۔ ورنہ مجھے خدا سے تعاقب کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لیے یہ تمام ہتھے نامے توڑ دوں گا، اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا، اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ وہاں میں رخصت ہونا ایسا ہی سب ہتھے نامے ہی فرم گئے، یہ باتیں غلوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں، میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

واقم خاکسار غلام احمد ازہر حیات، اقبل الحج، ۳۰ مئی ۱۸۹۸ء

کوہ مشطیہ ہے۔

والدہ بزمبلی کی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند دن تک احمدیج کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں چٹانے تعاقب کی قسم لکھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے ہتھے نامے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا، اس لیے نصرت کے واسطے نصرت ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو بھی تاکید کر دو کہ وہ وقت کر اور اس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد ہر عزت بنی لی کے لیے

کس طرح اور کون کس خطوں میں بیان کروں تاکہ میرے دل کی جنت اور عظم اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے
 مسلمانوں کے ہر ایک نزع کا اخیر فیصلہ ختم ہو جاتا ہے جب ایک مسلمان شہرہائی کی قسم کھاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت بی امان
 دل صاف کر لیتا ہے سو کون غلطی سے تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں باطل بن جاؤں کہ مجھے خدا نے تعالیٰ کی طرف سے
 ایسا حکم دیا کہ آپ کی دشمنی کو ان کا ہشت اس عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا نے تعالیٰ کی قسم میں دودھوں کی۔ اور آخر اسی
 جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور میرے سنے اس لیے میں نے میں خیر خواہی سے آپ کو جو کچھ کہ دوسری جگہ اس ہشتے کا کرتا ہوں
 خدا کے مذہب میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر ہوگا۔ اور میں اسب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں نہیں ہوں کہ
 اس ہشتے سے آپ انحراف نہ فرماؤں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لیے نہایت وجہ موجب حرکت ہوگا۔ اور خدا نے تعالیٰ ان بہتوں کا دروازہ
 کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں کوئی تم اور لڑکی کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی
 جگی ہے تو پھر کیوں اس میں غباری ہوگی۔ اور آپ کو شاید معلوم ہو گیا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہر ہر لڑکیوں میں مشہور ہو چکی
 ہے۔ اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا جو اس پیشین گوئی پر اطلاع رکھتے ہیں۔ اور ایک جہان کی اس طرف نظر
 کی جاتی ہے۔ اور ہزاروں پادری شہادت سے نہیں بلکہ حاکمیت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا تہ بھاری ہو لیکن حقیقتاً
 خدا نے تعالیٰ ان کو سوچا کہ گدے اور اپنے دل کی مدد کرے گا میں نے لاہور میں ہر معلوم کیا کہ ہر لڑکیوں میں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد
 اس پیشین گوئی کے غور کے لیے بصدقہ دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اور یہ عاجز جیسے لکھنا لا اقللہ
 مُحْكَمٌ قَوْلِي اَللّٰهُ اَوْ اِيْمَانِ لَا يَدِي وَيَسِيْرِي خُدَايَا تَعْلَمُ كَيْ اِنْ اِيْمَانَاتِ بِرُوحِ قَوْلِي اَسْ a

خاکسار اسحق عبدالغلام احمد علی مراد ۱۰۰۰ جولائی ۱۸۹۲ء

بروز جمعہ (۱۰ ذی قعدة ۱۳۱۱ھ)

ان خطوں سے عاجز ہے کہ میرا ہی اپنے اعزاء میں فحشاء کو پورا کرنے کے لیے عموماً قبولی حافض شیرازی سے

حفاظت سے غور و تدبیر کی خوش باش رہے۔ و ام تو دیوین چوں دگر ان مشہد آں را

اسلام اور قرآن کی کویش کیا کرتے ہیں۔ مگر چونکہ خدا نے دین کا آپ حامی ہے کسی ایسے ویسے ایسا دین کی حمایت پر نہیں

کی اعداد و حروف نہیں اس لیے جیسے مزاجی کو ناکامی ہوتی ہے۔ اور یہ بھی ایک سببی ہیں قطع التوبین کے۔ اسی۔

ناظرین خدا را انصاف سے کیا ایسی ہی نہیں گویاں کرنے والے کو مطلقاً (لا اقل من انصاف من قہمونی) کے نبی اور رسول بننے کا

حق ہے۔ جیسا کہ دینی صاحب اس ہشتاد سے پہلے ہی نے زور سے لکھ چکے ہیں۔ دیکھو قریب صفر ۱۸۰۱ء۔

۱۔ محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا نے تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔

لے جب ہی تو وقت کی طرح ہوئی ہے۔ ۱۴۔ آیت لفظ صانعہ التوبین اس کی شہرت گت دیں گے) کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۵۔

- ۴۔ انور علیہ ائیں پر ظاہر کیے جاتے ہیں۔
 - ۵۔ رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی دی کو بھی، دجل شیطان سے منترہ کیا جاتا ہے۔
 - ۶۔ صغیر شہریت ائیں پر کھولا جاتا ہے۔
 - ۷۔ وہ بعینہ انبیاء کی طرح، انور ہو کر آتا ہے۔
 - ۸۔ انبیاء کی طرح ائیں پر فرمل ہو تاکہ کہ اپنے تئیں، باوازند ظاہر کرے۔
 - ۹۔ اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک توجہ سزا ضرر رہا ہے۔ اور تہوت کے صہنی بجز جس کے اور کچھ نہیں کہ انور مذکرہ بالا اس میں پاتے جاویں۔ انتہی بعد اتر۔
- امروہی صاحب کیا پیشین گوئیاں آورو گاتیں جسے ٹکڑا زور دے آپ کے پیغمبر کی نعت پر اور آپ کے ایمان پر خاک نہیں ڈالتیں۔ اگر چشیں گوتی بھی بچی بننے اور دعا بھی مستجاب ہو تو کیا فرمان خاتم النبیین کے بغلاف آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی جو بھی سکتا ہے؟

سوال

بعد ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نبی یا رسول صاحبِ شرح جدید نہیں ہو سکتا۔ کما قال الشیخ الاکبر فی الباب الثامن والستین وهذا معنی قوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان المرسلات والنسوة قد انقضت فلا رسول بعدی ولا نبی ائی لا نبی بعدی یكون علی شرح یخالف مشروع الا اور قادیانی نبوت اور رسالت غیر تشریحیہ کا مدعی ہے۔

جواب

پہلے گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ کو ہارون علیہ السلام سے تشبیہ فرمائی کہ انا نبی لا نبیۃ بعدی کے ساتھ نبوت کی نفی کر دی ہے۔ اُس کے ہارون کی نبوت غیر تشریحی تھی۔ میرے موسیٰ شریعت سے الگ کوئی شرع ان کے پاس نہیں تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نبی غیر تشریحی بھی نہیں ہو سکتا۔ رہا شیخ الاکبر کا قول سورۃ قادیانی کو غیر ہے مفید نہیں کیونکہ وہ اسی باب میں مبنی بن مریم کو بعینہ بغیر کسی مثیل کے نفاذ بعد انصری زمین پر آتے ہیں۔ دیکھو اسی باب کا صفحہ ۲۷ جس میں لکھتے ہیں۔ ابقی اللہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الوسل الاحیاء باجساد وھو فی هذه الدار وقد نیاں نشہ تلی ان قال وابقی فی الآل من ریح الیاس وعینی وکلاھما من المومنین۔ اور نیز حضرت شیخ کو کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام نبوت کے تحقق کا قوف فرماتے ہیں۔ مگر نبی کہنا اور کہنے کو جاتو نہیں دیکھتے۔ چنانچہ اسی باب کے صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں۔ فسد ما باب اطلاق النبوة علی هذا المقام۔ اور نیز فتوحات کے ضل تشہید میں فرماتے ہیں۔ (فانہ لو عطف علیہ لسلو علی نفسه من جهة النبوة وھو باب قد سداً للہ کما سدا باب الترسلات من کل مخلوق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی يوم القيامة) یعنی اُس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت اور رسالت کا دروازہ مہر مخلوق پر بند کر دیا گیا۔

سوال

قادیانی کی اس قدر متفقہ تفسیر کس طرح مجبویٰ کہی جاویں۔

جواب

پہلے ہمیں وہ تفسیر کہہ گئے ہیں کہ کبھی شیطان انسان کے قلب پر بکاتے کے لیے کوئی مضمون خاص ڈالتا ہے اور کبھی امر عام جس سے نتائج عجیب و غریب نکلوا آتے ہیں جیسا کہ حاضرین نے یہ میں قادیانی صاحب نتائج نکال رہے ہیں۔ قال الشیخ الاکبر

علامات ظہور مہدی

نہیں ہیں پر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہوگا کہ مروی صاحب اپنے اس قول (وَأَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَآلُ مُحَمَّدٍ) کا لہجہ بعد ازاں میں تب ہی صادق سمجھے جاویں گے جب کہ قادیانی صاحب کو نبوت کے دعوے میں کانٹا نہیں اور مشاہیر معتقد کے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو طعن رازق جانیں۔ مغزین کو معلوم ہو کہ قادیانی صاحب نے اپنے مسیح کو دعوے پر اس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کیا ہے جس میں خشوف اور کسوف رمضان مبارک میں جمع ہونا نزول مسیح کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ میرے دعویٰ کے ثبوت میں یہ دونوں باتیں جمع ہو گئیں۔ دیکھو مکتوب عربی صفحہ ۱۷۷۔ ایسا ہی اس نبی کے مومن مروی صاحب اپنی کتاب شمس باغہ صفحہ ۵۸ پر فرماتے ہیں۔

قولہ شمس باغہ ص ۵۸ میں کہیں وہ چاند گرہن کا یا مبارک رمضان شریف میں جو نشانِ حدیث مہدی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسبِ اہمادیت میں مندرج تھا جب کہ سالہ جوں واقع ہوا تو تمام دنیا میں پیشہ وقوع ہی سے اس کا شہرہ ہو گیا تھا۔ جیتے دلوں اور مجتہدوں نے پیشہ وقوع سے ہی اس کو شائع کر دیا تھا۔ اور بعد از وقوع کو کوئی جیستی بھی نہ رہی ہوگی جس میں اس کا ہر چا واقع نہ ہوا ہو۔ انب کس کی مجال ہے کہ اس کو جھٹی کرے۔

اقول۔ وارفتنی میں محمد بن علی سے مروی ہے کہ مہدی جو محمد کے حضور کے بیٹے دو ایسی علامتیں ہیں جو ابتداء پر ہدایتیں آسمان وزمین سے کہیں واقع نہیں ہوتیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور نصف رمضان میں کسوف آفتاب ہوگا۔ ان للہدیٰ آیتیں لیسونکونامنخلینالسمواتوالارضینکسفالقمر فی اولی لیلۃ من رمضان وتکسف الشمس فی نصفہ منہ۔ الخاف فی اولی لیلۃ من رمضان۔ لکما ترجمہ لڑکے بھی مانتے ہیں کہ رمضان کی پہلی رات یعنی پہلی رات رمضان میں خشوف ہوگا اور رمضان کے پندرہویں دن کو کسوف۔ انصاف زمانہ کی وجہ سے چونکہ ہلال کو بھی قرآن طبع خشوف عارض ہوگا۔ تو گویا ہلال قرآن۔ لہذا اس حدیث میں قرآن طبع بھی پہلی رات کے پانچ پر گیا۔ چنانچہ تیسرے زمانہ کی وجہ سے قرآن طبع کے ایک دن واسلے کو چڑھا کما جاسے گا۔ سو یہ سچ واقع نہیں ہوا۔ اور نیز نزول مسیح کی علامت نہیں۔ بلکہ ظہور مہدی کی علامت ہے کہ بر خلاف عادت زمانہ اور بغیر حساب سبحان رمضان کی پہلی رات مسیح خشوف ہوگا اور اسی کی پندرہویں کو کسوف ہوگا اور یہاں تک کہ علامت ظہور مہدی کی وقوع میں نہیں آئی۔ ایسا ہی باقی علامات بھی آج تک ظاہر نہیں ہوئیں۔

۱۔ قریب ظہور مہدی کے دیا ہے قرأت کل جائے گا۔ اور اس میں ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

۲۔ آسمان سے ندا ہوگی کہ ان الحق فی ال غنم۔ لے لوگو حق آل محمد میں ہے۔

شناخت مہدی کی علامات

۱۔ اُن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرتہ۔ بیچ اور ٹکڑے ہوں گے۔ یہ نشان بعد ازاں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

امروزی صاحب

بدوز و طبع دینہ ہوش مند

یائوں گھو

”اذاں یہ کہ چاہیے بود شمع گسار“

کے مبداء، اور ان جیسے دوسرے حضرات جو حق بین والی نگاہ سے انور ہو کر اُفتخیم پر پہنچنے والے قدم سے قدم ہیں ان کو عزتِ اسلام سے سزا بہتہ بہت

گنجان دستمندان و کورلین و شل

پڑا تھا کہ ہشتاد در آن جا غفل

انتہی تر کر دو کرنا نہ سے کیں۔ فمجبوراً میں جعلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حدیثی حلقہ کو بالعموم میں نہ دے دوں
وہی نہ آپ نے مکمل خیر خواہی سے یہ بات تفصیل فرمائی۔

نزول مسیح ابن مریم کی متعلقہ احادیث

آبِ نَافِثِیْنِ نَزُولِ مَسِيْحِ بْنِ مَرْيَمَ كَيْفَ اُصْدِیَتْ كَوْفُیْ مَلَا حَظَّ فَرَاوِیْنَ .

۱۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اذنی کے درمیان کوئی نبی نہیں تھا۔ اور وہ تم میں نزول فرماویں گے۔ جب ان کو دیکھو تو اس شخص سے پہچان لو۔ قہ درمیان رنگ سرخ و سفید لباس زردی مائل ہوگا ان کے سر سے باؤ و تر نہ کرنے کے پانی چٹکا ہوگا۔ وہ دینِ ہدایت کے لیے لوگوں سے جنگ و قتال کریں گے۔ حبیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ غلے سے تعالیٰ ان کے زمانہ میں تمام مہاسب کو محروم کرے گا۔ صرف اسلام باقی رہے گا۔ وہ دعائ کو چلاک کریں گے۔ اور زمین پر چالیس سال تک قیام فرمائیں گے اور پردات پائیں گے۔ اور دشمنان ان کے جنتِ اذہ کی غنا پڑھیں گے۔

۲۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور قیامت تک قلاب رہے گی۔ پس مینی ابن مریم اتریں گے تو میری امت کے لیے نماز پڑھائے۔ وہ فرمائیں گے نہیں۔ تم ایک دوسرے کے باہر خدا نے اس امت کو یہ بزرگی دی ہے کہ پیغمبر بنی اسرائیل امت محمدی کے پیچھے اقتداء کریں گے۔ شلم کی یہ حدیث جو حدیثِ جاہلہ سے واضح طور پر بیان کرتی ہے شلم کی دوسری حدیث کو جو روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ کتب اذ انزل فیہم ابن مریم و اما مکر منکون فی و اما مکر منکون سے دوسرا شخص مینی بن مریم کا مفاخرہ کر رہا ہے۔

۳۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں شبِ ہجران میں ابراہیمؑ کو منیٰ دھن سے بلا قیامت کے بارہ میں گفتگو ہونے لگی۔ فیصلہ حضرت ابراہیمؑ کے سپرد ہوا۔ انھوں نے کہا مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ پھر حضرت منیٰ پر بت ڈالی گئی۔ انھوں نے کہا۔ مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ پھر حضرت مینی پر اس کا تعصیف رکھا گیا۔ انھوں نے کہا قیامت کے وقت کی خبر قرآن سے تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ ہاں خدا نے تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ حد کیا ہے کہ قیامت سے پہلے وہاں نیلے گا۔ اور میرے ہاتھ میں شمشیر رکھا ہوگا جب وہ مجھے دیکھے گا تو کہنے لگے گا۔ جیسے عالمِ کچل جاتا ہے۔ تاہم ذرا ہر کسی سے پوچھیں کہ کیا شبِ ہجران میں آپ ہی تھے۔ اور اگر آپ کے مینی بن مریم نے نزولِ برزوی بصورتِ قادانی سے خبر دی تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نزولِ برزوی بصورتِ قادانی سے جیسا کہ آپ کا مرقوم ہے کیوں نہ خبر دی۔

۴۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے خدا پاک کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک قریم ہے کہ ابنِ مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے۔ حبیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جزیرہ کو اٹھائیں گے۔ مال کی کثرت

ہو جسے گئی باور زور مال کو کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ تمام دنیا اور دنیا پر کے مال و متاع سے ایک سہرا کرنا اچھا معلوم ہوگا۔ اگرچہ پڑھتے تھے۔ اگر تم ارشاد نبوی کے ساتھ قرآن سے لڑیں چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ وابت جن اهل الکتاب الا انکم تظنون انکم متواترین۔ (مسند، آیت ۱۵۹)

۵۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین میں پالیس سال قیام فرمادیں گے۔ اگر وہ پھر علی زمین سے کہہ دیں کہ شہد ہو کہ ہر جاؤہ برسچے۔ پہل حدیث، ابو داؤد، دوسری مسلم، تیسری مسند احمد، چوتھی بخاری، پانچویں مسند کی ہے اور مختلف صحابہ سے مروی ہیں خاتم المؤمنین امام شوکانی نے کتاب التوہیح میں ان احادیث کو مستور کر رکھا ہے۔

خصوصیات زمانہ نزول مسیح علیہ السلام

- ۱۔ ان کے زمانہ میں جزیرہ دنیا جیسے گا کیونکہ مال کی مسلمانوں کو کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ آج کے عیسیٰ بننے والے خود ہی چند کے (کبھی تو مکمل منارہ اور کبھی بہ ہمارے تعینات اور کبھی بذریعہ مسافر فرائض) بھرتا ہے۔
- ۲۔ مسلمان اپنے مال کی زکوٰۃ بچائے گا۔ اور اسے زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ بچے گا۔ سب رسول اور توکمر ہوں گے۔ آج دنیا کی تمام اقوام میں سب سے زیادہ غنیمتیں اور غریب مسلمان ہیں۔ زکوٰۃ دہندگان نہایت ہی قلیل ہیں۔
- ۳۔ آپس کے بغض اور عداوتیں جاتی رہیں گی۔ سب میں اتحاد اور محبت قائم ہو جائے گی۔
- ۴۔ فہریت جانور کا زہر یا آسے گا۔ خوش میں سے دھندگی بھل جائے گی۔ آدمی کے بچے سانپ کچھو سے کھیں گے۔ ان کو کچھ ضرر نہ ہوگا۔ بھینز بکری کے ساتھ پرے گا۔
- ۵۔ زمین مسیح سے ہر جاؤہ سے گی۔
- ۶۔ زمین کو کھم کو گا کہ اپنے پہل پدا کر۔ اور اپنی برکت لوٹا دے۔ اس دن ایک اندر کو ایک گرد دکھائے گا۔ اور اندر کے چمکے گا۔ جنگ مابین ان کے سایہ میں نہیں گے۔ دودھ میں برکت ہوگی۔ یہاں تک کہ ایک دودھ دار اونٹنی آدمیوں کے بے گروہ کو دودھ دار گائے ایک برادری کے لوگوں کو، اور دودھ دار بکری ایک جتنی ششوں کو گناہت کرے گی۔
- ۷۔ گھوڑے سستے نہیں گئے۔ کیونکہ گوان زار سے گی۔ بیل گناں قیمت ہو جائیں گے کیونکہ تمام زمین کاشت کی جائے گی۔

سیرت مسیح

- ۱۔ عیسیٰ علیہ السلام حاجت سہر و شوق میں مسلمانوں کے ساتھ نماز عصر پڑھیں گے۔ پہلی وحشی کو ساتھ لے کر طلب و دہال میں رہتے۔ مکینہ سے چلیں گے۔ زمین ان کے لیے جیسٹ جاؤہ سے گی۔ ان کی نظروں کے اندر گاؤں کے اندر لوگ اتر کر بائیں گی۔
- ۲۔ جس کا ذکر ان کے سانس کا اثر پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا۔
- ۳۔ بیت المقدس کو بند پادیں گے۔ دہال نے اس کا حاصر کر لیا ہوگا۔ اس وقت نماز صبح کا وقت ہوگا۔
- ۴۔ ان کے وقت میں یحییٰ بن یونس مارجع فرود کرے گی۔ تمام مشکی و تری پر پھیل جائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے۔
- ۵۔ یرد منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدعوں ہوں گے مسلمان ان کے ہزارہ کی نماز پڑھیں گے۔

۶۔ وہاں کو باپ نہ قتل کریں گے۔ اس کا خون اپنے نذر پر تو گوں کو بکھلا دیں گے۔

مردی صاحبہ دعویٰ کرتی تھی کہ اس سے بڑھتے رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔

تاریخ کو بعد کو خط مضامین امداد میں محمد زکریا ہلاک کے کاغذ میں نصف التقدیر داغ ہو چکا ہے کہ مسیح موعود وہی مسیح ابن مریم ہے۔ یہ پیشکش اس کے بعد اس قلمی نذر ہوئے اس نبی اللہ کے امداد میں نذر سے شوم احمد کا وہی خبریہ بزرگ مرنے میں ہو سکتے ہیں کسی بغیر امداد میں اگر مجاز و تشبیہ و استعارہ بھی ہو تو اس پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ یہی ابن مریم کے خط سے مجاز و طیر کے طور پر تدوین کیا جاسکے۔ کیونکہ یہاں پر قرینہ صاف ظہیر اللہ لا موقوف ہے۔ ہر صاحب کا اجتماع کثوف و شوف کو جہدی کے خطوط کے علامات میں سے ہے۔ اسی ایک قطع میں نہیں آیا کہنا کہ مسیح موعود ہونے کے لیے دلیل ضرور اس پر مبنی ہے کہ ان کے نزدیک مسیح موعود اور جہدی موعود ایک ہی شخص ہے۔ اور اگر امداد میں مسیح سے داغ ہو چکا ہے کہ مسیح موعود قابل مریم خدا کا نبی ہے جس کے آواز میں حضرت علیؑ علیہ السلام و آثار و کم کے درمیان کوئی کمی نہیں ہوا۔ اور جہدی اپنی نسبت نبوی سے ہوگا۔ ہر صاحب بعد اجتماع کے کامیابی کا احساسی کے ساتھ مستحکم ہیں۔ مگر یہ استدلال بالکل طبعیت اور لوہن میں حجت العین کی ہے، کیونکہ اقل تو یہ حدیث حاضر زکریا کے موعود و مقرراتی ہے۔

دو قسم کے اس کی مگر باجہ سے اخراج کیا ہے۔ حالانکہ وہ ابن باجہ الی امام کی حدیث میں تصریح فرمادے ہیں کہ یہی کسی نذر کے وقت بیت المقدس میں ایک رجل صلح نذر کی حاجت کر رہا ہو گا کہ کہتے ہیں مسیح کا نذر ہو گا۔ اور وہاں پہچانے پاتوں پر پتہ چلے گا۔ مگر یہی آگے نہ بڑھے۔ اور یہی شخص ہے امام محمدؑ کی حدیث کا جو ہر وایت ابو ہریرہؓ کا ہے۔

سوم۔ بعد تیسرے قسم کے جو کہ یہ مقرر ہے حدیث طویل کا جو انتساب و تقریر زکریا کے بارہ میں فرمائی گئی۔ اور اقل اس کے وہی نذر و اس کے اعلیٰ شواہد الناس (ترجمہ۔ بزرگ قیامت قائم نہ ہوگی مگر اوپر شریوں کے) کے بموجب ہے۔ لہذا اسباق و سباق کے لحاظ سے مسیحی یہ آواز کوئی بدایت یا ختم نہ ہو گا۔ بغیر یسعی کے یعنی قیامت کے قریب بغیر یسعی میں مریم اور اتباع اس کے سب شری ہوں گے۔ لہذا (شری) کا جو معنی ہے شری، صاف بتو رہا ہے کہ جہدی سے مراد یسعی و یسعی میں ہیست یا قہ ہے نہ یسعی۔

قولہ۔ ع۔ یا شافعیہ مسیح موعود امداد میں آیا تھا۔ بذریعہ بزرگ ہر سال، اشتہادات کے ایک عالم میں مستحق ہو چکا۔ حتیٰ کہ زکریاؑ نے اس کا عکس کچھ کر ایک دنیا میں شائع کر دیا۔ اب یہ عکس کنی پوشہ کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اقول۔ علیہ مسیح موعود مع سائر خصوصیات کے جو بغیر اس نبی اللہ کے کسی پر تحقیق نہیں ہو سکتا۔ بذریعہ ہستی کتب صفحہ اول تحقیق کے جو ان تک حدیث میں متداول ہیں شائع ہو چکا۔ برخلاف اس کے اگر کوئی زکریاؑ نے اس سے تصویر کھینچا تو اس سے مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ سب تھیں، مقررہ اللہ رسول کے خصوصیات کا صفحہ حاصل کر سکتا ہے۔

قولہ۔ ع۔ اس مگر ہم تصویر کے جائز اہم جواز میں کچھ مشکوک نہیں کرتے۔ ہاں مخالفین کو اس قدر متنبہ کیے دیتے ہیں کہ یہ تو سب کو معلوم ہو گا کہ تصویر کی حرمت غیر ہے۔ حرمت لہذا نہیں جیسے کہ بت غازی میں جانا بحرمت لغیرہ حرام ہے۔ بہت پرست جو بت غازی میں بت پرستی کے لیے جاتا ہے اس کو بت غازی میں جانا بھی حرام ہے۔ لیکن بت شکن کو بھی بت غازی میں جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر اس کو بت غازی میں جانا بڑا ثواب ہے۔ یہی کتابت راہ از کجاست تا بہ کجا۔ و نسیم باقی۔

احمد و بھل در بت غازی دست در میان این دوں فرقیست نفی

اقول۔ اللہ ۸۔ ع۔ و شواہد مسیحیہ زکریاؑ

آپ نے مرزا صاحب کے محکم کیلئے جو جب حرام ٹھہرا کر گو کہ لغیر ہوسکتا تھا جس جانتے کے ساتھ تشبیہ دی تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میرا کہبت غاصر میں جانا درست کھنی کے لیے جائز اور نہت پرستی یعنی بتوں کی تعلیم کرنے کے لیے حرام ہے۔ ایسا ہی مرزا صاحب کی تصویر کی طرف جانا تصور کھنی کے لیے جائز اور تصور پرستی یعنی اس کی تعلیم کرنے کے لیے حرام ہو گا۔ اور ظاہر ہے کہ تصویر کا جانا اور اس کا رکھنا تعلیم اور برکت دینے کے لیے ہے نہ اس کے توڑنے اور حقیر کے لیے

آوردہ بوجہ درجست حضرت زکریاؑ بریکے راقہ بد آنی نہت پرست
بُت تراشی آذر از بتسیم خود ۔ سجدہ فرجس از عظیم خود

مولانا دہم صاحب کا شعر ہاں پر ہے مرقہ نقادہ پیش نقابت وہ از کجاست تا کجا
قولہ ۔ مٹا یا قادیان کا جانب شرق دمشق ہو نا جو علم جعفرانیہ سے ہم نے ثابت کر دیا ہے۔ وہ تمام نقشہ جہت میں
بکتا جواسے کیا اب اس کو کوئی ذکر سنا ہے گا و عاشا و غیرہ۔

اقول شرقی دمشق چونکہ فوساں حسن دانی حدیث کا مکرر ہے۔ اور مرزا بھی اس حدیث کی نسبت کچھ پکے ہیں کہ اس
کے مضامین عقلی، شرع، توحید کے خلاف ہیں۔ لہذا مرزا صاحب کا استدلال اس حدیث سے اور آپ کی جافشانی جس پر بڑے کے بھی
ہنسی آڑا ہے اس میں عقل، شرع، توحید کے خلاف ہو گا۔ اور مرزا جب کہا جاوے شرقی یعنی یا شرقی لاہور، تو وہی یا لاہور کے منافع
قریب سے کوئی جگہ جو جانب شرق میں واقع ہو، مراد ہوتی ہے۔ نہ یہ کہ ہزار پا کوس کے فاصلہ پر جو کہ شرق میں واقع ہو وہ مراد لی جاتے
ہیں۔

چہ خند ہائے سحر نہ ہر خود غنی
تمام مرصہ قیامت محکم مسد و گیر

نیز دمشق سے اگر خط مستقیم میدھا جانب شرق کو کھینچا جائے تو لاہور ملے گی اور غیر وہی راستہ میں چلتے۔ دیکھو نقشہ ایشیا
مرتبہ و مرصہ جلد اس سر کا دی۔ دمشق سے جانب شرق اگر ایک خط مستقیم کھینچا جائے تو حسب ذیل مشہور مقامات سے جوڑ کرے گا۔
تبریز، بخیر، خرمز، جیل، شمالی جند ترکستان، بیلہلو، کوہ اطلاق، صحرائے منگولیا، جنوہ چوریا۔ تب آپ اگر مشرق میں کوکھول، کرغیز، اصف
مناظر کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ خط مذکور قادیان سے بجانب شمال ہزار میل سے بھی زیادہ فاصلہ پر گذرنا ہے پس مرزا صاحب
کو تو اس کی جوا کا پینٹ بھی ناگہن ہے۔ تب اصف فرمائیے کہ کیا حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول آپ کے دوسرے کی فوری
دلیل نہیں ہے؟

ترسم نرسی کیجہ آسے احراری کیں راہ کو تومیردی بہ ترکستانی است

فلا سید صاعری طور پر چھوڑ دو اور اگر وہ ارض کا لٹاؤ کہ تو بھی دمشق اور قادیان ایک عداوت میں واقع نہیں ہوتے بلکہ
قادیان سے بجانب شمال جوڑ کرے گا۔

شمس البتہ اپر قادیانی کے اعتراض اور ان کے جواب

قولہ: مشہدہ مکرین کے لیے کوئی دلیل محکمہ و انکار کی بھی نہیں مل سکتی، ہاں صرف یہ بہانہ ہے کہ مجاز و تشبیہ و استعارہ کو ہم نہیں مانتے اور اس کو قطعاً غامضی پر محمول کرنا چاہتے ہیں، مگر یہ طریقہ انکار انھوں نے ایسا قبیح اختیار کیا ہے جو مخالفت سے قیام عداوت کتب آسمانی اور عداوت قرآن مجید دشمنی سمجھ کے، بلکہ عداوت کل انسانیت عروج دنیا کے بھی خلاف ہے۔ اہل
اقول: اور معلوم ہو چکا ہے اور معلوم ہے کہ عام و واسطہ و سابق و اہتمامات آپ کی جماعت کو حقیر کی طرح سمجھا کے ہیں کہ قرینہ صادر فرما کر تحقیق کرنے کے لیے سے ہی منع ہو گا ہے تو مجازی کس طرح عند قیام القرینہ الصادر فرما ہو سکتا ہے۔ احادیث نزول میں جو کچھ مسیح ابن مریم کا متعین افراد ہونا شہادت سیاق و سباق و خصوصیات زمان میں انھیں انھیں ہے، اور اسی لیے اہل طعن آج تک احادیث نزول سے وہی کسی بن مریم ہی کہتے چلے آئے ہیں، تو ظاہر احمد قادیانی جیسی بن مریم سے مجازاً کس طرح مراد ہو سکتا ہے، آپ ہی اگر مجازی کی طرح یافعی جن انھیں فی الحقیقہ آتھم لکھتے آتھم، اب وہ یاہنقی حدیث کا مجازی طور پر معذرت نہیں تو بغیر از قاعدہ مقررہ مذکورہ بالا کون روک سکتا ہے۔ اب تو آپ کی جماعت میں سے کچھ دار لوگ تاہب ہو کر مجازی اور آپ کے دعوہ استناد پر برسرے آتے ہیں آپ خواہ مذہب و شمار انھیں یا اشتہار یا تعینات کے خلاف واقعہ اپنے نئے منہ کی ترقی ثابت کریں اگرچہ اور کبھی اپنے پردوں سے آفتاب کو چھپا نہیں سکتی۔ ہاں صرف اسی پرورشہ ہو جاوے تو ہو جاوے، دفعو ماضی ملحقہ، دلائل اہمیت ان بابا للشمس۔ غلط و اہمیت صلیحہ جاحلہ لہ ترجمہ۔ جب تکئی مروج کو چھپا ہوا جاتی ہے تو اس کے سامنے دو پھیلا دیتی ہے۔

قولہ: صحت۔ مگر جب یہ خاکسار وطن عرب سے اہل مغربی سترہ برس بعد مہمان کاہان پہنچا تو بعض اہل احباب کی زبانی جو حضرت جبریل شاہ صاحب سے متعدد دینی کوڑوں کو داخل سلسلہ اہلیہ مسیح موعودہ ہمدی موعودہ ہوتے ہیں مٹا کر ایک رسالہ شمس البتہ فی اثبات حیات مسیح تألیف ہوا ہے، اور یہاں ہی اس کا بڑا شور وغل ہو رہا ہے، جب دریافت کیا کہ وہ رسالہ کس سے ہے تو قادیانی میں کہیں اس کا پتہ نہ ملا، اور کیونکر مل سکتا ہے کہ یہاں پر وہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے جس کے سامنے نام کے دھام کے تمام آفتاب کھٹکتے ہیں۔ یہ تو ہم کو ہی شمس ہے دھام کا اور قادیانی میں کیونکر طلوع ہو سکتا ہے۔ بشر۔

افلتت شعوس الاکابرین و شمسنا

ابداً علی افق العسل لا انقراٹ

اقول: آپ کا قادیانی سے جانا جس طرح انھیں انھیں ہے کہ وہ ہم موعودہ کی وجہ سے ہمارے ہاں ہو کر جانا بڑا تھا، اسی طرح چرانا آپ کا انھیں دھام موعودہ کے لیے ہے۔ اس سے عرب، قادیانی، اہل مکہ کے کتب و کتب میں شمس البتہ فی اثبات حیات مسیح تألیف ہوا ہے، اور یہاں ہی اس کا بڑا شور وغل ہو رہا ہے، جب دریافت کیا کہ وہ رسالہ کس سے ہے تو قادیانی میں کہیں اس کا پتہ نہ ملا، اور کیونکر مل سکتا ہے کہ یہاں پر وہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے جس کے سامنے نام کے دھام کے تمام آفتاب کھٹکتے ہیں۔ یہ تو ہم کو ہی شمس ہے دھام کا اور قادیانی میں کیونکر طلوع ہو سکتا ہے۔ بشر۔

آج تک سردار محمد بہاریم خان صاحب کان سے وہ سلسلہ جو ذریعہ اس خاکسار کے ہوا تھا موجود ہے شمس الہدایت اسم ہاشمی
سب رسائل مؤلفہ سے خود کا نام طور پر منسوب کیا۔ کیوں نہ ہو علاوہ تہذیب عالم کے خیر و برکت ہی ساتھ ہی لکھا ہے جس کی روشنی اور
فوسے بزار کا مکتبہ ان داوی برزانیہ مرزا شعیب پر آئے۔ یہ وہ حصہ ٹوٹی ہے جس نے تھارے تیس سال کے بعدوں اور
شعبہ بازیوں کو دفعہ ہی نکل لیا۔ بعضی جہاں آباد کاپی نویس یعنی انبار نویس چودھویں صدی کو معلوم ہے کہ مصنف غلام احمد تھارے
میں اوقات فاضلہ میں ۹۔ اور ۱۲ شعبے کے مابین وہ انارہانی گنڈہ یا کم دیش میں روزمرہ کاپی نویس کو حسب الطلب مضامین دیتا۔
اس رسالہ کو آخر نویس کی محنت خیال کرتا۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔ اور آپ کی محبت کا سرخوش ہے، بالکل غلاب واقعہ اور آپ
لوگوں کی بڑی یابیوں کو کہ لیا تھی کی دلیل ہے۔ اس رسالہ کو آخر رمضان میں طبع سے نکلتے ہی جناب مولوی محمد غازی صاحب نے
سب سے اعلیٰ قادیان میں ہر زمانہ سب کے پاس بھیج دیا تھا جس کی رسید کی خبر مجھے مرزا جی کے ایک فریڈ ساکن راولپنڈی سے بعد
از عید رمضان گرفتہ میں پہنچی۔ اس نے بیان کیا کہ میں قادیان سے عید کے بعد روانہ ہوا ہوں اور میرے سامنے مرزا جی کا بذریعہ فلک ایک
کتاب ملی تھی جس کا نام شمس الہدایت تھا۔ حاضر ہی مجلس مرزا جی سے اس کتاب کے بارے میں پوچھتے تھے مگر مرزا جی اس وقت شکر
بورہ تھے میں کہنا چوں گویا میں وقت اس شجر کا نمود ہو رہا تھا۔ شعر۔

افلت شکوس القادیان وشخصنا

ابداً احلیٰ افاق العلیٰ لا تعرب

ترجمہ۔ قادیان کا سورج ڈوب گیا لیکن ہمارا سورج کبھی غروب نہ ہوگا۔

شمس الہدایت میں پہلے ہی جتنا ناظر قید کا سامنے استغفار کیا گیا ہے ہمزائے کی ضرورت میں اور پھر جو جوابات ملتے
فرماتے تھے ان پر بھی ہمزائے کیا گیا ہے شخصہ لکھا ہوا۔ اصل ہمزائے اور شیخ اگر تقدس ہمزائے علامہ تھارے زانی و مرزا شعیب کے
جواب کی تردید صرف مرزا صاحب کے فضائل کی بے لیاقت دیکھنے کے لیے تھی۔ علامہ کو بھی جواب اصل ہمزائے کا اور ایسے ہی
تردید ہمزائے کا جواب ہون اللہ وقتہ اسناد کیا گیا ہے۔ جو طبعی طور پر باقتساب شدات دیتے ہیں کہ مروی صاحب نے جو
جواب لکھا ہے وہ بالکل مادہ ہمزائے کی قطع نہیں کرتا۔ صرف لفظی اختلاف فی وجوہ پر علامہ رازی و شارح واقف و فیرو
کے دلائل کا ترجمہ لکھا ہے۔ اس لیے شک ایک دفعہ ایسے ہی جن کو وضع ہمزائے میں واقعی دخل ہے تحقیق اکتی ہے اگر طبعی
کی طرح لکھ دیتے ہیں مگر وہ بھی مقدم تشریح اس کی یہ ہے کہ اس کے بعض اجاب کا لہذا ب نے ہماری کتاب مثنیٰ پر تحقیق اکتی جو
قبل ان میں جواب میں ایسی ہمزائے دیکھ کر کسی کی تھی مروی صاحب کو پہنچائی۔ باوجود اس کے پھر بھی جواب دینے میں ناکامیاب
ہی ایسے سال بھر ہاتھ پاؤں ہلاتے رہے مگر بقول سعدی علیہ الرحمۃ۔

چو گادے کہ احصا پیش بہ بست وادان تا پش شب ہماں جا کہ جست

جہاں تھے وہاں ہی پہلے شیخ اکثر اور دفعہ مرتقا زانی کے جواب کی تشریح بھی ملنی تھی ان کی طرف سے جواب دینا تو درکنار ہا۔
مروی صاحب صفحہ میں لکھتے ہیں کہ مختصر ما جواب اکثر تو بطور معارضہ بالطلب وغیرہ کے اندر میا ہا و تیرہ روز کے تحریر کیا گیا تھا
بجلا صاحب مولوی نور الدین صاحب کے شاگرد رنگ آبادی وغیرہ حضار قادیان موجود تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ نے کئی دفعہ کہا
کہ اگرچہ ان حضار اور ذات و شمس الہدایت کے مطالعہ میں بیوقوف تھے۔ اور آپ کا یاد ہوگا کہ مطالعہ میں جس وقت کچھ نہیں ہی
پڑتی تھی تو کہتے تھے کہ اسے ظلم کیا غضب کیا۔ دریا کو کوزہ میں بھر دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو پھر بارہ تیرہ روز لکھا کیسا

ناپاک جھوٹ ہے۔

انجیل اللہ فرزندِ مہرِ مہرور کو اس تحریر میں اس کے صرف چند حالات کو متحقق جواب کے میں ظاہر کرنا منظور ہے۔ وہ نہ کوئی فقیر اس کا علاوہ بطلانِ مضمون کے خلاف مصطلحاتِ معلوم آکر سے غلط نہیں، آدہ یہی ناظرین کو معلوم ہو کہ ہم امر دینی کی غلطیوں کی طرف جن سے اس کی کتاب کے غلطوں کے مسئلے جڑے ہوئے ہیں تو توجہ ہو کر تفسیرِ اوقاتِ ذکر کریں گے بلکہ سن اسلام و امر و ترکِ کفر و عیسیت کے مطابق جملا محترم مضمون اس کے مضامین لافِ آمودہ کا جواب ہو گا بغرض تو صرف اسی قدر ہے کہ امر دینی صاحبِ کافہ و دانا و مکرر ان غلطیوں پر جو اس نے لکھتے ہیں جاتا ہے۔ ہاں بعض جگہ ملامن آمودہ اشعار و فقرات اس کے بالقبہ اسی پر وارد کیے جاتیں گے بشیر ہے

اشتاق القدر عندی فی السور

تیقن عنہ صاحبہ انتقا

قولہ: صفوہ پھر آپ کا شمسِ ہدایت کی کوثرِ مبلوغ ہو سکتا ہے۔ مگر جب سورجِ ہدایت کا غروب ہو جاتا ہے تو پھر بعد ابقائے بل بدعت کے شمسِ ہمدرد کا ملبوع کیا کرتا ہے۔

اقول: شمسِ ہدایت کے غروب اور بل بدعت کے زمانہ میں جب جھوٹے نبی آمد کرتے ہیں تو پھر حسبِ قول آپ کے شمسِ ہمدرد یعنی محمد اسلام اور ان کی تصنیفات کا ملبوع ہونا ضروری تھا۔ اپنی محمدی حدیث و حدیثِ ائمہ کے بارہ یک شیعہ کلمہ فتنہ کے تین سو بار عرصوں باب میں لڑاتے ہیں، وھاذا فیہ من الرقیۃ وبعثوہ مع الرسل کا لحد ثون الذین یؤمنون الاحادیث بالاسانید المتصلة بالوصول علیہ السلام فی کل امیۃ فلیحفظ فی الرسلۃ وھو فعلۃ اوی وھو دینۃ الانبیاء الا یہ سب کچھ تو جھوٹ ہیں، پھر آپ کو کیا طہر سے فتنہ ہو۔

قولہ: صفوہ ۲۷ کے الفاظ مشورہ کنت سمعہ کی بھی صحت باطلی نہیں کر سکتے۔

اقول: ذرا صبر بھاری ہی کے شروع کو کھول کر دیکھو کیا بنی بیسمع کی روایت ہو چکی نہیں، کاش اگر آپ کو شروع الغیب سینا انوش اللہ تعالیٰ بھی زیرِ نظر ہو تو یہ ہمارا غرض نہ فرماتے۔ دیکھو شروع الغیب صفوہ ۱۳۱ مطر ۱۲۰ فی الفیۃ انوش بی بیسمع دینی بیسمع دینی بیسٹ دینی یحییٰ بلکہ بی بیسمع کی روایت تو قولِ شریعت و طریقت کی کلاں ہیں بہت شہرت پذیر ہے۔ مگر آپ کی بدجہانہ دیکھو صحائفِ اسلام کہ صفوہ ۱۳۱ پر مستحقِ کرم ہوئے حضرت خواجہ فیض القادریؒ پر اچھ دلی قدس ہزار لکھتے ہیں۔ آسے دوست اورا تجزیہ و نتواں دید و نتواں شناخت۔ دیکھیں عظیم الامام ایامِ ہزار پھر برستم جز شش و تہ کہ شکستہ بی بیسمع دینی بیسٹ دینی بیسٹ بیت۔

ہنت شود شختے تھے پہنوں دل کا

جو پھر تو اب قلندر ہوئی نیکلا

قولہ: صفوہ ۱۲۷ اور آپ نے کون کون سے گروہ اہل اللہ شامیر یا مستورین کو دیکھ لیا ان قال ہم نے جس گدی نشین کو دیکھا، شرک و بدعت و فتنات شرعیہ میں مبتلا دیکھا۔

اقول: صرف علم ظاہری ہی کی وجہ سے ایسے شبازوں کا پچانا ٹھیک ہے خصوصاً جب علمی لیاقت کا بھی یہ حال ہو جو

شعری مساویں شیعہ کو مانند روایت کرنے والے محدثین حضرات کو یہ شان و شرف حاصل ہو کہ وہ ناقلین وحی اور محدثین امیر مسلم ہوں گے ان کا شہرہ امیر مسلم اسلام کے ساتھ ہو گا۔

ناظرین پر غابر کر رہے، جبکہ بصیرت بالہ، باصرا و ظاہر عالم الہی کی شہادتوں و دیدہ کی ہے۔ ۵
 محبوب و عزیز پر لئے نصیب نیست

فَاتَّخَذَ الْاِنْسَانُ ذُلًّا مُّكْتَسَبًا ۚ لَّكِنِ ثَقُلَتْ اَوْدَانُهُ فِي الْيَوْمِ الْمُنْصَلِّ ۚ ذٰلِكَ فَطَنَ الْاِنْسَانَ بِذُنُوبِهِ ۚ قُلْ اَسْتَغْفِرُكُمْ ۚ اِنَّ اَكْبَرَكُمْ شَرًّا ۚ
 لے کر بصیرت کی آنکھ میں ڈالیں۔ شاید میں جو باتیں، اُن کے فطرتی طور پر ہی لکھتا ہوں۔ آپ کا ہر ایک کو مشرک و مشرکہ
 دیکھنا یہی بجلی ہے۔ دُعا ہے۔

نظارِ عیساں دُوسے خویش
 چوں در نمود از کراہی
 در دُوسے او دُوسے خویش
 زین جاست تفاوت شانہ

وعم قیل اگر برہ حلیہ عیسیٰ بنحاطر نصیب تباری پوچھوں فرما دے شہم از خویش و ہم از خواشاں
 آپ کا بیان میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریر میں مشغول ہو کر اہل اللہ کو دیکھنا چاہیے ہیں
 ۵ ہم پہلے غوری و ہم نائی زنی یعنی پہلے ہی کھانسی اور ہنسی ہی ہو جائے دوں کام کئے لیکن نہیں ہر طرف شہر از زنی ہو جائے
 عید نیست۔ تو کہ آگاہ بہ حالت درویشاں یا تو چو دانی کہ چو سودا و مرست ایشاں یا

فَعُوْذٌ بِاللّٰهِ مِنْ اٰنَابٍ قَسْبُخُوا فَبِلِ اٰنَابٍ يَشْعُوْا
 اَسْتَغُوْهُنَّ اَللّٰهُ يٰ اِيّٰهَا طَمَعًا فَاحْذَرُوْهُ اِنَّهُمْ فَخْوَخُوْا

قولہ۔ مسلمان کہ آپ نے گردہ اہل اللہ کو بھی دیکھا ہے مگر ہمدی ہمدو اور بیچ و موخر و اہم آخر از زمان کو تو نہیں دیکھا
 تھا جس کے شان کی عظمت و عبادت میری ہڈی سے بہتہاں سے بیان کی گئی ہے۔

اقول۔ سلسلہ مسیح اور ہمدی کی حکمت شان عبادت میری ہڈی سے بہتہاں سے بیان کی گئی ہے جب وہ تشریف
 لائیں گے تو کعبہ بن ہدایت اور علامات و خصوصیات کے جن کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قادیانی و حوکیہ سے پہنچنے کے لیے
 بوضاحت تفسیر فرمایا تھا ان کو پہچان کر ان کے ساتھ جو باتیں گے گرائیں وقت و خیال قادیانی اور اُس کے انصار کا بُرا حال ہوگا۔

قولہ۔ ۲۲ اور آپ آسمان و زمین میں کی بشت میں اللہ کے لئے ہر شہادت دے رہے ہیں۔

اقول۔ آپ بڑا کائنات ترخیں اُن سے، اگر زمین و آسمان کی وہ شہادتیں جو ان کی عالم کی چشم دید و گوش شنید ہو رہی ہیں
 ان کا ذکر ہے قرآنی، اسلام کی کلمہ تک و دل شاد اس سے بڑھ کر مزاج کی تکذیب کے لیے اور کیا چاہیے۔

قولہ۔ صفحہ ۱۲۶ یا کرو اجتماع کسوف و خسوف کو بارہ ہر ایک رمضان شریف ۱۳۸۵ھ میں واقع ہوا۔ اور اس کا ہر چاہتا دنیا میں شہر
 ہوا اور نہ زیادہ و کم بارہ ہر ایک جس کا ذکر حدیث میں بھی ہو چکا ہے دیگر غیر اللہ تعالیٰ کی مشورت کو کہ اس میں باطل بے عمل ہے۔

اقول۔ خسوف میں کوئی کے منہابی نہیں ہوا جیسا کہ اُن پر لکھ چکا ہوں لیکن رام دال پیش کوئی بھی پسے ڈکڑ کی گئی ہے وغیرہ
 وغیرہ اگر آپ سورتوں کا ذکر بے عمل کئے ہیں یہ کیونکہ آسمانی کا ذکر نہیں بھی بڑا ناگوار ہے۔

اللہ ایسے لوگوں سے شکر کی بات جنہوں نے شیخ بن جانے سے قبل شیخ بن جانے کا دعویٰ کیا، اور کائنات میں اللہ کے در سے پسے ہیں ان کی
 چونوں سے آخر کار چاہیے۔ ۱۲۔

قولہ: صفر ۲۲ یہاں پر اس شخص کا ذکر کیا جائیے جو بعد از پیدائش کوئی مندرجہ فیہ الذین کہہ کا جس کے ایک شان خاص علیٰ منہاج النبیۃ واقع ہوئی ہے۔

اقول یہی جبرائیل کا درجہ کی شان خاص علیٰ منہاج النبیۃ واقع ہوئی ہے، صحت بتلا رہا ہے کہ آپ کی شہادت خلیفہ میں (وفا بعد ان محمدًا خاتم النبیین) صرف زبان ہی سے تھی، ہر چند کہ آپ عوام میں شرفِ زکوٰۃ کے لیے اپنی ہاتھ کا کلمہ زبانی پڑاتے ہیں مگر پھر بھی کسبِ کل اقامہ و توشیح بعد ازیں کے داغِ ہر جی جاتا ہے۔ اور تائید کے لیے اپنی ہاتھ کے پیر کر آپ چند کمرے روپیہ کے نسخے بھی اپنی شہادت علیٰ حقہ قادیانی کی وجہ سے ہیں، بقوت بھی ایسی اڑاں اور عام جو دوسرے علماء میں جہاں کسی ہو جو نہ ہو، بلکہ شانِ خاص کے ساتھ بعد از خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قادیانی کی کوکان میں بھی ہو کیسے علیٰ منہاج النبیۃ اس شخص کو کہہ سکتے ہیں جس نے کثرتِ نبوی کو خطا پر عمل کیا ہو کہ وہ ہم اللہ دینیانی فی اسرارِ النزل۔

اشعار

فَتَحَّصَّ صاحب القريب والفر والربا	وما اختاره من طاعة الله من هبنا
ويعلم ما قد كان فيه حياته	اذا صادت اعماله كاهابها
حتموا القربان شر لو يحملوها	بل حرقوا علفاني ككتاب الله
فكالمسير على المنابر تناهقوا	اقلت تحويزت ابعدي من عباد الله
فبهتان على الفلاقي والحقن ككاهلهم	الايت قط عبادا بسمناهي

تاکثر پر واضح ہے کہ خاکسارِ ذوقِ اللہ ورجوات وضاہرے بتقابلِ لاف زنی مرزا غلام احمد قادیانی دوبارہ اپنے مدعیانِ نبوت ہونے کے قدر شناس و تفسیر دانی میں استقامتِ اذ واصل اس کے ہاتھ بڑے و حس کو توڑنے کے لیے اس سے کہہ دیا کہ ہمیں ظاہری طور پر اپنی کتاب شمس الدینیت کے ابتدا میں استفسار کیا تھا جس کے جواب پر قادیانی صاحب باوجود بے اعتدال و امر و اہل مقتدرین کے قادر نہ ہو سکے، یہاں پر امر و بی صاحب کے جوابات مرکزہ کے ظاہر کرنے سے عینِ تہنیک کی توفیق اس طرف لائی جاتی ہے کہ دو سال کے عرصہ سے قادیانی کا جواب پر قادر نہ ہونا کیا اس کی لاف زنی مندرجہ ایتیم علیہ فارسی صفر ۱۲۷۴ مسطورہ ذیل کو خاک میں نہیں بٹا دیتا۔ ایں وقت زیرِ مبحث نیکو لکچر شخص قدرت تدارک لاف برابری باہمی زندگی انکار کرنے کو تمہرے ہرگز ہرگز نادر ام اسے الہی اسلام دہلیان شہا مجھے سے باشندہ گردن بدعویٰ حدیثیت و معتبریت برصغیر تدارک و حالِ تدارک تدارکِ اہل باورین، تدارکِ اند و گرد ہے اند کہ ہم جہتِ خدا سے زندگی و خود را چستی و قادری و نقشبندی و دہروردی و چاہا چاہا گرد۔ ایں بخود طاعت و از دین بیازندہ او ظاہر ہے کہ کلمہ کی کو غیب میں استفسار کرنے کی عرض صرف اتنی ہی تھی۔ آج یکایک پر ظاہر ہو چکی اور کثرتِ نبیین اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ہو گیا۔

آج ہم غرضِ طور پر امر و بی صاحب کی صرف برائت متعلقہ جواب کو کہیں باقیہ آپ کے طامح کے نقل کر کے اس کی تفسیر کو لے ہیں اور متعینِ مصروفین و ہر سے شکل جناب مولوی عبد اللہ صاحب پر و فیض لاہوری و جناب مولوی غلام احمد صاحب مدنی غفرلہ ان کو کہہ دے والی کو چھوڑ دے، غرض کہ دیکھنا کہ وہ کتب جلیا اسے قیامت کے دہی پہنچے کہ کتب اس کے اعمال برباد ہو جائیں گے، اند کہ کتاب میں طاعنیہ قرین کی آواز دے کی طرح خبروں پر آواز دے گی۔

و جناب مولوی غلام قادر صاحب دفتار ہم سے متعلقہ رائے چاہتے ہیں کہ کیا ان کی یہ تحریر واقعی جواب ہے یا جہل مرکب سے معلوم ہو کہ جس شیئ کا ردی صاحب نے لے کر جواب دیا ہے اس کا حاصل تو یہ تھا کہ اگر لا الہ الا اللہ میں الہ سے مراد واجب الوجود لیا جائے تو قرآن ان استثنائے میں ترتیب لفظ کا مقدم یعنی تعدد و عبا پر صحیح نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جیسے لفظ خدا کے لفظ کا کثرت یا لفظ واحد کا تاجا جائے تھا کہ چونکہ قدم ہو گا تو جب کلام ہم ہے تو عبا پر تعدد و عبا کے سب قدیم ہی ہوں گے۔ اور پر تعدد و عبا کے مراد ان کی عبا کا عالم کا تصور ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ایک واجب مانع ہے خصوصاً بارہ دوسری سے جب عالم کا دعووی نہ جزا تو غیر خدا و کہاں۔ اور نیز مرعوم عالم میں یعنی مشرکین عرب کا شرک کی العبادت ہے نہ شرک کی الوجود بدلیل قول تعالیٰ و لا یقرین ساتھ حق حق خلقی الشفیعین و لا یقرین خلقی اللہ۔ (زمرہ - آیت ۳۸) بالی شقوق اعتراض کے لیے جو کہ صاحب نے نہیں کیے اس لیے ہمیں ان کی تشریح نہیں کرتے۔

امرونی صاحب کی عبارت متعلقہ جواب یہ ہے: واضح و واضح ہو کہ عبادۃ قرآن مجید میں عبادت تخصیص متعلیٰ شرعی کے لفظ الہ سے مراد وہ معبود حقیقی ہے جو واجب الوجود لذات ہے۔ (صفحہ ۲۲، سطر ۹-۱۰) اس کے بعد نفی تعدد اور انحصار واجب الوجود فی فرد و احد پر دلالت عقیقہ و تقدیر کہہ کر دیتے ہیں پس جس میں کلمۃ توحید لا الہ الا اللہ کے واضح اور صاف ہیں یعنی نہیں کوئی معبود حقیقی ہو جو سوا اللہ کے پس اس میں کذب کہاں ہے۔ بلکہ معترض خود شخص کذاب ہے۔ اور آیت کو کا کذب ذہبی لا الہ الا اللہ نکست قارۃ تفسیر آیت ۳۷ میں تعدد الہ کے اعلان کے لیے قرآن قطعی ہے جس کو دوسرے تمام پر خود جناب باری تعالیٰ نے منقول طور پر بیان فرمایا ہے۔ کہ قال اللہ تعالیٰ ما اتخذ اللہ من ذلک و ما کان من خفایا من الذلہ و الذلہ کذب کل الذلہ یسما خلقی و لا یلک بعضہم علی بعض و من یضن اللہ عتقا یتصفون و (مومنون - آیت ۹۱) حاصل اس استدلال کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ولد تصور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ولد کے لیے ضروری ہے کہ اپنے والد کے انصاف و صفات میں مشابہت ہو جس پر واجب الوجود ہے۔ مشابہت کی ضرورت وہ ولد کیو یا ہو جس کی والدین صفت و خوب الوجود ہر ممکن نہیں ہو سکتی کیونکہ ولد تو والد سے بڑا ہوتا ہے۔ تاہن و خوب الوجود۔ اور کوئی دوسرا الہ و خوب الوجود میں اس کے ساتھ سمیت رکھتا ہے کیونکہ اس وحدت میں قسم دریافت کرتے ہیں کہ ان دونوں الہ کا تعاد سے تو ایک متعلق بالذات ہوتا ہے واجب ہے یا نہیں بشرط تائی دونوں الہ بعض کو کسی ذاتی میں مشترک ہوں گے اور دوسری ذاتی میں متعلق ہوں گے پس ترکیب لازم آتی۔ انہیں ضرورت دونوں کی احتیاج اپنی ہر ذات کی طرف لازم آئے گی۔ و ہو صاف الوجود الوجود اور بشرط قول متعلق بالذات کے افعال کا متعلق ہونا ہی ضروری ہوگا اور اس کا اصل درجہ یہ ہے کہ عالم کا خدا لازم آئے گا۔ اور نظام و ارتباط باہمی عالم کا باطن و رجب جائے گا لیکن ہم کہتے ہیں تو خدا عالم مرعوم طبعیات بخوبی جانتے ہیں کہ ہر ایک اشیاء عالم کا ارتداد دوسری اشیاء عالم کے ساتھ مضبوط ہے اور تمام اشیاء عالم باہم مخلوق و مرتب ہیں پس انہما تالی مستلزم ہے انہما مقدم کو ہر مطلب تو یہی حاصل مطلب ہے آیت و ما کان من خفایا من الذلہ و الذلہ کذب کل الذلہ یسما خلقی و لا یلک بعضہم علی بعض (مومنون - آیت ۹۱)

۱۔ غازی کا تصور ہو کہ یہ معنوں میں اللہ آیت کے مصنف کی کتاب تحقیقی الحق سے چرایا ہے جس میں اس کا ردی صاحب نے بجا پر کتب میں لکھا ہے اسی شخص نے وہ کتب تالیف ہیں چنانچہ حق باوجود اس کے پر بھی جواب پر قدرت نہ پائی ہے۔

حرف درویشان بلند و مرد و ذون قانوند بر سبیلے او خنوں ۱۲۔ مرقہ غازی

آورد دوسری دلیل ابطال تصدیق کی یہ بیان فرماتی تھی ہے کہ ایک اور دوسرے الہ پر مطلقاً چاہے گا یا نہ الہ مطلقاً خایہ الیکمال ولا ینکون صلا الالہیۃ الا بالعلو الکامل آورد دوسرا اسی طرح پر مطلقاً کہ میں ہی الوجہ کا متعین ہوگا لیکن ہر ایک الہ کا مطلقاً دوسرے الہ پر محال ہے۔ اور وہی معنی میں ذلکلاً یغفہ عن بعضی بعض کے پس اس کی طرف نسبت دلدادہ شریک کے ہرگز جائز نہیں۔ اور اس کی ذات پاک ہے ابن دونوں ہتھوں سے۔ اور میں معنی میں مشفق اللہ عننا یتصفون کے فضل المتعد و نسبت المتعبد بناد علیہ اگر لادہ استحقاق للعباد کا حقیقی طور پر جو صادق ہو جو بے جمنون جو مومن یا مومن سے یہ جلتے تو مستلزم لغفد کا ضرور ہوگا۔ لہذا مراد اس کا لہ تفصیلاً۔ انتہی صفحہ ۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴۔

محرر سطور خاصہ سب انفقہ راہل ملک کی خدمت میں متبس ہے کہ ہم ان مقدمات خطاب کی طرف جن پر استدلال مذکور کا توقف ہے اور میں کی وجہ سے اس استدلال کو برہان نہیں کہا جاسکتا۔ تعلیل کے خوف سے تاخیر کو تو نہیں دلاتے۔ صرف بتا ہی پوچھتے ہیں کہ یہ تحریر و درق اس حصہ میں جیسے سوال کے کرنے کا جواب ہے جو پہلے دینے کا بھی کیا گیا ہے یا صرف شرح آیات۔ برائے خدا کوئی امر وہی صاحب سے پوچھے کہ کیا آپ کو مرزا صاحب نے ذہن جماعت کی چندہ کی اسی لیے خلاف فانی بھی کہ قطعاً آیات قرآنی کی تفسیر لکھ دی جاوے۔ اور وہی تفسیر کبیرہ وغیرہ کے دلائل و تردید کا ترجمہ اپنے نام سے منسوب کیا ہو جو ہرگز نہیں بلکہ انھوں نے مزید برآں حقیت میں اور غدا کی کہ کہ اپنی جان کو بچانے کے لئے میں جکڑی ہوئی حق غلامی کرنا چاہا تھا۔ یہ سب کبھی نے۔

ذو دہائے شہادت پوچھو ہنگامی کارڈ

یاد رکھو کہ بے پارہ میرزا تراویں انصاری لکھ کر پڑھا ہے۔ آورد امر وہی صاحب ذہن لے کر اذ تبتوا الذین انشعوا من الذین انشعوا ازبتوا۔ آیت ۱۶۶ کا حصاد بنے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تعدد و ثوب کی تقدیر پر عالم کا جو دہی متصور نہیں۔ لہذا مر فی شق الاختراض اور فساد تو بعد الوجہ ہوتا ہے۔ علماء عصر پر عبارت مذکورہ امر وہی صاحب سے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ امر وہی نے سہل مرکب کا پڑا پڑا ثبوت دیا مگر اس کی چاہ کی قابل آفرین ہے کہ اپنی جہالت کے اور پردہ ڈالنے کے لیے سنہ میں لکھ دیا کہ اذبتوا غلط ملاحظہ فرمائی ہو کہ ہم نے اس جواب میں توقف کا ایسا تعاقب کیا ہے کہ جہد کو توقف کیا ہے۔ اور ہر کوئی جس کی کے ساتھ ساتھ گئے ہیں۔ حاشیہ صفحہ ۳۶ میں کتاہوں ہاں ہے شک یہ کتاہ کا بجا آدج ہے۔ ملاحظہ طالب علم کا یہی طریقہ ہو کہ سب کے سب کے صحیح طوطی کی طرح صرف الفاظ بعینہ کتاہ جاتا ہے۔ گویا عجیب نے صاف صاف کچھ کہہ دیا کہ میں جس کتاہ سے اس مقام پر پڑھتا ہوں۔ قولہ۔ حاشیہ صفحہ ۲۶۹ کا لہ اس محل پر فقط عنوان موضوعی اور محمولی لکھنا سرتا یا غلط ہے۔

اقول۔ یہ سب ہم ہی پڑھا دیتے ہیں۔ اس عبارت کا تعلق مکرراً لا الہ الا اللہ سے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تقدیر ارادہ استحقاق للعباد کے مدعی اور براہین میں بھی جو بوجب و انطابق ہی معنی فرماد ہوگا۔ اور نہ ہر مسئلہ استدلال صفاتی تو تعدد و ثوب و استحقاق براہین میں مستلزم لہذا کا فائدہ الماحضد کا کوئی نہیں ہو سکتا۔ بعد اس قشر ربع کے بھی اگر آپ صرف سوال ہی کی تقریر ہمارے سامنے بیان کریں تو بھی آپ کو آفرین کہیں گے جو اب کو تو ہم نے صاف کیا۔

اور سنیے بعد اس کے صفحہ ۲۷ سطر پر لکھتے ہیں کہ پس متوکل پر ضروری ہے کہ صفات ابدیت و وحدانیت مسئلہ محمولہ خود یعنی استدلال صفاتی بعضہ علی بعض کو دلائل علیہ و بقیہ سے اول ثابت کرے کہ صفات ابدیت و وحدانیت میں استدلال بعضہ علی بعض ہے تب ہم بھی اس مسئلہ استدلال صفاتی بعضہ علی بعض پر گفتگو کریں گے۔ انتہی میں کتاہوں یہ چالاک بھی قابل آفرین ہے اپنی ہانسی کو کہیں پیرائیں چھپایا یا صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہم نے اس سوال کے سامنے مقدمات کو نہیں سمجھا اور نہ شیخ اکبر در تفسیر لکھنے کے

جواب تک پہنچے ہیں۔ ان کے جوابات کی اصلاح کیسے کریں۔

پھر اسی معنوں کو دن غالب علی کی طرح شمسِ اہل سنت کی حجابت کو پڑے جاتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ انور مسلمنا گد ازیت امکان مستلوم ہے امکان ازیت کو دادہ و عجب میں لیکن ممکنہ عامہ جو جہر تیرہ تیرہ یعنی بعض الامور موجودہ الامکان انعام و تفتیح ہے ضروریہ مابہ کلیہ کی معنی الامور موجودہ الغیرت اگر صادق ہے تو کیا انور کا وزب ہے تو کیا اس کا صدق و یکذب ممکن تو جیس کے معنوں میں ہم پر کیا کوئی اثر کیا جاتا ہے؟

تیں کہتا ہوں کہ تو اگر صادق ہے تو کیا اور کاذب ہے تو کیا؟ صادق شہادت دے رہا ہے کہ مجھ پر ہے اس عبادت کا مطلب یہ نہیں سمجھا تب ہی عبادت مذکورہ شمس الہیہ کے ربط و تعلق پر اندازہ شہادت دیتے ہیں کہ مجھ پر صاحب اس سارے جواب میں

۵۔ اے وہ کہ تو میری بزرگستان است

۵۔ ایں دواہ کہ ٹومیر ذی بہ ٹرکستان است

کا بصدق خود ہے۔ چھاپاس مقام کے سوال اور جواب مشتق کیلئے کے اسی صورت میں نکالیں کہ قادیانی صاحب مع اپنے معاونوں کے صریح غفلتوں میں پانچویں جہالت کا تفسیر دانی میں غور کریں۔ آدمی بھی ناظرین کو معلوم ہو کہ قادیانی صاحب لامل تھا اور شیخ اکبر فرخ مملو کارام کے جواب پر اعتراض ملاحظہ کیا گیا تھا۔ بلکہ محض اہتمام دینی کا دعویٰ تو کرنے کے لیے لکھا گیا کہ احمدیہ لکھنے کے ہر ایک کو معلوم ہو گیا کہ جو شخص کفر حق کے سنے غلامی علی ہندو نہیں بلکہ سکندراہ تفسیر نویس میں سرآمد بنا۔ زبان کیسا ہو سکتا ہے۔

بعد اس کے اسی صفحہ ۲۱ میں کہتے ہیں : اگر کفر توحید کو کھجرت کا لباس پہنا کر بھٹا ہے تو یوں کہتے کہ : اللہ غیر اللہ موجود ہاں نہ تو

[illegible]

آپنا القاب مہون جناب مولوی نور الدین کا خط مطبوعہ آئینک شاد کا ذریعے جس میں جناب مہون نے خاکسار پر

۱۲ سوال دارو کیسے تھے لعلی صاحب نے حسیب قوادہ فائدہ ملیطہ کے زخم خود رخ زود مالی گوشا بت کرنا چاہا ہے۔ مگر سہوہ دہی دوزخست۔ غلامہ اس کا یہ ہے ماحد بل منی رخ جو کئیہ معز ازہ تکویم سے ہے اس میں اور باقی بل منی نقل صلیبی میں جو کج کلمات مستزاد لعلی سے متناہی ازہ نقاد ہے کہو کہ شون موزعہ اندیشہ جو کما بھی سے غلامہ اس کے جواب کا۔

اس مقام میں نہیں کہتا بھول جواب جواب بہت سبکی کا کافی سمجھا جاتا ہے کہ کنایہ میں چونکہ تعذر ضمنی حقیقی کا نہیں ہوتا بخلاف حجاز

۱۰۔ اردو صاحب کی نحو وافی تو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں نہایت مبہنی غیر کے کہنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ۱۰۔

۱۲۔ یہاں سے مراد کتاب تحقیق الحسن ہے جس میں آپ نے سوال و جواب کی تشریح فرمائی ہے۔ ۱۲

کے۔ لہذا ضرورت کی یہی مقتضائے قریب قتل اور غلج زردمانی میں تصادف چاہیے۔

پھر یہ بتائیں کہ کہاں ہے قریب قتل کا حکم کہ کوئی بذریعہ صلیب قتل کیا جاوے وہ ملعون ملزائم ہوگا خواہ گناہی ہو کیا مقتول بغیر غلج خواہ پھر سے تانوار سے یا صلیب وغیرہ اسباب قتل سے و شہداء میں بجز جب اسکا قریب قتل و قرآن مجید کے داخل نہیں؟ یا کوئی عرصہ برکتیبت ملاوے اس کا انکار کر سکتا ہے، مگر نہیں، ہر ناجی کو یہ معلوم چاہیوں چاہوں اپنے کے آیت قریب قتل کا مطلب کچھ نہیں آیا۔ صرف ۲۳ آیت (۱۸) کو دیکھ کر جو چاہیو دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے) کے ظاہر پر نظر ہے۔ اگر ۲۳ آیت کو بڑھ کر ترقی ماویں تو مائت مسلم ہوتا ہے کہ ہر ایک صلیب کے نیچے نہیں، بلکہ غاس اس شخص کے بیسے ہے جو کسی عجم کی سزا میں چاہیو دیا گیا، یا قیوسی اور قیوسی آیت یہ ہیں۔

[۲۶] اور اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا جو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ ملا جاوے اور تو اسے رخت میں لٹکا دے۔ [۲۷] تو اس کی لاش مات بعد رخت پر رکھی جاوے، بلکہ تو اسے دن اسے گاڑوے کیونکہ جو چاہیو دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔ ظاہر ہے کہ کہیں ہی مریم علیہا السلام و اسلمہ فی الواقع غیر مجرم تھے تو بنا پر واقعہ بائبل میں قتل اور بعد اس کے یعنی قتل میں متانی اور تصادف کہاں ہوتا بلکہ مقتول غیر مجرم جہاں سزا ہوتا، اور اگر کسی کو مجرم و عجم ہونے و خیال کر کے متانی پیدائی جاوے، تو بحسب علم اہل علم ہی ضروری ہے۔ تاکہ قریب قتل کے لئے وہ خود وصف مرعوم مخاطب کا مقتول نہ ہو اور کتب صحابیہ بیان شریعت میں قریب قتل سے دیکھو یہ ضروری و سو قی و غیرہ قال یعنی جہاں سزا ہوتی تھی مقتول مقتولہ سطر ۱۰۔ جس کو داخل کرنا منظور ہے وہ ہے مقتولہ۔

اس پر ہمارے ایک بزرگ اور مہربان کا اعتراض۔ آپ فرماتے ہیں: بَلْ رَقَعَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ رِشَاءً (آیت ۵۸) کو متولہ بیورد (۱۸) قَتَلْنَا الشَّيْخَ م کے ابطال کے لیے کہنا چاہیے نہ قتلہ کے لیے۔ کیونکہ قتلہ اہل علم میں واقع ہے بخلاف بیورد (۱۸)۔

جواباً کہ کشش ہے کہ علم صحابی کے خبرداروں پر ظاہر ہے کہ قریب قتل یعنی اختصاص شیعہ مکان شیعہ میں مخاطب کا مقتول ہو کر اس اور بیورد ہوتا ہے جس حکم کے جس کو مقتول کرنا ہے۔ کما قالوا ان الخطاب بائبل من يعتقد العکس اسے عکس الحاکم الذی البتہ المتکلم۔ لہذا قتلہ بیورد کا مرعوم تھا، جو عکس اور مخالف ہے ماخذوہ کے۔ اور قریب قتل کو جو قریب قتل مرعوم مخاطب کے قریب قتل کتے ہیں۔ قال العلامة و بئسے هذا القصور قصر قلب لقلب حکم الخطاب یعنی اگر مخاطب کا مرعوم مخاطب ہی ہے تو مقتول کی تردید میں حکم سبلی مع اثبات و صفت متانی ذکر کرے گا۔ و بالعکس کما قال ایضاً فالخطاب بقولنا ما زید الا قاتل من اعتقد النصفان بالعود و ان القیام میں ما زید الا قاتل کو جو حکم سبلی مع اثبات و صفت متانی ہے۔ تردید و ابطال مرعوم مخاطب یعنی زید قاتل مرعوم مخاطب کے کہے ہیں کہیں گے۔ ایسا ہی ماخذوہ کے لیے اولاً بالذات کہیں گے۔ اور قتلہ مرعوم مخاطب کے قریب قتل کے انا قتلنا کے لہذا قتلہ کا ابطال مستلزم ہوتا انا قتلنا کے ابطال کو۔ اور اثبات و صفت متانی اگرچہ سبب و صفت متانی کا ابطال دیتا ہے لیکن بغیر تصریح یا سبب کے تیسرے علی و ان الخطاب نہیں ہو سکتی جس کا ظاہر انا قتلہ مرعوم مخاطب کے کما قال ایضاً فالقالت افانفق متانی الوصفین فی قصر القلب فاثبات احد هما ینکون مشعور انشاء الغیور فما ذلک لظنی الغیور و اثبات للذی کورد بطریق الحصر فقلت الخالفة فیہ التنبیہ علی رد الخطاب اذ الخطاب اعتقد لعکس فان قولنا زید قاتل و ان دل علی نفي القعود لکنه خالی عن الذکالة علی ان الخطاب اعتقد انه قاصد۔ انی جہاں صلیب مرعوم ہا سے واضح ہے کہ مرعوم سبلی کا قریب قتل کا تردید ہے مرعوم مخاطب ہی حکم اجمالی کے لیے۔ چنانچہ حکم اجمالی تردید ہے کہ حکم سبلی کے لیے۔ لہذا انا قتلہ مرعوم مخاطب ہی حکم اجمالی یعنی قتلہ کی جو تعبیر ہے مرعوم بیورد سے بن جائز بالکفر شہاد و متالی۔

یہ معلوم ہو کہ مرحوم مخاطب عام ہے مقولہ مخاطب سے، یہی معروف کلمہ ایمانی یا سیاسی مخاطب کا مرحوم ہے، اور خصوصیات تکمیل یا سبوتا
حد التعمیر خارج ہیں، ذات مرحوم سے، اسی مرحوم سے مخاطب بعیدہ، محکم اور مستقر نزدیکی بعیدہ، نائب قہیر کے ساتھ گویا جیسے محکم اور
نائب قہیرات امور و تہنیں میں سے ہوتی مرحوم مخاطب کے لیے، لہذا تردید مرحوم مستقیم ہے تردید مقولہ کو جیسا کہ آیت و مآقنات
یَعْنَانِ ﴿۱﴾ فَلْزَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ (نساء: ۱۵۰-۱۵۱) میں حکم سببی یعنی مآخذ تردید ہے، مرحوم مؤید میں تکمیل یا سبوتا کے لیے جس کو
یونہی نے ﴿وَأَنفَعْنَا الصَّبِيحَ﴾ سے تعبیر کیا، اور محکم نزدیکی بعیدہ نائب میں فتوہ سے تعبیر کی، کما قالہ اللہ تعالیٰ ﴿وَأَنفَعْنَا الصَّبِيحَ﴾
صُنْعًا اور وہ خود تعبیر کے وقت اِنَّا اخْتَصَيْنَا صُنْعًا کہیں گے، وَايضًا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَأَنفَعْنَا الصَّبِيحَ﴾ ﴿وَأَنفَعْنَا الصَّبِيحَ﴾
بَلَدِهِ فَلَقَدْ قَبِلْنَا إِلَى شَرْكَائِهِمْ وَمُنَادَى تَعَالَى ﴿وَأَنفَعْنَا الصَّبِيحَ﴾ ﴿۱﴾ (انعام: آیت ۱۳۷) نائب اس آیت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے مرحوم
مشرکین کو بیان بعیدہ نائب سے یعنی شُرکاء قَبُولِ ﴿۱﴾ اور ان کی جانب سے تعبیر لفظ شُرکاء کے ساتھ بعیدہ تکمیل ہوگی، پھر مؤید یا سبوتا
تردید ہے مرحوم مذکور کے لیے، ایسا ہی علامہ کی عبارت اخیر میں مرحوم مخاطب سے تعبیر لفظ فاجد کے ساتھ بالاضمار ہے، اور
مخاطب کا مقولہ ﴿زَيْدٌ قَاعِلٌ﴾ بالاضمار ہے، الغرض اہل ممانی کی عبارت شہورہ میں من يعضد العكس اور وہی قصور القلب
لقب حکو الخاطب وغیرہ وغیرہ سے ثابت ہے کہ محکم قہری قلب اور تردید ہے محکم مخاطب میں فیض اپنی کا، اذ قد وبالذات، اور تردید ہے
مقولہ مخاطب کے لیے ثانیاً وبالغرض، تمام کا خطاب ملحق ہوا، کما عارضاً قاعیل قابل تردید ہے زید خانو کے لیے اذ
والذات، اور مقولہ مخاطب کے لیے ثانیاً وبالغرض جملہ صورت بطور میں فرض کیا کہ لازم تردید ہی ہو تو مقولہ اس کا انکار مآخذ ہوگا اور بعیدہ
ماضیہ و محذورین زید اور ان کے زید خانو کی تردید ان خانو کی تردید بھی جائے گی، چنانچہ ماضی فیہ میں انا اور ذات ضمیر انا مقولہ
اذ قد قتلوا میں دونوں تعبیر ہیں، یونہی سے، لہذا قتلوا کی تردید قتلنا کی تردید ہے، ہاں جس صورت میں مرحوم سے تعبیر قتلوا مخاطب
کی جادہ سے اور تردید مرحوم میں تردید مقولہ کی ہوگی، جیسا کہ مَا أَتَيْنَا اللَّهَ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ لَّدُنْهِ مَرْمُومٌ مِّنْ سَبْعَةِ مَرْمُومٍ مِّنْ سَبْعَةِ مَرْمُومٍ مِّنْ سَبْعَةِ مَرْمُومٍ
فَاللَّهُ تَعَالَى ﴿وَقَالُوا أَتَيْنَا اللَّهَ ذِكْرًا﴾ ﴿۱﴾ (سجۃ: آیت ۱۸) بخلاف ماضی فیہ کے کہ بیان پر مرحوم مؤید و کمال صادر ان مؤید و
واقع کریم ہے جو یونہی قتلنا اللہ سبحانہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں، اور غیر مؤید و وقت بیان مرحوم ان کے قتلوا للصبح سے تعبیر
کر سکتے ہیں۔

اس بیان سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ مفسر، مباحث میں صرف فہم معانی ہی سے بے خبری ہے بلکہ ایسا نوجی کی بحث متناقص کی طرف ہی توجہ دیتے ہیں کیونکہ سب سے پہلے کی تفسیر جو غلط ہو جائے، اور صدق احد الثبوتین سے مستلزم کذب الآخر ایک مشہور مقدمہ ہے، بناؤ علیہ صدق و عاقلاً وہ کا مستلزم ہو گا کذب و فتنہ کو جناب کو اگر حضرات نے مذکورہ کی طرف توجہ دینی تو (فتنہ) کے باطل ٹھہرانے کو مستعد خیال نہ فرماتے، ظاہر ہے کہ یہ کہ مفسر خود آواز خود آواز ضلالت و عہد کو جو بے قائلانے، اگر ناپا یا تو عاصوب عہد و گئے کا ہو کر دیکھ رہے ہیں مفسر یہ تفسیر کے لیے یعنی عاصوب عہد و جس کا ابطال مستلزم ہے ابطال حضرات عہد و اس کے لیے کیونکہ مفسر مفسر جو تفسیر سے غلط میں اور حضرات کی رد و توفیق کا مفسر نہیں ہے۔

نیز واضح خاطر ناظرین ہو کہ مورد ابطال قتلہ ہے مگر بعد اعتبار انکم المرغوبیٰ کیونکہ ماقتلہ میں ایک ہی حکم ملتی ہے۔ لعدم استعمال قضیہ علی التامین قطعاً گویا قتلہ بعد اعتبار انکم مصداق جواز العکس کے لیے، جو کہ اہل حقانی کی حمارت ہذ میں واقع ہے و الحفاظ بہ بالتثقی یعقود العکس۔ اور جس الہدایت کی حمارت کا یہ مطلب شہرہ کر بیل دفعہ اللہ علیہ سے عکس ماقتلہ کا باطل کیا گیا یعنی قتلہ جو تھقیص ہے ماقتلہ کی جس کا ابطال مستلزم ہے بطلان قتلنا المسیح کو۔

یعنی حضرت عیسیٰ آپ تک زندہ ہیں مرے نہیں، نیز فتوحات کے باب پانچ سو کچھ دس میں فرماتے ہیں۔ احمرو فقتلہ اللہ وایاکی
ان من کرامہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ ان جعل من امۃ رسلاً ثوانیۃ فخص من الرسل من بعدت نسبتہ
من البشر لکان نصفہ بشراً و نصفہ احمرو حامطہراً ملکاً ان جعل من علیہ اقتلہ وحبہ لم یروع علیہا السلام بشراً ویا
رفعہ اللہ الیہ ثوبین ولہ ولایا خاتو لا ولایا فی انفس الزمان بحکمہ بشری محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی امۃ ۰۰ فتوحات کی
نقلیں اس مسئلہ پر پہلے گندہ لگی ہیں۔

اگر حضرت شاہ ولی اللہ فوراً الیکبر می کہتے ہیں، نیز افضلاب ایشان یعنی خدا کی بجائے آسمت کہ ہم میں یکندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
مستولی شدہ است و فی الواقع وہ جبرئیل عیسیٰ اشتباہ ہے واقع شدہ ہو۔ دفع ہوا آسمان را قتل گمان کہ زندہ و کاہن کا ہر ماں غلام را روایت
غور نہ، خدا نے تعالیٰ ہر قرآن شریف از اللہ شہ فرمودہ کہ قاتلک و ما صلیک و لیکن شہیدہ لہو انسانہ۔ اسی طرح شاہ صاحب
ترجمہ القرآن میں (اعلم انو قد فی) کے تحت لکھتے ہیں آپس ہر گاہ کہ ہوا دینی مرزا اور میر اندی مومن نہیں کہتے، لہذا دفع سے جو فوراً الیکبر
میں ہے دفع روحانی لینا از قبول توہید القول بالایہ صلی بہ قاتلہ ہوگا۔

بعد شدہ بڑا صاحب جرات شخص اہدایت کا یہ کہ کا ذہلی اسلام اور اکثر اہل تحقیق نے سرت حیات یسوع اور دفع مجیدہ العنصری
کا ذکر کیا ہے، نیز تحقیق اس امر کے کہ ہم عصری کا دفع بھولب الشہوت کے ہوا یا نیز اس کے الغرض اس میں غرض ہی نہیں کیا بلات
بسن کے اہل تحقیق میں سے کہ وہ کو کرائی حیات و ہر ذہول، دوبارہ میں کے ہیں، مگر انھوں نے مسکوب الشہوت ہونے کو بھی غور رکھا۔
اختلاف صرف ان کے مسکوب الشہوت و عدم ذکر اس کے ہیں بڑا اند حیات و دعات میں، اور مرزا و ذہول سے اس قول میں دو مگر ذہول
یسوع پر سب ہی اتفاق رکھتے ہیں، ذہول بھی ہے، ظاہر ہے کہ کا ذہول اسلام اور جس اہل تحقیق کا اتفاق فی الزہول ابھی فرغ ہے، اتفاق
فی دفع ابھی کے، ماحصل یہ کہ مسکوب اہل تحقیق کی مخالفت کا ذہول اسلام سے سرت تعمیر پر نفی میں ہے، اندیشہ اس امر کی قطع نہیں کہ
کے نزدیک دفع اور ذہول روحانی ہو، بلکہ وہ بھی دفع اور ذہول جسمانی ہی کے عالم میں چنانچہ ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے۔

سوال

جہاتے ہر ذہنی کے اگر مسکوب الشہوت ہو تا تو انھوں عبارت شمس اہدایت کو جہات زہوتی۔

جواب

مختلف کو نقل ایچہ منظور تھا، کیونکہ بعض المومنین اور قسیری محمد الدین بن عربی

سوال

نقل عیینہ کی یہ ضرورت تھی؟

جواب

مقصود اس سے دفع ہم کہنے جو تاخرین کو ہر ذہنی کے حفظ کو ظاہر کر کے سے واقع ہوتا تھا، بناو علیہ حضرت شیخ نور محمد

دہلی دینی اعلیٰ تعلیمی کونسل کا تین بوفتہ ایسج سے شمار کیا جاتا تھا۔ لہذا بعد ذکر کرنے (بروزی) کے (محرز اول ایسج) کے ساتھ وضع کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال

شخصِ اہمیت کی حجارت میں کوٹھارے پر ہے جو دولت کرتا ہے اور وہ خود کو پرمیسی کا فرائی اسلام اور بعض اہل تحقیق و دہوں
حجرت کے قائل ہیں۔

جواب

[illegible]

مرد و شود سبب غیبه که خدا خواهد غیر ناشی از آن همیشه گرسنگ است

امروہی صاحب نے اس تمام پر صفحہ ۱۵۸ میں اپنی جہالت و تذبذب و اشتباہ کے مناسب حال یہ شعر قلمبند فرمایا ہے

رقی الزجاج و رفت الخمر ففتنابها و قضاکل الامر

رقى الزجاج درفت الخمر فشا بها وتشا كل امر

فكان ما خمر ولا فتوح وكان ما فتوح ولا خمر

گو یا امر وہی! اس قلعہ کے یکطرفہ میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ شیشہ اور شراب دونوں جلیق ہیں، یہی شخص الہدایت کے الفاظ و معانی گو یا شراب ہے، شرابی نہیں، یاد آگے یہ کہوں کہ شرابی سے شراب نہیں تو یہی کجا ہے۔

قولہ: 'میرزا ۲۷ ایکس' حرفیت جبانی اور عشویت (جو لازم مقننیت بالاضیاب کو ہے) پر ہم متانی نہیں۔

اقول یقینیت کا لازم مشقیت، بالعیب کو صرف آپ کا اور یوں کا لازم فاسد ہے۔ جو نہ باقیوں اور یوں یقینیت کی عبادت میں بنا برادر نقل ہو چکی ہے اس کا خاد یہ کہ کمونیت لازم ہے صرف اس یقینیت بالعیب کو جو مجرم میں مشتق ہو۔ اور جو کفر قتل اور مرگ عیبت بمانی میں متالی ہو جو وہ انداز قلب کا مقتضی ہی مشتق ہوا۔ بخلاف کو اتنی ہی مشترک کے بعد امر و بی صاحب کے صفحہ ۳۲، ۳۳، ۳۴ اور ایسی ہی اس کے حاشیہ متفقہ صفحہ ۳۷ کے چار سطروں کی بنا کہ فاسد قائل اس فاسد معلوم ہو سکتی ہے۔

قولہ: یصغرہم کہو کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مشائخ کبار و کفلاء کی کوکھیں چند ہاتھوں پر چل جاتی ہیں، یا مقیاد جمع کے مرفوع ہیں۔ اور ایسے ہی (۱۶۱۱) فشا، اونیخ و خبار کہا جاتا ہے اس میں اکثر ہی مرفوع اجمع ہوتے ہیں مرفوع الکرہات بلکہ عند اللہ معلون ہیں۔ آج کل ہی مرفوع نے زبردستی کوہ و تہذیب و تمدن کے معنی میں مخصوص نہیں کیں عند اللہ مرفوع الکرہات ہیں۔ تو کیا آپ کے

نزدیک دیکھا مرفوع بہم حضری مرفوع اللہ جات و مقبول ہائی ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں، اور کسی ہر لاف بیشی جو کو نہیں جو سہ دین
سکونت پتہ میں کیا آپ کے حذیر میں نفوذ باشر مودود و خون میں کلا و عاشا۔

اقول یسبحان اللہ ما شامہ استعول ہو تو ایسا ہی ہو تو دیکھا کی بی بی و بی بی کی روایت بھی معلوم ہیں رفت
و ان ہم رفت، رفت رفت و بنیم ماقبل شہر۔

عاشق ہوئے ہیں یار کے ہم کمر کی سید پر جزا، ہارست کوئی ستان میں نہیں

پہا کے نو پر کاؤ کی بالادہ حرکت رکڑوں کہاں، اور لانکا کا تھا کرے جاتہ سان پر جو ہر اللہ الیہ کے مستنون کی کیفیت ہے
یہ تھا، بولا نایاں پر شلق رخ جس اور غرض جس میں کام نہیں، ذرا آنکھ کھول کر دیکھو دما فشاؤ جہنم بالہ زلزلہ اللہ تعالیٰ میں کلام ہوا ہے
کیا لکن شہیدہ لہو میں شفق ہونے کی دوسرے ہشتابہ کی رنگت میں رنگین ہو گئے ہیں، یاد دہرا کے کو دیو کوئی ہے، جو کچھ ہو
نہدک ہو جو رخ جسی مذکور فی الآیت کے تفتش کے لیے مادہ جادو متر ہیں میں سے وہ اپنے لوگ ہوں گے جن کو لانکے نے امر از و حرم
کے ساتھ اور اٹھایا ہو جو ان کے رخ جسی سے مخصوص و خواہ پتہ دیتے ہیں، آپ نے پانچ سے شریک کو ان ایسا ہی ان کا کار کو جو پتہ
خبرہ اڑتے جادیں کہاں سے دیکھ لیا، کیا بقیہ زلزلہ اللہ تعالیٰ میں آپ کا نوالا مستعول انہ تو ان کو داخل کر سکتا ہے آپ نے شیخ لہو
کو نہیں ملا خط فرمایا جسکی البانی فی کفایۃ المعتقد بن من الشیخ عمر بن الفاضل انہ حضور جاننا فی ریل من اذالہ وقال
فما صلبنا علیہ واذ الجودک امتلا بطبعی غرض فرما طبرک برونہو فابستلعه شہر طبرک فغضب من ذل فقتل رجل قد
مزل من اللوام وعضو الصلوة کا غیب فان ارواح الشہد اعرفی حواصل طبور غرض لہو فی الجنة اولک ملہدا ولسیوف
واما شہدا المہیہ فاجساد ہونوا۔

تقریر: ہر کسی کو ملی کفایت المستعین سے بروایت باطنی شیخ فرمین قادر علی کا جہم دید و اہل نقل کرتے ہیں کہ شیخ فرمیک دلی اللہ
کے جنازہ پر جاسے، فرماتے ہیں کہ جب ہم جنازہ ادا کر چکے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس قدر سبز جادو آسمان سے اترے ہیں کہ ان سے آسمان
پھپ گیا پس ان میں سے ایک جادو جادو لگ اپنے اتر آؤ اُس نے اُس دلی اللہ کو اس طرح بگلیا جیسے کہ جادو ایک دام لگ گیا ہے
اور آسمان کی طرف اڑ گیا شیخ فرماتے ہیں کہ میں اس واقعہ سے تعجب ہوا، لیکن اتنے میں ایک شخص میرے سامنے آیا کہ وہ بھی آسمان سے
اتر آقا اور نازیں شریک ہوا تھا، اُس نے کہا کہ اُس واقعہ سے تعجب مت کر کیونکہ وہ شہید بن کی اڑیں جنت میں سبز جادووں کی
حوصل میں رہتی ہیں وہ کوار کے شہید ہیں لیکن جنت ہائی کے شہیدوں کے بدن روح کا کم رکھتے ہیں،

شیخ فرماتے ہیں کہ اسی کے مشابہ ہے وہ بعد جس کو ابن ابی الدنیائے ذکر کوئی میں زید بن اکرم سے روایت کیا ہے۔ کہ
ابن ابی اسیر میں ایک شخص ہابہ و زہد پہاڑوں کی قاروں میں شہاد کی جہالت کیا کرتا تھا، اور دنیا کے لوگوں سے کراہت تھا، اس زمانہ کے
لوگ قہ کے دلوں میں اس سے دو ٹوکا لیا کرتے تھے اور اُس کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان پر ایہ رحمت برسیا کہ آقا ہاں آقا ہاں فوت
ہو گیا، لوگ اس کے مثل کی تیار ہی کرتے گئے کہ انہاں ایک تخت آسمان کی بندی سے اترتا ہوا نظر آیا، یہاں تک کہ اس دلی کے نزدیک
آپسنا، اند ایک شخص نے کمرے ہو کر اس تخت کو کچلنا اور اس دلی کو تخت پر رکھا اور وہ تخت آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور لوگ کہتے رہے
کہ وہ ہوا میں اڑا جاتا ہے یہاں تک کہ ان سے پوشیدہ ہو گیا، خلت و شبہ ہذا اما الخرجہ ابن ابی الدنیائی ذکر المومن من زید
ابن اسیر قال کان فی بعض اسو اہل جبل ذی اعتزل الناس فی کھف جبیل وکان اہل زمانہ اذا خطوا اسفنا ثوابہ فدیعی
اللہ منفاہ و ضامات داخلہ والی سبحانہ فبہ لہو کذا لک اذا ہو بسیر و برقرت فی عیان الساموحتی انتفی الیہ فقام رجل

فأخذوا موضعه على السرير فارتفع السرير والناس ينظرون إليه في الهواء حتى غاب عنه نور.

عامر بن قہیرہ کا آسمان پر اٹھایا جانا

قدر سیوطی لکھتے ہیں کہ اس کا تہذیب وادب ہے جس کو اسی آد ابونعیم نے دلائل النبوة میں بروایت عمرو بن قنفل کیا ہے کہ عمار بن فیروز غلام اہل کثوفہ بنی شہید تھا۔ اور عمرو بن امیہ الضمری نے چشم خرم و کھانگہ کو اسی وقت آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ چنانچہ یہی عجیب و غریب واقعہ ضحاک بن سفیان کلابی کے اسلام کا باعث ہوا۔ اور اُس نے عمار بن فیروز کے قتل کا اور رخ کا چشم دید واقعہ اور اس پر اپنا اسلام لانا حضرت مسی علیہ السلام و آہ و سلم کی طرف لکھا۔ اس پر اس حضرت مسی علیہ السلام و آہ و سلم نے بر شاہ فرمایا کہ خاک کے عمار بن فیروز کے ہم کو کچھ پایا اور اُس کو مٹیں پر جا اُتار۔ اور یہی قصہ ابن اسعد اور حاکم نے کبیر میں بطریق عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی بروایت کیا کہ عمار بن فیروز آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اور وہ لکھتے ہیں کہ چشم چھپایا۔ اور عمار بن قنفل بھی اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے۔ اُس نے عمار بن فیروز کا آسمان کی طرف اٹھا جانہ لکھا۔ اور اسی طرح غیبی بن عدی کی نسبت احمد اور ابونعیم اور سیوطی نے بروایت عمرو بن امیہ الضمری حرم کی چشم سیوطی فرماتے ہیں کہ ابونعیم کے نزدیک غیبی بن عدی کا آسمانوں کی طرف مرفوع ہوا بتلی ہے۔ چنانچہ ابونعیم نے جواب دسوال کی صورت میں کہا کہ اگر یہاں عمار سے کہ مٹیں علیہ السلام آسمانوں کی طرف اٹھایے گئے ہیں تو ہم کہیں گے کہ ہمارے نبی مسی علیہ السلام و آہ و سلم کی اُمت میں سے ایک قوم آسمانوں کی طرف اٹھا لی گئی۔ اور یہ امر نبی علیہ السلام کے رخ سے ہی عجیب تر ہے۔ اور اس کے بعد عمار بن فیروز اور غیبی بن عدی اور ملا بن حمزہ کو واقعہ بھی بیان کیا جس کے معنی کا ذکر شیخ سیوطی نے سبب احوال النبی فی تہذیب میں کیا۔ اس کے بعد شیخ سیوطی نے ایک مشہور حدیث سے جس کو کوفی اور سیوطی اور طبرانی وغیرہم نے بروایت جابر بن عبد اللہ بیان کیا ہے۔ ان واقعات رخ کے فیرجال اور جن کو قنفل بنی نے پر استدلال کر کے کہا کہ عروہ و اعدیں جب کہ حضرت عائشہ و اخیوں کے زہم کے دروسے گھر میں کہ رہے تھے۔ جو عرب کے ہمارے میں شدت دروسے وقت ٹھنڈے ٹھنڈے تھے۔ تو اُس وقت اُن حضرت مسی علیہ السلام و آہ و سلم نے حضرت عائشہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ آئے کھڑے اگر تو کھائے کھڑے جس کے ہم اللہ کا تو لاگ بالضرورت اٹھائے جاتے اور لوگ تیری طرف دیکھتے رہ جاتے۔ یہاں تک کہ تو وسط آسمان میں جا بیٹھا۔ و ترجمہ شرح الخضر در کی حدیث کا صفحہ ۱۲۷ میں ملاحظہ ہو۔

۱۰۔ امر وہی صاحب! غصہ ہے آپ کے کہ شی کا دلیلی نہیں تو رفع کو مال یعنی اور کہیں اس پر تسبیح پڑھتے ہیں کہ ہمارے پر
یعنی بول دیا کہیں کہہ کر نکلتا ہو گیا ہوگا۔ پھر اترنے کے بعد کہیں کام کا ہوگا (انگریزی صفحہ ۷۷)۔ ازالہ اوہم کا ملاحظہ
کریں اور نیزہ از صفحہ ۷۷ و صفحہ ۷۸۔

گرہیں محنت است و این نملہ کار پنهان تمام خواهد شد۔

خدا را قرآن مجید کی تعریف سے باز آؤ۔ بعد اس کے معلوم ہو کر رفع جسی یعنی رفع و لاگو اہل اہتمام جو مسئلہ ہے۔ اور لاگو پاس کا مقابل بغض فی الارض ہے۔ جو بدو اور شاہک کے جو تباہ کن کار عملوں میں ہیں، باقرین میں، دھنساے ٹوٹے، اور وہی مشتق ہوگا۔ آپ نے اس کے لیے نوہین مودین کو کس طرح مادہ تحقیق بنایا۔

قولہ: جاتیہ سلفہ سفر او بیہ نیام کہتے ہیں کہ ایمانک صاحب کا مذہب موت آورد و قاتل کی طرح بن کر مرگ کا شکار ہے اور آپ کے نزدیک نہ باطن و ذہل بن جاتی ہیں جس میں گئے کیونکہ انہوں نے ہمیں سے ایک بڑے ایمان ہیں۔ اب آپ قرآن کو اس کی باتیں سناتے اپنے مذہب دین و جمال یا نازل ہوئی کہیں کہاں تصریح کی ہے۔ و ذہور ہر دم تصریح اقل و درجہ ان کی نسبت نکوت مانا جاتا ہے گھوڑی مذہب

[illegible]

لے جڑ صاحب نے جوڑ دی کہ خودی کا جذبہ بگڑنے پر قائم صلح غازی مشہور یا غری صاحب نے جس کا تہذیب بن دو فوں کے نقل میں
وعدہ کے نور و دل سے کام لیا ہے شیخ محمد اکرم صہری کی کتاب 'انقباس' انوارِ حق سے نقل کرتے ہیں۔ وہ جیسے بڑا عارف کا روح بینی اور ہمدی بڑی دروگہ گندو
نور بنی حیات انیس ہزار سات صدی تالیف ہے انجینیسی ابن حویلیس کا لکھا اس کے بعد اسی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ وہاں یہ تصریح ہے کہ
ضیعت است انقباس الانوار صفر صفر ہمدی دوسری جگہ اسی کتاب 'انقباس' انوارِ حق سے نقل کرتے ہیں۔ یہ کہ سفرِ قربانی رفتہ رفتہ کہ ہمدی بھر و حقان
بینی ہی پر پہنچتا ہے جس روایت سے بتایا نہیں ہے۔ ہذا لکھا کہ صاحبِ سیر و خواجہ حضرت سلامت پاشا علی اللہ علیہ و آلہ و سلم درود و یاد کہ ہمدی اذ
ہی لاھو زبہ و بینی باو آئند کہ وہ غافل نہ گزارد و جمع ماہان صاحبِ کلین بریں متین اندر چاہے شیخ علی اللہ بن عربی نے درود و یاد کہ ہمدی کی مستقل
نوشہ مست کہ ہمدی پھر حقان ان کی وصولی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی یاد و غافل نہ گزارد و جمع ماہان صاحبِ سیر و خواجہ حضرت سلامت پاشا علی اللہ علیہ و آلہ و سلم

میں مانتے تھے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ ایک سو برس تک زندہ رہے۔ اور ہر نئی اپنے باقی نئی کے نصف عمر کا ہے۔ اور اس حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں مائتہ برس کے برسے پر جانے والا ہوں۔ پہلے قول کو سب نے نصاریٰ کی طرف منسوب کیا اور
حدیث مانتے کہ وہ ذکر کے مافاضلین جو عقلانی نے خود غیر مستطیع کیا اور کہا کہ صحیح ہی ہے کہ عیسیٰ زندہ رہا گیا۔ اور ابن مسعود کی حدیث
اس کے بعد نقل کر کے ثابت کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ اگر کتب بیرونیہ و اقوال بیرونیہ بالاستقرار نظر ڈالی جائے
تو بجز یہ قہتہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر نئی اپنے باقی نئی کے نصف عمر کا ہے۔ اور افسوسناک کہ ابن کثیر نے علامت وضع حدیث کے کہتا ہے
قادیانی نے اپنے مکتوب میں جن امور کی نسبت مادی اہمت کو کمتر فرمایا ہے ان کا ثبوت

۱۔ لفظ من التمام کا ثبوت مرسل یا لا اثر دوسری اسحق بن بشیر و ابن عساکر و ابن عباس قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فقد ذلک ی نزل اسی عیسیٰ بن مریع من السماء۔ (الحدیث)

۲۔ حدیث کہ میں اہم ائمہ نے جو عیسیٰ علیہ السلام میں اہم فرماتے ہیں جیسا کہ پہلے نقل کیا گیا۔

۳۔ شیخ اکبر قزعات میں فرماتے ہیں۔ فانتہ لو بیت لى الا ان بل رقعہ اللہ الی ہذا السماء دوسری ابن جریر و ابن حاتم

عن ریح قال ان النصاری قالوا ان عیسیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ان قال السلام تعلمون ربنا سی لا یحوت

وان عیسیٰ یاتی علیہ القامہ کی تم نہیں مانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے جس پر موت نہیں آئے گی اور یہی پر موت آئے گی

۴۔ درۃ الدرائی بخاری کا مذہب تصحیح البخاری فی تاریخہ والطبری عن عبد اللہ بن سلام قال ید فی عیسیٰ بن

مریوع رسول اللہ وصاحبیہ فیکون قبرہ راہا (۲) (و جرح کا لفظ) قال الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم للیہود بن عیسیٰ لو بیت وانہ و اصبح الیکو قبل یوم القیامۃ۔ (مستور۔)

اسوی صاحب اس (الو بیت) کی تاویل فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ صلی علیہ وسلم کے بعد جس بارہ مفسر ۶۰ مفسر

مگر آگے جا کر (وانہ) راجع الیکو قبل یوم القیامۃ میں مکتہ حاضر ہو جاتا ہے شاید اس لیے کہ کیا کر لیں۔ اگر دانہ (رجع) میں انہ

کی تفسیر عیسیٰ کی طرف مانتے کہ اس کی تفسیر عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا ثابت ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ ہوگا کہ جو رو پر چندہ کا میرے پاس

بجسہ العنصری پہنچا گیا تھا وہی بعینہ دوبارہ لوٹ کر جس جگہ سے آیا تھا وہاں پر ہی نازل ہوگا۔ اور اگر دانہ) کا مرجع قادیانی ٹھہرنا

بموت قیامت میں اس کا ذکر ہی نہیں۔ اب ذرا دم کھا جانا صحت وقت علوم ہوتا ہے۔

نزول و رجوع نبوی کی تاویل انداز اس کی تردید ابتداء کتب میں مفصل لکھ چکی ہے ملاحظہ ہو۔ اور ماک نے اس حدیث سے اپنے

انیر میں جس کو ابام احمد نے اخراج کیا ہے۔ اپنی سند رکھ لیں کہ اسے (قد کو من مخرج الدجال فاعبط فافکھ لا انیکو میت اخی

انی ناتی الیکو بعد قلیل و اما انتو فلو توفی الی الناحی) (انجیل مطبوعہ میریت مشعلہ) غیر الدین اتقدی جواب ضعیف میں لکھتے ہیں

کہ حضرت عیسیٰ کا یہ قول تو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ (ان میں میں تم میں حکم حاصل ہو کر نزول کرے گا) (انی لیکو) اور (یسی) اور

(بل رقعہ اللہ الیہ) کو ملاحظہ فرمائیے۔

۵۔ بہر حال لفظ یہی عیسیٰ بن مریع و حکماء ۷۰۶۰ ہجریہ میں ابن عمر کی حدیث کے اخیر میں حاجا او معتمرا

و بعض صلی قبری ویسلمن حق و لا دن علیہ موجود ہے۔ اور ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفا میں

حاضر ہو کر سلام عرض کرے گا اور جواب سے شہرت ہوتا، یہ نعمت قادیانی کو بھی نصیب نہ ہوگی۔

۶۔ شمس الہدایت میں ذریت بن بکر و ابی عیسیٰ والی حدیث مذکور ہے جس کو ابن عباس نے روایت کیا ہے کہانی (الذاتہ المتفاد

اس حدیث میں (الی حسین نزدلہ من السماء) کا لفظ بھی موجود ہے۔ اس حدیث سے پہلے نوافل میں تادیابی کے کئی انور
ہاتے جاتے ہیں۔

لہذا دیت بن برتھ کا اس قدر زمانہ وراثت تک بغیر اکل و شرب کے زندہ رہنا۔

۴۰ جیسی علیہ السلام کے نژادِ نبی کی بشارت دیتا۔

۳۔ حضرت عمرؓ کا فضلہ اور یقین ہوسوار کی روایت وصی جنتی کو تسلیم کر کے اپنا اسلام وصی جنتی کی طرف بھیجا۔

۴۔ حضرت عمرؓ بعد چار بار اصحابِ باجریں و انصار کے عینی تہی اللہ کے نزول میں استسما کو میسر سمجھا، نہ کہ کوئی اس کا ثبیل آئے گا۔
۵۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفاتِ شریف کے دن (کہما دفع عیسیٰ) کا فقر حدیثی اکبر اور حضرت محمدؐ کی امت کے

عہدہ بلکہ راسخ و جبار اس وقت حاضر تھے سب کا تسلیم شدہ تھا۔ ورنہ حضرت نثار اگر کسی دفعہ عیسیٰ کو بھی جس دفعہ قادی کے متعلق حدیثی غلط فہمی درود ہے جو توفیق الہی اور ایت وہی ہیں تو تسلیم کر کے سلام مذہبی جیسے تھوڑا سا سلام ہو کہ اوقات خیرین کمال میں کلام

صرف یہی تھا کہ حضرت فرخسہ بہر سبب اضطراب و قلق کے وفات فرم گئے کہ ہر اس آدمی کو جنہیں بن پڑتی تھی بغیر اس کے کہ دفع کما دفع جیسا بن مویہ کہتے تھے یعنی اہل حضرت علیؑ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور اٹھائے گئے ہیں جیسے ابن مریم

انھیں لایا گیا، انہوں نے انھیں ان کے مقصد دوم میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ان حضرات صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں دنیا پر فائق اعلیٰ انعام فرمودہ و توفیق ایسے بے شمار بخشا ہے اور وہ ایسا نعمت ہے جسے ان کے اہل و عیال کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

کہ غزوات میں آپ نے کون کون سے مقامات پر حاکم بنے؟ آپ نے کون کون سے قوموں کو فتح کیا؟ آپ نے کون کون سے ممالک کو فتح کیا؟ آپ نے کون کون سے ممالک کو فتح کیا؟

وَسَلَوَقَدْ مَاتَ الرَّسْمُ لَمَّا قَالَ (إِنَّكَ حَيَّةٌ) وَأَمَّا هُوَ مَيِّتٌ (نُورِ آيت ۳۰) وَأَوَّلُهَا فَرَايَا-
وَعَاجِلُهَا لَبْسُ مَنْ قَبْلَكَ الْخُلْدُ (أَنَّا لَمِنْ مَيِّتٍ فَهُوَ الْحَيُّ) وَنَ (الْبَسْمُ آيت ۳۳) ثُمَّ نَزَلَ بِرُوحِهِ كَرَّ بَعْدَ مَوْتِهَا

هَذَا النَّاسُ إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ الْمَكْرُومَ الَّذِي تَتَّبِعُونَ فَإِنَّ الْهَكَرَ قَدْ مَاتَ وَإِنْ كَانَ الْهَكَرُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ فَإِنَّ
لِوَيْمَيْتٍ بِحَرْبٍ آتٍ بِرُحْمٍ. وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَلَا يَأْتُونَ بِلَاغٍ لِقَلْبِهِمْ

عقاب گھوڑہ (آئی عسوان - رایت ۱۳۷) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کا خیال تنویش کے باعث اسی طرح تھا کہ آنحضرتؐ علیہ وآلہ وسلم نے وفات نہیں پائی، بلکہ جیسی بن مریم کی طرح زندہ ہیں، اس کی تردید حضرت صدیقؓ نے فان رسول اللہ

لہذا علیہ وسلم وقد مات سے فرمائی۔ اور پھر اس و ہم کو رکوہ موت منافی بزوت کے ہے۔ اس آیت اِنَّا لَنُفِثُتْہَا وَاٰتٰہَا فُحُوْراً وَاَعْلٰہَا تَرٰہَا سے اور فرمایا یعنی موت منافی بزوت کے نہیں۔ اور یہی ہے ہامیقت لایزال آیات یعنی آیات کا سوق صرف اتنے

مکے جیسے کہ خیال تھا کہ انہیں بھلاک مرتے ہیں، اقطاب ہے پیئری اور موت باہم متافی نہیں۔ رہا یہ امر کہ سب انہیں بچے

لہٰذا اس سے عائد ظاہر ہے کہ عتیق باکر گاندھی آل حضرت علیؑ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا اثبات ہے جس سے صرف حضرت محمدؐ کے پہلے قرار دینا دفع الکی تردید منقول ہے ذرا دوسرے فقرہ (کہ دفع جینی) کی۔ ۱۲ منہ۔

میں میری (قادیانی) بشارت ہے۔

تنبیہ۔ بعد از خود اس امر کے لئے جس کی کج حالت حیات اور ایسا ہی اس کا نزول ایک اعلیٰ عقیدہ ہے، اہل اسلام کا جس پر آج تک نیک شفقۃ اللہ علیہ السلام اہل اسلام میں قلعی خیال کرتے چلے آتے ہیں، باوجود نرد و نژاد سے اعلیٰ و تنویر میں فروغ دینا ہی اس کا ہے، جو نبی اور علیہ السلام کا شاہ ہے اور یہ کہ ان حضرت علیؑ اور علیہ وسلم کے ہم فراہک اور سب اہل بیتؑ کے اہل بیت میں ہی مرکوز ہے، لہذا قادیانی صاحب اپنے مدعی میرس کے معاملہ میں کہہ سکتے ہیں کہ اس حضرت علیؑ اور علیہ وسلم کے اس خیال کو کہ وہ نبی و مرسل ہے، نزول کسے گا یا تو علیہ السلام یا تو علیہ وسلم؟ آپ کو آیات قرآنی سے بے اختیار قیور کریں یا یہ ثابت کریں کہ اس حضرت علیؑ اور علیہ وسلم کا خیال ہی ان کے مخالف تھا، ان دو مشوں میں سے قادیانی صاحب بعد اپنے پیروں کے ہر ایک کو قادیانی نے ہیں، مگر ان کو خدا کا ناکامیاب ہی سمجھتے ہیں، شیخ اول کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس حضرت علیؑ اور علیہ وسلم کو تنبیہ کشت میں غلطی ہو گئی ہے، یعنی غلام احمد قادیانی پر گناہ میں اہل مریم کشوں ہوا، مگر آپ نے اصل علیہ وسلم، یعنی نبی پر یہ سب لکھا، جو اس کی نسبت گواہی ہے کہ یہ خیال بالکل لغو اور منافقانہ لکھتے ہیں، کیونکہ اس حضرت علیؑ اور علیہ وسلم نے اہل بیتؑ کے مرسل و مرسل ہی کے لیے غرضی تفصیل و بسط و علامات و خصوصیات و تاکیدات سے اس میں کوئی فرق اور ایسا ہی ساتھ ثابت قیامت کو بیان فرمایا ہے، تاکہ میری اہل بیتؑ جو میرے مرسل اور فیروز و قبال سے مخلوق ہے، اور ہر قدر غلطی و تنبیہ کے اس غیر غرضی کا قادیانی نے بدل دیا ہے، کہ وہ خود اہل اسلام تک غلطی و غلطی ہو گیا، یعنی اللہ تعالیٰ کو میری ہر دشمنی کو واضح طور پر دیکھیں، جو باوجود اللہ تعالیٰ کے عطا ہونے کے غلطی و تحریف و تصویب کروں اور وہی باجمعی پر ان حضرت علیؑ اور علیہ وسلم و صاحب کلام و تابعین و مستقیم ہر آج تک رہے اور یہ خیال مراد میں کس اس طرح کے دوبارہ آنے کے قادیانی باجمعیہ شریک نہیں ہے، کیونکہ اب ایک بشر کو انھوں نے حق قیوم مانا، دیکھو یا ام شیخ، جس باوجود وغیرہ وغیرہ۔

یہ روئے اور دھڑلہ کاشف یا تیسری شے کو کہ شاہین بہت کوشاں نہیں کرتا، مگر باقی الفاظ باطل تیار کیا جا رہا ہے، مگر قیستہ اللہ
تعالیٰ فیض اللہ علیہ (ج) آیت ۵۷) اور نیز اس وجہ سے کہ باقی الفاظ صحابہ سے صحت کو جس پر رسالت و اتباع کے کاغذ کا دورہ
ہو ہے، اس اجماع کے بارے میں مرزا صاحب بھی تو اجماع کو یاد رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اذہان میں سے یہ دفع بھی ہے، اجماع جو ہے، ان کا
انکار کیا جاتا ہے۔ اور جب اجماع آنت کے کوڑا ٹھرنے پر چاروں طرف سے عین میں نظر آتے ہیں تو بحث کو بدل کر اس طرف
مڑ کر دیتے ہیں کہ یہ دفع ٹھوٹا ہی پر آنت کا اجماع ہی نہیں، بلکہ اس کی موت پر اجماع ہے۔ لیکن کوئی عربی و غیر عربی۔

دہا یہ دھوی کھل کا بستر لگا بیٹھنے کے مرنے پر زمین ڈاؤں کر لی، اتفاق ہے۔ ناظرین علامہ زبیر عثمانی معزلی کا قول نکشاف میں مذکور فرمائیں۔ (راقی مفویہ) اسے مستوفی اجلت ومعناہ افی حاصلات من لن نکشف الکفار ومخوفاتہ علی بوجل کتبہ اللک وحیثک حلف الفکاح لایبلیہم وروافک الی سمائی ومخوف لا شکوک نکشاف۔ مخوفیہ کے معنی میں انشاء اللہ اگر میں تیری اہل فوری کروں گا یعنی میں تجھے نکفار کے ہاتھوں سے بچاؤں گا، اُنہ تجھ کو اس اہل اور زمانہ کے شکست اور خوفوں کا جو تجربہ ہے، ایسے میں نے لکھ دیا ہے، اِن اور اس کا جسے محبت کا دنیا جیسا کہ بعد اس کے قبل عینین عینینہ ترجمین لکھا ہے، اس لیے تو کہے کہ اعدایہ ستارہ و حمیرہ اجماعی ولس قلعین لیل نکفہم اللہ والیہ کا معنا وہ مخوفیہ کے شکست اہل بدعتیہ کا قدیم و ناخبر کے کہ۔ امام بخاری کی طرف زینبہ است کہ اس کا مذہب حمیرہ اجماعیہ کے برخلاف تھا، بالکل غلط اور جہانت ہے۔

کیونکہ امام بخاری نے کتاب الامجاد میں ایک باب بعنوان باب نزول نبی میں مریم علیہ السلام مرتب کیا جس میں ایک حدیث اور ہر روایت کی روایت سے نقل کی ہے۔ والذی نفسی بینہ۔ اوجس کے اخیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آیت وکان جن اغلل الکلیف استقامہ کے مورد پر ذکر فرماتے ہیں اور دوسری حدیث کیف انتقوا انزل ابن مریم فیکرم امامکم منکوم اس باب کا عنوان ابن مسنون صاف بتا رہے ہیں کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے جس پر اجماع آیت کا ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ امام بخاری نے کتاب التفسیر میں سورہ آل عمران کے لفظ متوفیک کی تفسیر غلط تفسیر سے کر دی ہے۔ رد قال ابن عباس متوفیک معیتک تم اس سے ریاست نہیں ہو سکتا کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے کہ اس آیت میں توفی کے معنی موت ہیں۔ اور یہ صحیح ابن مریم پر چکا۔ اور جو بھی گو کہ سکتا ہے جیسا کہ اوپر باب کے عنوان و مسنون سے صاف ظاہر ہے۔ اصحاب روایت کے نقل و نقل روایت کے اس سلسلہ کی بیان کرنا ہے جو ان کو چاہے اس روایت کرنے سے ریاست نہیں ہو گا کہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کیونکہ جب ابن عباس کی نسبت ہو جس تفسیر کے کہ متوفیک معیتک یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ ان کا مذہب بھی وہاں صحیح ہے تو امام بخاری کا مذہب جو روایت کو گو کہ ہو سکتا ہے۔ نیز جو متوفیک میں و در وہاں کلمہ تحقیق و قات لہذا قال ابن عباس متوفیک معیتک و قات یصح کا فائدہ نہیں دیتا جب تک قطعاً تو قیضی کے متعلق کسی صحابی یا مفسر سے معنی موت کا نقل نہ کیا جاوے۔ بلکہ ابن عباس سے قطعاً تو قیضی کے متعلق دفعی کا معنی مروی ہے کہ اللہ المتوفی عنہ نقل فی شمس الساریت۔ اور قطعاً تو قیضی میں بھی اگر معنی موت کا ہی رہا ہوا ہے تو یہی آیت چو کہ کہتا ہے و بعد الزلزل سے لہذا و قات قبل الزلزل پر و قات نہیں کرتی۔ کما سیحی مفضل۔ ابن عباس کا مذہب یہی ہے کہ بیٹے نبی اللہ فوت نہیں ہوئے اور وہ بارہ آسمان سے نازل کریں گے۔ اسی لیے بر تقدیر ارادہ سے موت کے متعلق ہے ابن عباس کی آیت میں قیامت میں وہ بغیر فرماتے ہیں۔ اور دوسری کتب مصلح میں ایسے نسخاتی اور ابن ابی حاتم اور ابن مردیرہ نے تمام علی حضرت ابن عباس سے حضرت عیسیٰ بن مریم کا زہر آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ عن ابن عباس ان رجلاً من الیہود سجد و امر فندھا علیہم فسموہم قریحاً و خذوا زیناً فاجتعت الیہود علی قتله فلخبرہ اللہ بانہ یرفعہ الی السماء ویطوہ من صحبۃ الیہود۔ (صحیح نسائی) ابن ابی حاتم (ابن مردیرہ) قال ابن عباس سیدک اناس من اهل الکتاب یصلون علیہم یبحث فیہم عنون بہ (فتح البیان)

دو تفسیریں ابن عباس کے ایک اور وجہ سے جو قادیانی صاحب نے بڑے غور و ستاد پر بنا رکھی ہے۔ فاقول کما قال العبد الفصل الحادی عشر حدیث ابو بخاری میں بروایت ابن عباس ذکر کی گئی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اور صحیح و صحیح کے قتل کو ایک ہی رنگ کا قتل قرار دے کر فرمایا قطعاً تو قیضی اپنے حق میں استعمال فرما جو عیسیٰ بن مریم نے اپنے حق میں کیا۔ اور ظاہر ہے کہ حدیث متورہ ناد بالذکر شافعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرد شریف و مومن و پیر ہے کل تکلف ہو گیا۔ کہ بطور روایت قطعاً تو قیضی اثر سے متاثر ہو کر قادیانی صاحب نے نو روایت سے اسے انکار کر کے دستاویز بنالیا ہے۔ جی الواقع یہ ہے کہ قطعاً تو قیضی کا تعلق قیامت کے دن سے ہے جیسا کہ بڑے مشور میں مذکور ہے کہ قادیانی کسی نے کہا کہ اس آیت کا قتل کب ہو گا۔ کیا قیامت کے دن۔ اس پر دلیل یہ فرمائی کہ کیا تو نہیں دیکھتا خداوند فرماتا ہے۔ یہ تمام باتیں اسی دن ہوں گی جس میں تجوں کو سچائی نصیب دے گی۔ ہذا لایوم یبلغ الشہد قین جلد فہو دامت ۶-۱۱۹ حاصل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے فرمائے گا کہ تم کو کس قسم میں کبیرے صاحب نے میرے بعد کیا کچھ بنایا تو میں جواب اس کے کوں کا چیدہ ارکے کا بندہ صابر ہوئی مسیح کہ و کذبت علیہ فیہ ذنبا ما دامت رجھوہ قطعاً تو قیضی

۵۔ غنیمت جیسے کہ ابوہریرہ نے کہا۔

فلما اتواها رسول الحکری ودبت العینان فی الجفن

اور اسی معنی میں ہے ہوا الذی یتوکلواہ اللیل۔ مجمع البہار میں ہے۔ اسی میں لکھا ہے۔ اس آیت کریمہ میں بعد پر زنا تھا۔
کے سوال کا جواب ہو چکا ہے۔ کیونکہ نازل اللہ ہے اور مفعول ذی الزور انسان، حالانکہ کلمہ کے معنی قرار نہیں۔ اسی طرح
انہ یقتویٰ فی الکفش جیفن مؤنثہا والبقیۃ مؤنثہا فی مناسبتاں ہی بلکہ ایسے قبض کے ہے۔ اس آیت نے قطعاً
فیصلہ کر دیا ہے کہ کوئی آدمی چاہے اور موت اور حیات اور غنیمت اور ہزیمت۔

۶۔ مجاہدیت پر بعد تحقیق موت کے ہوا جاتا ہے۔ نتائج العروس ومن الجہازادکنہ الوفاۃ ای غلوت والمذیۃ وتوفی
غلان اذا ماتت وتوفاۃ اللہ عند جل اذا قبض نفسہ وفي الصلحہ روضہ مجمع البہار میں ہے۔ وقد یکون
الوفاۃ فیضالیس بحوت۔

اگر کل تفریقات و وفی پر پڑے شخصی و شخصی و فنی نظروں کے واسطے تو صاف واضح ہو جاتا ہے کہ کوئی کسے معنی تحقیق موت
نہیں۔ اس تحقیق سے تاثرین پر واضح ہو گیا ہے کہ قال کو بمن بقول کے لینا امام بخاری کا مسلک ہے جس سے ان کو جماعی عقیدہ اور امام شافعی
نقل سے تطبیق دینی منظور ہے۔ درہ زہد پر تحقیق مذکور متعلق بنے نو فی اگر قتل اپنے معنی تحقیق میں ہی لیا جائے۔ اور توفی و وفات اس
حدیث میں بھی مثل آیت اللہ یکتویٰ فی الکفش، ان کی موطا پر توفی حدیث، اقول کما قال العبد الصالحۃ اور اسی طرح آیت کُنَّا
نُؤْتِیْکَ تَنَیِّیْنِ اگر بجماعی عقیدہ کے یہ وفات افادہ نہیں دیتی، کیونکہ کُنَّا تَنَیِّیْنِ کا معنی کُنَّا تَنَیِّیْنِ جہتہا۔

قولہ میں فرم ۲۲ ہم یہاں پر بحث کوئی متعلقہ کہ بل اور نیز ان الفاظ کو جو سخت سے اس جگہ مراد ہو چکی ہیں تفسیر میں کرتے۔
اقول۔ اس مقام پر بھی جناب مولوی صاحب بر تعلیم امروہی، محمد شریف و وزیر شریف و دیگران و پیشاد کو دوسری فرسید
مواضع میں بہت کچھ فرماتے رہے۔ باوجود اس کے پھر ہم تفسیر کی وجہ یہ بیان کی کہ در صورت تفسیر کرنے کے لوگ مجھے مزانی سمجھیں گے
دونوں صاحبوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ کچھ اندر ہم کا درود کو فائدہ جلیل میں لکھتا ہوا ہے آپ اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ و کھود و
بل یکن فی الجملۃ للابطال والاشقیال و ما قبل بل حدیث نیست بعاطفہ بل ابتداء ایہ و ذہب الیہ اس ہشام
من النہایۃ والاختلاف فی التحدید فہم موع کما بل من اقامۃ دلیل علیہ بل قاصر الدلیل علی اختلافہ لآلہ یوجب
الاشتباق فی العطف والابتداء و عدم الاشتقاق غیر کما مر بل ہو حقیقۃ فی الاعراض و هو متوقع تلافی بکون جعل
الاول مسکوناً و هو حقراً لابطال الاول نفسہ و عرضہ ہذا (بحوالہ علوم مسلک انشہوت)۔

قولہ۔ صفحہ ۳۲ اولت بنادے کہ ہم صبح الزور کا ذکر اس رکوع بلکہ اس کل سورہ میں بلکہ کل قرآن میں کسی جگہ آیا ہے یاں
البتہ یہ جیسی کہ میں کہ انصار مذکور ہوا ہے۔

اقول۔ یہ جیسی کہ میں کہ انصار مذکور ہوا جس کو آپ نے تفسیر کیا ہے یہی مراد ہے ہم صبح الزور سے نہ لفظ ہم صبح الزور کا۔
قولہ۔ سو اس کا رفع و ربابت ذکر فرمایا گیا۔ بعد کہ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے۔ تِلْكَ الْوَسْطَى كُنَّا بَعْضُهُمْ حَتَّى
بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَ رَفَعَ بَعْضُهُمْ رَتَجِبَ (یعنی ۲۵۳) ایضاً قال اللہ تعالیٰ وَ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ فِتْنَةً
الَّذِينَ وَ رَفَعَهُ بَعْضُكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ وَ رَتَجِبَ (الغلم - ۲۵) ایضاً وَ كُنْتُمْ تُكَلِّمُوْنَ فَخَصَاءَ هَٰؤُلَاءِ لَئِنْ أَتَاكُمْ مِنَ الَّذِينَ
هُوَ لَهُ (اعراف - آیت ۱۶۶) ایضاً وَ رَفَعَهُ مَكَانًا عَلِيًّا (مریم - ۵۷) ایضاً وَ رَفَعَهُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ الَّذِينَ آمَنُوا

اَوْ تَوَلَّوْا الْعِبَادَةَ وَتَجِبَ لَكُمْ اَدْلُهُ آیت ۱۱۰ وغیرہ۔

اقول۔ اس بات میں کوئی خیر نہ ہائے صریح ہم عصری میں مکتوح یعنی پروردگار میں، خلاف مانی فی عمل نزع میں کیونکہ
میان و مسباق اور منصب و قلی طور پر قرینہ یعنی بن حرم سے ہم عصری لینے کے لیے۔

قولہ ۱۱۰ شامل مختلف مکتوبات و غضب الصغیر وغیرہ نے معنی دفع کے تعریب کیے ہیں۔

اقول۔ یہ معنی وہی معنی ہے جس کو قاضی نے لکھا۔ اور یہاں پر بھی وہی لغزش ہے جو قاضی کی عبارت میں آپ لوگوں
نے کمالی میں تعریب امر انکا معنی وہاں ہی ہوگا جہاں دفع کا جملہ انی ہو افتخار اقتدار و زیر کجی صلا دفع کا الی ہو۔ وہاں پر
جو مختلف معنی امر انکا لایا جاوے اگرچہ قرینہ صراحتی ہو جو ہو۔

قولہ صفر ۲۔ لفظ دفع کو بھی غما نہیں نے جو بل دفعہ اللہ میں رخ جہانی ہو رکھا ہے اسی قبل سے ہے جو بیان کر چکا
ہوں یعنی یہی جہات ہے کہ جو جس جگہ پر معنی دفع کے وضع بھی کیے گئے ہیں، تو ان کو عقب ثواب جس بات کا قرار دینا کہ دفع اللہ
الیہ میں بھی دفع جی ہی مکتوب ہے۔

اقول۔ جناب میں کیا ماننے جاوے ہو کہ جس جگہ شریعت کے معنی دفع جی لینے کے لیے صرف یہی وجہ لکھی ہے کہ
بعض مواقع میں دفع سے دفع جی کا اثر ہو تا علت ثواب ہے دفع جی ہی کے لینے کے لیے پر عمل میں۔ اب تک میں کچھ دفع جی
لینے کے لیے تو قبل بل اور ما بعد اس کے تعداد کا ہونا جو اوپر بالتفصیل شریعت الہدایت میں لکھا گیا ہے، قطعی دلیل اور برہان قاضی
میں نے کہا تو ایت جو قتادہ کا تحقیق دفع امر انکا کو کرم کی مشورت میں لکھا تھا اس کا تاہ و تو کہیں طرح پر ملک کے سامنے اللہ کو رکھا گیا
ہے۔ بلکہ معقول و معقول و دون کی قلی کلمہ گئی ہے لغزش ہو چکا آپ نے تفسیر و تبدل شریعت الہدایت کے قوانین میں جسے ہم خود ثابت
لکھنے یا تو تفسیر العقبہ کیا، اس میں آپ کی قطعی اور جہات رد و ردوش کی طرح تاخیری پر ظاہر ہو چکا ہے۔

قولہ صفر ۳۔ ہنسی میں آپ لکھتے ہیں۔ یہ سب محاورات جو وقت نے اہل فکر پر ذکر کیے ہیں کسی میں دفع جی نہیں ہے
بلکہ دفع و دعائی ہے۔ فہذا المحاورات بدلیل لانا لا نکور علیہ کو کھلینا ۱۲۰

اقول۔ میں جملہ ان محاورات کے جو شریعت الہدایت میں لکھے ہوئے ہیں۔

ایک تو یہ ہے دفعہ الی یدہ ای دفعہ الی غایۃ طول یدہ لیسوا للناس فی خضر و یجمع البہارینی اس یاں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اویا لکھا یا تو کہ لوگ دیکھ کر اظہار کریں بھرت ہی اب نہایت کہ اس پانی کی روح کو آپ نے اظہار کر لوگوں کے
سامنے دکھلایا یا خود اس پانی کو۔

اور محاورہ جو دفع اللہ یدہ الی عثمان۔

تبریر ید دفعہ الی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جو تھا جو دفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار الی الخواتمہ لیضبط الی ید واللہ اجتمع البصار۔ مطلق
احمال انسان کے لیے خواہ وہ فکر کر سچ ہو یا غیر ان کے، حق سمجھتا تو تعالیٰ حسب تعادلات مراتب نیزہ عامل صورتیں اور شکلیں پیدا
کر دیتا ہے۔ اور ان اشکال کے لیے ایک حکم جو تاسے اور ایک دفعہ چنانچہ حضرت شیخ قدس سرہ تو خیالات و امراض عقاب کے بیان
میں فرماتے ہیں۔ واما الحروف للفظیۃ فانہ لتتشکل فی اللہ و لہذا لاتصل بالجمع حلی صورۃ مانطق المتکلم
فاذا تشکلت فی اللہ و قامت بہا و ازلحہا اس کے بعد فرماتے ہیں ثم بعد فالت ملتحق بساوا لا موصوفین شغلها

[illegible][illegible]

قولہ۔ تو میرا ابن عباس جلیلوہ و بارہ مرقع ہونے پر میرے کعبہ کے چاروں اطراف پر ایسی بات سے ہے متقابلہ اور مذکورہ و مذکورہ
مذکورہ کے کعبوں کے قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اقول کیوں نہیں ہو سکتا جب آپ کی اولاد نہ ہو تو وہ جو مرقومہ جہاننا منثور ہو کر اتر گئیں۔ رہا امر اثر ابن عباس کا ہے آپ نے اسرائیلیات سے شہر لایا ہے اس کے متعلق مفسرین قبل از واقعہ صلیب مسیح کے زلفہ بحمدہ العنصری اٹھایا جانے کا کوئی بیان کرتا ہے

میں سے قائل نہیں تو بالضرور ابن عباسؓ نے اس حضرت سنی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوگا کیونکہ کئی دفعہ ابن عباسؓ وغیرہ نے آنحضرت
 سنی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں اولیٰ آخرہ سنا یا اور فرماتے ہیں کہ وہ ہر دفعہ ایک آیت میں استعاذ کیا کرتے تھے بغیر تحقیق
 کے آگے نہیں جاتے تھے۔ دیکھو حدیث تفسیر میں کثیر اور چونکہ یہ مسنون اجتہادی بھی نہیں یعنی ابن عباسؓ اپنے قیاس سے یہ خبر نہیں دے
 سکتے تو امام احمدیث مرفوع کے حکم میں ہوگا (دیکھو امر وہی صاحب کی تفسیر مسک المصابیح صفحہ ۷۷) جس میں مخالفت قیاس کو
 دلیل مرفوعیت حدیث کی بجا آگاہی ملتی ہے (اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ ابن عباسؓ کے ارکان مسنون بالکل مطابق ہے آیت
 مذکورہ کے بلکہ بغیر مسنون ابن عباسؓ کے کوئی مسنون آپ کی زالی تفسیر کا مطابق ہی نہیں ہوتا۔ نیز واضح ہو کہ ہم حضرت علیؓ کا اٹھایا جانا کوئی
 محال امر نہیں۔ اس کے واقعات ہماری اسی کتاب میں جو اوپر گزر چکے ہیں بجا لاء شرح السنۃ ولاحظہ فرمائیں اور معراج بھی آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس پر سب اہل کشف و شہوت و بین ہیں وہی قویٰ تغیر ہے۔) بقاعدہ اربعہ جی کے لیے
 قولہ صفحہ ۳۸ سطر ۱۰ اور ہم یہ یک کہتے ہیں کہ یہاں ہر دفعہ کاملہ الیٰ ہوا بالضرور ہر دفعہ منزلت بغیر ہر دفعہ جی کے مدلول غلط
 رہن کا ہوگا۔

اقول۔ یہ آپ کے نبی بھائی نے قول انیل کے صفحہ ۷۰ سطر میں لکھا ہے۔ اور نیز اس مقام میں جلد ہی محمد الیٰ کے ساتھ واقع
 ہے جس سے مرتب قرابت کے معنی ہی مراد ہیں۔ استی (قرابت کے معنی ہی میں جو جی ہے وہ صر کے لیے ہے) یعنی یہی معنی قرابت
 لکھنا ہوگا بغیر اس کا۔

قولہ صفحہ ۳۸ الغرض جلد رضی الی اللہ عنہ اصناف مذکورہ اور اور اور اور کے فریضہ مبارک اور اور معنی رضی جی سے ہے۔

اقول۔ اور اور اور اور کامل انھوں کو معلوم ہو چکا ہے۔

قولہ صفحہ ۳۸ پس اس عرفی عامہ کو آپ مطلقہ عامہ کیوں کرتا کہتے ہیں کیونکہ یہ قیستہ کہ جس جگہ پر رضی الی اللہ عنہ اصناف مذکورہ
 کے ہوا جس جگہ یعنی رخصت منزل کے ہی ہوں گے بالہ و ام بقیۃ عرفیہ عامہ ہے نہ مطلقہ عامہ۔

اقول۔ مجھے حضرت تفسیر بیان پر پڑا ہے لفظ المستعمل بالی یدل علی دفع المنزلة۔ یا یوں کہنے لفظ المستعمل
 بالی یدل علی دفع المنزلة یعنی لفظ دفع میں کا ہوا لفظ کیوں کہ دفع منزلت پر یا اثر اوس سے دفع منزلت ہوتا ہے
 لفظ مستعمل بالی کے ہونے کے متعدد اوقات میں سے بعض وہ اوقات ہیں جن میں ولات یا لاہ مذکورہ پائے جاتے ہیں اور بعض وہ
 اوقات ہیں جن میں مخاطبت یا اصل واقعہ سابق و سابق یا لاہ ہے اور انہی متعدد اوقات میں سے بعض وہ اوقات ہیں جن میں
 ولات یا لاہ مذکورہ متعلق نہیں ہوتے جی کہ وہ اوقات جن میں مخاطبت مذکورہ متعلق نہ ہو۔ بعد اس تفسیر کے اصلے طالب علم بھی جاننا ہے
 کہ قیستہ مذکورہ (اللفظ المستعمل بالی یدل علی دفع المنزلة) اور مطلقہ عامہ سے عرفی عامہ کیوں کہ مطلقہ عامہ ہی تفسیر سے جاتا
 ہے جس میں لفظ الجہت یا الجہت فی وقت میں اوقات و جہات اللات کیا جاوے وہاں فی میں ثابت ہو مشروح دفع ہے جو متصل ہوگا
 الیٰ ہو اور مخاطبت یا اصل الجہت یا دفع مخاطبت یا اصل الجہت کے اوقات و جہات اللات مشروح کے اوقات میں سے ہیں اور جہت یا
 اس لیے نہیں ہوگا کہ عرفی عامہ میں محکم بدوام الجہت یا بدوام السلب بشرط وصف الموضوع کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس وصف الموضوع

لے امر وہی صاحب، اپنی ہی عبارت صفحہ ۳۸ سطر ۱۰ یعنی کہ مطلقہ عامہ کیوں کہ اس حالت گذشتہ میں سے مذکور میں استعمال ہوتا ہے، یا عبارت مجھی
 صفحہ ۳۸ سطر ۲۰ کو ۲۰ لکھنا ہوگا۔

سے وصف عنوانی موضوع کی ہے یعنی جس وصف کو قیصر عمر لیا جلد سے ذات موضوع کے لیے جیسا کہ کل کاتب محض اصطلاح
 بالذوالدام صدام کاتب اس میں وصف کاتب عنوان عمر لیا گیا ہے ذات موضوع سے اور ظاہر ہے کہ قیصر مذکورہ ارفع مستعمل
 میں وصف حاجت یا عدم حاجت کو عنوانی موضوع میں عمر لیا گیا اور قید (مع اوصاف مذکورہ) آپ کا مشاعرہ ہے ہمارے مخاطب
 میرا صاحب اور مصنف قبل کمال نے صرف (ان کے جلد و اندھ کو محفوظ لکھا ہے جس کا آل (الذوالدام المستعمل بالی یدل
 علی دفع المذلة) ہی کی طرف ہے دیکھو عبارت متعذر قبل کمال میں صفر ۳۰ سطر کی جو اوپر لکھی گئی ہے اور ان کے اندر آپ کا مشاعرہ بھی بعد
 مذکورہ قیصر متعلق بہ حق اوصاف مذکورہ جو ناظرین کے پیش نظر کی گئی ہے اہل ادب و ادب جو عیسایہ قیصر پڑھنے والے طلبہ دیکھو
 حضرت اموی صاحب کاثر الاصل کو اس جگہ پر وہ اثر مطلقہ کو عرفہ مار بنا رہے ہیں۔

قولہ صفر ۳۰ سطر دیکھو حضرت یہ صاحب کا سلف کہ اس جگہ پر مطلقہ عامہ اور محصور لکھیے میں تعادل بھر رکھا ہے یہ مطلقہ
 عامہ محصور لکھیں جو سکتا اور نرسا لکھیں۔

اقول حضرت بن شنیع بیت ۷

فسم من کر نہ کنند مستیع وقت طبع از عظم جوی

شخص الہدایت کی عبارت (مطلقہ عامہ محصور لکھ کر لکھا ہے) کا مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں نے اپنے توفیق کے اثبات
 میں صرف لکھ کر ہی پر جو شرط ہے شکل قول میں ابتداء کی چاہیے تھا کہ دوام الحلق یا عرفہ مار میں اس کا بھی ثابت کرتے تبویر
 و معنی (دفعہ اللہ الیہ) سے مراد دفع منزلت ہے۔ و التامیل اس لیے کہ یہ دفع مستقل بانی ہے۔ اور جو دفع مستقل بانی ہو مراد اس
 سے دفع منزلت ہوا کرتا ہے۔ (و اعراض شخص الہدایت) اس لکھنے میں صرف کثرت پر نااہل ہونا ہی ثابت ہے کیونکہ اگر لکھنے کو
 مطلقہ عامہ عمر لیا جاتو قیصر ہی مطلقہ عامہ ہی بکلا یعنی دفع مستقل بانی مراد اس سے دفع منزلت ہوتا ہے۔ فی وقت میں
 لوقات وجود الذات اسے وقت المطابۃ باصل الواقعة و الحسیان و السباق اور عدمی یہ تھا کہ اللہ سے مراد دفع
 منزلت ہوتا ہے دائما اور اگر لکھنے دفعی طور پر عرفہ مار مانجا دے تو عدمی طور پر نہیں ہوتی کیونکہ صغریٰ میں محمول دفع مستقل بانی
 ہے مطلقا اور اگر لکھنے میں موضوع دفع متعذر باوصاف ہے پس جو عدمی طور پر اوسط کے دلیل متعذر طلب نہ ہوئی اور آپ کا سوال فیل
 قول کیا مطلقہ عامہ محصور لکھیں جو سکتا اس صاحب میں ہو سکتا رہے کہ مطلقہ عامہ محصور ہو یا عدمی مطلقہ۔

سوال

صغریٰ میں محمول دفع مستقل بانی ہو سکتا یا اوصاف مذکورہ ہے۔

جواب

برہن میں یہ لکھا کہ بن شنیع نے دوام الحلق میں ہے اور آیات اسمیٰ اس پر ہدایتیں دوام الحلق مراد دفع منزلت
 علامہ نے جو نے مطلقہ لاصل الاقد کے کئی معاصر لکھے ہیں جو اوپر آیات کے ترجمہ میں بیان کی گئی ہیں۔ علامہ صاحب شخص الہدایت
 کی عبارت کا یہ کہ قول مذکور جو فی الواقعہ مطلقہ عامہ اور ضلالت ان کے مدعی کا ہے۔ اختلافات ہستی الاطلاق العام والذوالدام صرف
 اس کے محصور لکھ کر ہوش پرور ہے ہیں۔ علامہ صاحب تک اس کا عرفہ عامہ مانع لکھتا اور بعد ازاں عدمی طور پر لکھ کر کہ قابل التبا

دلیل سے ثابت نہ کریں صرف کلیت ان کے لیے مفید نہیں ہو سکتی۔ یا مدنی کو بھی حلقہ عام ظہر کا کردار وقت میں اوقات القرات سے بالخصوص نوی وقت الاوصاف لیا جاوے اور پھر صغریٰ میں ہی تحقق الاوصاف دلیل معتول سے ثابت کر دیا جاوے تو بھی ان کا مذہب حاصل ہو سکتا ہے۔ الغرض قضیہ کو قواعد حلقہ عام بتاویں یا غرضیہ عامہ و ہر کیفیت پھر بھی بغیر اس کے کہ اوصاف کا تحقق صغریٰ میں ثابت کر دیا جاوے قیاس مذکور ان کے مذہب کے لیے نتیجہ نہ ہو گا۔ اور ناظرین پر ظاہر ہو چکا ہے کہ تحقق اوصاف کے لیے جتنی کاروائی امروی جتنے نے کی تھی وہ سب خصوصاً قاعدہ اور بایں ساحلہ سے جامد استوار ہو گئی۔

بیان واقعی۔ اس میں شک نہیں کہ شمس الہدایت تھوڑے دنوں میں فاضلہ اوقات میں بھی گئی۔ اور جو کچھ بعض اوقات کاپی نویس کو استعمال شدہ کاغذات پر مضامین لکھ دینے جاتے تھے ان کا کتب کو بعض کلمات میں اشتباہ ہوا تھا کیونکہ لکھتے ہوئے کاغذ پر لکھنا ہی ظاہر ہے کہ جو شب اشتباہ ہوتا ہے خصوصاً جب کہ کاپی نویس جو بھی نہ لکھتا ہو سو وہ میں پہلی عبارت اس طرح ہے (مطلقة عامہ کو دائرہ مطلقة اور منکوحہ تصور کیجئے لیکن کاپی نویس جو کچھ منطق کے بعض مصلحات سے واقف نہ تھا۔ اور کاغذ بھی موجب اشتباہ تھا۔ لہذا افضل کہتے وقت اس نے عبارت مذکورہ سے صرف حلقہ عامہ اور منکوحہ لکھ لیا اور غلط عمل اور دیباہی و اترہ مطلقة و دنوں نقل میں رہ گئے۔

قولہ صفحہ ۹۶ سطر ۱۰ اور تحت رسالہ کی یہ بری فعلی ہے کہ رفع جسی اور رفع بحسب الدرجہ میں نسبت تساوی کی بکری ہے۔ حالانکہ ان دونوں میں اگر ہم رعایت نزولت کی کریں تو عام خاص میں وجہ کی نسبت ان میں ملن سکتے ہیں۔ مگر یہاں پر تو جو یہ مذکورہ سوار رفع بحسب الدرجہ کے دفع جسی پر ہی نہیں سکتا۔

اقول۔ اسے خدا کے بندے کسی توحید بولا کہ وہ ہم نے کس جگہ رفع جسی اور رفع بحسب الدرجہ میں نسبت تساوی لکھی ہے، بلکہ صرف استقام کا رفع بحسب المرتبہ کو اجتماع دونوں کا معنی فیہ یعنی باوہم میں لکھا ہے کہ آپ کے نزدیک باستقام اور اجتماع میں تساوی ہے شمس الہدایت کی عبارت یہ ہے (معاذک ما نحن فیہ میں تو رفع جسی کی ضرورت میں رفع بحسب القدر بلاول و اواخر من معلوم ہوتا ہے صفحہ ۱۸ سطر ۱۰) لہذا آپ نے جو ہر رعیات فرما کر معلوم و معلوم میں وجہ کہا ہے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ رفع جسی سے مراد تو بڑھ رہا ہے جو مدلول ہے دفعہ اللہ الیہ کا یعنی رفع جرم سبب کا بذریعہ خاک کے آسمان کی طرف۔ اور ظاہر ہے کہ اس رفع جسی اور رفع بحسب الدرجہ میں معلوم و معلوم ملحق ہے نہ ملحق۔

قولہ صفحہ ۱۰۲ سطر ۱۱ میں آپ لکھ چکے ہیں کہ **قوله الله انييه كوقاس يا انيها النفس بالظن** انرجیائی ذیلی و اجنبیہ متوہیۃ پر گناہ ہے۔ اور اب دونوں کو متساوی بنائے فرماتے ہیں **هذا مشی عجیب و لشعر ما قبل و دروغ گوئے** راجعاً بنا شد۔

اقول ہم نے تو بانی اللہ و ابی الرب ایسا ہی ابی التبار کو متساوی بنی العنی قرار دیا ہے کہ وہ غالب طور پر اس مضمون کو شمس الہدایت کی عبارت سے لکھ سکتا ہے عبارت یہ ہے (خدا کی طرف مرفوع ہو یا یا چڑھ جانا اس کی صورت یہی ہے کہ آسمان کو جو کل جہو کریں کہ اسے قرار دیا ان کی بنائی جاوے) لفظ (خدا کی طرف) عبارت مذکور میں صلیح نظر ہے۔ اور معنی حرفی چونکہ بغیر اضمحام متعلق کے مستفاد صرف حرف سے نہیں ہو سکتا۔ لہذا رفع اور رجوع اور صعود کا ذکر بھی ضروری کیا گیا ہے۔ کاش کہ اصل عبارت کی تصریح ہی باری باری ہوئی تو آپ ایسے دیکھ کر اعتراضات فرماتے نہ کہ ان کی تردید میں قضیہ اوقات کرنی پڑتی۔ اور دلیل دفعہ اللہ الیہ کا قیاس یا اللہ النفس الیہ ہے یا ہوئے کا مطلب ہے کہ متعلق رفع کا معنی مرفوع جرم ہیوی ہے۔ بذیل مابق اسے دہر متفوق

ہو چکا ہے مگر جو تو ایسے موارد میں دفع الی التمام ہے شک دفع درجات کو تسلیم ہوتا ہے۔ یہ ہے وہ استبانات جن سے نئے
مفسرین نے، ماشاء اللہ تقریباً دور اسلام کو جو ہم خود مشن فرمایا ہے، جو کہ قرآن کریم کے موارد میں لہذا بنی بزم بایں اہل حقین کے
جن کا مسلک تقدیم کتاب و السنۃ علی راسے، مردود نہیں گئے جس سلمان کا ایمان ذلک الکتاب کا تکیہ بنیو ہے
وہ کب نہ لے مفسرین کے دام میں پھنسا ہے۔ سچ اور جیسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک فرماں یہ یحذرون من الدین کما
یحذروا اہل اسلام کو ذہنی بغیر اور استنباط مقبول ہو سکتے ہیں جو مخاطب جن کو کلام باری کے بعد عمارت قواعد جبریدہ و اصولی ادبیہ
کے و اہل اہل اسلام کو ہم اہل حق کو بعد اس کے کو حق ائمن المؤمنون یمنوا انزل الیہ من فیہم و انزلوہم عن ربہم آیت: ۱۸۵) کا
ہو چکا ہو، الحمد للہ علی ذلک، کس طرح ترک کر دیں، اور چند جملہ رسمی مولویوں کا اتباع، جو مصداق نبویؐ ہوں ان یحذروا انزل اللہ بنوحہ ۱۸۵
کا جو ہے ہیں، با اختیار کریں۔ الغرض جب کہ قرآن کریم حق کے ساتھ اسی تبارک و تعالیٰ نے اُنارہا، اور اُسی نے اس کا بیان اُنکے بان
وہی ترجمان آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسب احکم ہدایہ اللہ کے کر دیا۔ تو پھر یہ کتاب نور بیان پاک آں حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ہم کون کون متعارض ہو سکتے ہیں تاکہ تاویلات و تحریفات مخمر گردہ تاویلات کی شنی جابیں منشاء فرما کر کہ کب ہو سکتا ہے
کہ جب حسب قولہ تعالیٰ اِنَّا نُنَزِّلُ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِنُخَلِّقَ بِهِ لَیْسَ لِنَاسٍ یَمْلَکُ اَنْ یَّکْفُرَ بِاللّٰهِ وَ لَکُلِّ لَیْسَ لِنَاسٍ یَّحْصِیْہُمْ
(النساء - آیت ۵)

اور وَمَا نُنَزِّلُ الْکِتَابَ اِلَّا بِالْحَقِّ لِنُخَلِّقَ بِهِ لَیْسَ لِنَاسٍ یَّحْصِیْہُمْ
اور وَمَا نُنَزِّلُ الْکِتَابَ اِلَّا بِالْحَقِّ لِنُخَلِّقَ بِهِ لَیْسَ لِنَاسٍ یَّحْصِیْہُمْ (غل - آیت ۲۳)

اور حسب فرمان نبویؐ قال صلی اللہ علیہ وسلم لا دانی اوتیت العتوان و مثلہ معہ یعنی آں حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو لوگوں کے تنازعات کے فیصلہ کرنے کا حکم ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم العیاض باللہ اس کتاب میں قرآن کریم کے
میں کو نہ جیسے ہوں اور وہ فرمایا کہ تاویلاتی اور اس کے وہ میں مولویوں کے بلیے امانت رکھی ہو۔ تعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ
الہیجۃ۔ مثلاً نواہد، کہو کہ حسب وندہ و انما نحن نزلنا الی الذلک و اِنَّمَا لَہُ خُفِیُّوْنَ (الحجۃ) کہ جب تیرا رسول بعد تاویلاتی
اور اس کی ذریت نے ایسی گڑباجائی جس سے بناو گھا، تو اس گڑباز کے دفع کرنے کے لیے جب نبیؐ نزلت اللہ صمدی کے ہر
پر ایسے جملہ خالص ہوئے، اس کو گڑباز کہ جہاد منہا کہ نہ آیا۔ وہ بعد ورنہ کون ہیں یہی علماء اسلام مگر اللہ صمدی جملہ نے تاویلاتی
کو بعد اس کے ذریت کے ہر تک پہنچا یا، حسب احکم ہدایہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اجملہ و اکملہ و اذہبہ
واحسن تاویلہ دینہ بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و استقرای خلفائہ الراشدین المخلصین
و جددہ دینہ بیعت المجد و دین المہدیین الی یوم الدین۔

قولہ۔ ہر بے و ما قتلہ و ما صلبہ کا قتل سے مراد قتل بالصلیب ہے جو کہ کبھی مسلم ہے اور حسب احکم
قوریت اور زہر ہو و موجب لعنت ہے لہذا میں معزیت اور فریعت حسب اللہ درجات آپس میں صفاد ہیں، جیسا کہ بات
کیا گیا۔ انتہی۔

اقول۔ کیا غاک ثابت کیا، اور کچھ چکا ہوں کہ کتاب استنہاد کی تفسیر میں آیت کا یہ مطلب نہیں کہ بے گنا بھی مگر بے
صلیب قتل کیا جاوے تو مشن ہوگا بلکہ ایسی ہی آیت میں علامہ مخمر کا ذکر ہے اور میں مرنے کا جب زعم ہو جو ہم ہونا متحقق
تقاضا میں مفید نہیں کیونکہ تضاد کا جو حسب علم انظم ہی ہونا چاہیے جس کے کلام میں یہی حکم کا رد والی ہے تاکہ ہر قریب کے نوے

پردال ہیں اور سب اہل اسلام کے موافق بھائی بھی قاتل ہیں بخلاف مرزا صاحب آذوقہ بین ان کے دیکھو کہ
 اس انکار سے مرزا صاحب کی تعلیمات مثل ازالہ آداب اور ایم الصالح وغیرہ بھری ہوئی ہیں۔ کسی عجز کو سہرزم زاد
 کسی کا بدل بتاویل اکل بلی التوحید، جیسا کہ اگلی ملوثی میں۔ اور کسی سے صاف انکار ازل و مرجع بن مریم کو نیست بخار کا بیٹا کہنا
 وغیرہ وغیرہ پس ثابت ہوا کہ جو کلمات کے لئے پیغمبر اور نرائے مفسر ہیں۔ اور یہی معلوم ہوا کہ آپ ان سے الگ
 ہیں۔ مگر اس مقام میں آپ سے (کلمۃ حق ازید بھا لیا علی) کے طور پر اقرار یا لغوات صادر ہو گیا اور نہ آپ ازل وغیرہ
قولہ۔ صفحہ ۳۸ آگے دہاڑا رہی عباس سوچو کہ وہ معارض ہے کلام الہی کے معنوں مراد سے لہذا حسب الکرہم
 تبدیل و ترجیح ادا کے قابل قبول نہیں۔

اقول۔ اثر اپنی عباس جو کہ بہ اسناد صحیحہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے اور نیز حوالہ ہے
 معنوں لغوی، اللہ تعالیٰ یعنی میں دفعہ اللہ الیہ کہ جیسا کہ اگلی ثابت ہو چکا ہے کہ دفع سو کو درجس کو کفارت باقی دفع اللہ درجات
 سے جو بقیہ دجوان کے اور نہ ہو جو ہے اس کے بروقت ایضا یعنی وعدہ دینے کے منہادی ہے، وہ بغیر دفع جس کے ممکن
 ہی نہیں۔ اور دفع خاص حسب القدر جہد الموت کے احتمال کو ہونا ماضوت کا نسبت باقبل بل کے مانع ہے بلکہ کہ تسلیم ہے
 عدم تا قرین کو واقعہ منبہ سے۔ اور یہ دعوت ہے مذہب کا دینی کے۔ نظریں پر ظاہر ہو گیا ہے کہ اس نرائے نبی اور نئے مفسر کو
 فقرہ سب جہات یا فقرہ کے قابل قبول نہیں۔

قولہ۔ صفحہ ۳۹ یاد رہے کہ اس کے متن میں بھی خود ایک قسم کا اضطراب ہے کما سیجہ ہی
اقول۔ نہیں بلکہ آپ کے اور اگ میں فساد ہے کما سیظہوا انشاء اللہ تعالیٰ
قولہ۔ صفحہ ۳۹ یاد رہے۔ اور نیز معارض ہے خود اپنی عباس کے اس اٹکے جو صحیح البخاری میں ہے جس میں متوفیک کے
 معنی معیت تکھے ہیں۔

اقول۔ معارض جب ہو کہ اپنی عباس تاں یہ تقدیم و تاخیر متوفیک و اذفعک میں نہ ہو۔ بالکشاف حقیم و تاخیر کے حق کہ کریم
 میں کثرت مؤخر نہ ہوں، یا متوفیک والی جو تحقیق وفات پر۔ و اذفعک غلبے کا موافقہ۔ لہذا انکام جام بخاری باوجود علم اس اثر
 کے اسی صحیح بن مریم کے نزول کا قائل ہے شہادت تراجہ قدر بلکہ مع عدم معارضہ مذکورہ اثر مذکور معارضہ ہے اپنی عباس کے ثناء مذکور
 بن کو حدیثیں نے نزل کیجیے کے بارہ میں نقل کیلئے۔ تاہم ازل الہدایت میں مذکور ہیں۔

قولہ۔ سیرہ فیہ۔ اور نیز مزمن ہے ان احادیث صحیح بخاری کے جن میں کما قال العبد المصالحہ فرمایا گیا ہے جس کی
 نقیص ائدہ ابتداء اللہ تعالیٰ دے گی پس بتابدان اور بہ حسب کے اثر اپنی عباس کا توفیق کو کیوں کہ مفید ہو سکتا ہے۔ بشر۔

وہذا الحق لیس مع خفاء ذوق عن اسات الطرق انتی
اقول۔ اور نیز موافق ہے ان احادیث صحیح بخاری کے جن میں کما قال العبد المصالحہ فرمایا گیا ہے کما عرفت فی
 بیان الاجماع علی الرفع والذوال الجہدین واستعرت پس باوجود ان اور بہ متعاذہ کے استنباط نقلی رفع میں مخالفت
 کو جس طرح مذہب باقال اللہ تعالیٰ قال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ سکتا ہے۔

قولہ۔ صفحہ ۳۸۔ اب کہاں ہے تقدیر الکی جنہیں کو مستلزم و قرین کذب کا آیت میں آپ نے فرمایا تھا و العیاذ باللہ۔
اقول۔ یہاں ہی اہل حق میں ہمارا کج بختیہ تھا۔ اس نرائے نبی اور نئے مفسر کے معنی سے کہیں نہ

یعنی توفیق اللہ کے سوا فیض اللہ سے کہ کتاب و سنت و عبادہ و حرب اور امثال حرب سے عمل دلو سے سوائے ایک نام محمد بن علیؑ

اس کا رد آتی ہیں تاکام اور عاجز ہیں۔ الحمد للہ انتہی۔

اقول۔ تاخر میں پورا صبح ہو چکا ہے کہ میرے بکلی زُفَعَةُ اللّٰہِ الْیَاقُوبَ سے قطعی طور پر رخ جسم ثابت کر دیا ہے اور احتمال رخ
 زوہالی کا ہوا مشورہ کی طرح ہو گیا جس کا اگر اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اور آپ کے سبب ربط مصائب خلیفہ کی قطعی کمال معنی۔ لہذا تعظیم و تاجیر اور
 حدیث کما قال العبد المصلح آدم صنی فوئی کے، سو وہی مغرب کوں گئے۔ فوراً شہداء بازی جوئے سے بے خبری مع انجان کئے از حدیث
 حوام کو دھوکا دینے اور سونے کی مجلس پسندانے کے لیے وہم و تردید بنا رکھا ہے۔ بھلا اہل عقل و دیانت کب اس دھوکے میں آتے ہیں۔
 الحمد للہ کہ مسکروں جیسے جیسے بھی صاحب ہو گئے اور ہو دیں گے۔ اس مقام میں ہی ذکر تعظیم و تاجیر کا جواب جناس سے مروی ہے اور
 پچھلے امر میں صاحب تحریف تصور کرتے ہیں مختصر طور پر ضروری ہے۔

تاخر میں پورا صبح ہو کہ متوفیک و رافعک کے متعلق مرزا صاحب صاحب جہل کے دہائی اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ۔ کہ
 متوفیک لفظ پر پہلے ہے اس کا کہنی دیکھ کر یوں لیا جاتا ہے کہیں اس تاخیر کو کوثریت ہو دینا چاہیے کہیں اس لفظ شیطانی لگا ہے۔
 جب اس جا میں جیسے مثل القدر ہی ان درجہ و ہنوں سے نہیں دیکھتے۔ تو پھر اور کسی کو کتابت کرنے کا منصب ہی کیا ہے۔ دیکھو
 شمس باز قمر متعلق دانہ لصلو للساءۃ کے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ تاخر میں لفظ اصول و معانی کو ملاحظہ فرمائیے کہ دو کاحرف ترتیب کے لیے نہیں ہو تا یعنی یہ
 ضروری نہیں کہ پہلے ذکر کیا جائے و اقرار اس کا سوچو دہرنا بھی پہلے ہی ضروری ہو۔ کہو۔ اَقْبَحُ الشُّوْخَا وَ اَشَدُّ الشُّوْخَا وَ اَكْثَرُ الشُّوْخَا
 الشُّوْخَا کَیْفَ (دور۔ ۱۳) اس آیت میں پہلے نماز کا ذکر ہے بعد اس کے دفع بشرک کا۔ کہ قبول مرزا صاحب چاہتے کہ نماز پہلے
 اور کہے اور اس کے بعد بشرک چھوڑے۔ مگر بشرک چھوڑے گا تو حسب اجتہاد مرزا صاحب قرآن لکھے خلاف ہو گا۔
 دوسری آیت اَقْبَحُ الشُّوْخَا وَ اَشَدُّ الشُّوْخَا وَ اَكْثَرُ الشُّوْخَا میں شخص مالدار پر سال گذر چکا ہو۔ تو حسب قول مرزا صاحب اگر وہ نماز
 سے پہلے ذکر گوے تو اسے تو مخالف قرآن ہو گا جس کا کوئی قائل نہیں۔

(اسی طرح تیسری آیت وَ کَیْفَ الشُّوْخَا وَ اَشَدُّ الشُّوْخَا وَ اَكْثَرُ الشُّوْخَا میں جگہ برکتِ خداؤنی و اَشَدُّ الشُّوْخَا وَ اَكْثَرُ الشُّوْخَا میں جگہ برکتِ خداؤنی
 کے متعلق کا بیان ہے۔ اور ظاہر ہے کہ انھوں نے ایک طور پر کہا ہو گا، یا تو پہلے خوشی اور بعد اس کے غم و افسوس یا افسوس پہلے اور بعد اس
 صاحب ضرور ہے کہ ایک آیت کو ان دونوں میں سے کاذب ٹھہرایا جاوے۔ والعیاذ باللہ علاوہ اس کے کہ کسی ایک مقام پر پہلے
 انبیاء کا ذکر کیجے پڑا ہے اور پچھلوں کا پہلے۔ چنانچہ کَذٰلَکَ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّا کُنَّا نَمُنُّ بِکُمْ اَللّٰہُ (شوری۔ آیت ۳)

ان آیات سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ قادیانی کا زعم باطل غلط اور دھوکا بازی ہے۔ جب واد کا ترتیب کے لیے جو تاخر میں مذ
 ظہر لکھتے جمعیت یعنی وہ اوروں کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہے تو متوفیک کے معنی رافعک سے دیکھ کر جو جو نہیں
 کوئی ہی قیامت اور ذکر کثیف ہو گی۔ اس ہماری تقریر کے مطابق آیت کا کہنی یہ ہو گا کہ اے میری جن ہی تجھ سے ہر سب معاملات
 قیامت تک کہوں گا۔ ہمارے کہنے کوں ہو گا اور دیکھ کہ کوں اس کا ذکر نہیں۔ اس کو دوسری آیت نے بیان کر دیا کہ کوئی دفع ہو چکا ہے۔ اور
 نوٹی آئندہ ہو گی۔ پھر یہ سوال کہ کلام خداوندی کی کتابت صحیح و درست ہے۔ اس کا کیا جواب ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ آفرین و جہ تو نہیں اس
 کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح کو بہ خداوند بشریت ہی خود سے ہر طرف خوف رہا تھا کہ اس کی تسبیح کے لیے اس خدا کو پہلے فرمایا یعنی اے میری
 میں ہی تجھے جیسی دوست سے بڑوں گا یہ نہ ہو گا کہ میرے دشمن تجھے کچھ تکلیف پہنچا سکیں۔ مجاہد ہے کہ کسی نبی کلام پہلے بولا جاتا ہے پھر پچھ

اس حضرت علیؑ کے لیے علیؑ غنائے پہلے لکھواؤنت لکھو کو چھ فرمایا۔
قولہ صفحہ ۳۸۔ اصل کتاب میں بنی کی نسبت جو آپ نے قواعدیہ کو بیان فرمایا، انہی قواعد سے مستفاد ہے جس نے
 اس رفع صبح کے مسئلہ کی تمام کہیوں اور ہوں کو مہیا کر دیا۔

اقول۔ سب پر روز و شب کی طرح ہر کچھ ہے کہ آپ نے بل دفعہ اللہ الیہ سے رفع روحانی فرمائی ہے میں سال
 ہر بار ہر باتوں مارنے کے بعد تحقق تضاد کے لیے تیسویں آیت کو روز ہر بار مارا، اور منع استرازا منع جسمی رفع اللہ کے لیے کو فرمائی
 کو دفعہ نقل طہرا جس پر غوی خوان طالب علم نے بھی قبضہ اڑتے۔ مجھے اس جو قدر پر ایک طالب علم کی بات یاد آتی، انسان اور
 عمار کے درمیان نسبت بتائیں جو ایک شہور بات ہے۔ اس پر اس نے اعتراض کیا کہ انسان اور عمار کے درمیان نسبت
 معلوم و مخصوص ہی ہو کر ہے۔ اور اجتماع کا یہ ہے کہ جب زید گدے پر سوار ہو۔ آپ کا لفظ لا مغنی ہی اسی طالب علم کی سطح کی طرح
 سوجھن ہے بشیہاں اللہ ہمارے کو پر کافر کی بالادار حرکت و سکون کا اور خاک کو کھانک کرے جاتا آسمان پر جو دفعہ اللہ الیہ کے
 مدلول کی کیفیت ہے وہ کہاں۔ نسبت سے

ہر شور سننے سے پہنوں دل کا جو حیدر تو ابک قطرہ ٹوں نہ بھلا
 حضرت مرزا کی کجاست کو بلکہ تمام جہد و ستان کو بدنام کر دیا، مگر کچھ کہا ہے شعر ہے
 ہر چہ بر آدمی رسد ز قریاں ہر از آفت زباں باشد

اگر وہ تجھ کو نکارے حق میں ہر زہر مرقی نہ کرتے تو تباہی کیوں اٹھاتے، اس سالاہ ذکر دروداتی کا رد و رد انکار کیا۔ بخاند
 الحق و الحق البانی ان القاطن کات ذلوقا ص ۵۵ (صحیح اسرائیل)۔ آیت ۴۸

قولہ صفحہ ۳۸۔ اور یہ شک حضرت مسیح جو صلیب پر چڑھاتے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل با صلیب نہایت ہی
اقول۔ آپ اور آپ کے غیر مسیح کو صلیب پر چڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ و ماضیہ کا فرماتا ہے، و لاکھ کھل کر آیت
 و لا تفتنک تجنی انما اشیئ غنائے (صائدہ ۱۱۰) اور ایسا ہی ذکر ہم نے آیت اللہ العظمیٰ علیہ السلام سے لکھا ہے کہ کو ملاحظہ فرماؤں، اب تو وہ مسیح
 کرنے کے لیے یاسرقت اتنی ہی لیاقت ملی کی جہد پر جو کچھ ہی میں آتے ہے لکھے جاتے ہو۔ اور کہ علم اورد و خواہوں کو نہرے مضامین
 سے جو بالکل کتاب و سنت اور داتے سلف صاحبین اور سرفراز قاتل سے اور معلوم آئیے کہ بغاوت ہیں، و لاکھ کہتے ہو مگر حشر کو کیا
 جواب دو گے، شعر ہے۔
 بوقت صبح شوق و ہجر اور اسطورت

کہا کہ ہائے عشق در شب بگور

قولہ۔ بعد تیر و صیاحت کے کثیر غمیں بری غمیں وطن بکھے گئے، دیکھو آیم اصل اور ملا حقیقت استقامت
اقول۔ اسے بندنے کے لیے آیم اصل کا ٹولف یعنی مرزا صاحب تو خود ہی مدفن مسیح میں مذہب ہے کسی کتب
 میں بیت المقدس اور کسی میں میری نگہ بستا ہے۔ دیکھو ازلہ ازلہ ص ۳۴ پر لکھا ہے کہ مسیح اپنے وطن میں جا کر فوج ہو گیا اور
 اور آیم اصل میں بگستا ہے کثیر غمیں بری غمیں فوت ہوا، اور ہر ایک کتاب کے اہمیا ہوئے کا مدی ہے۔ پھر کیا کیا جیسے
 کیے گئے ہیں جنہیں مرزا میری سوداگر کشمیری جو ایک بڑا نامی اور نہایت متدین آدمی ہے اس کا بیان کثیر میں مرزا صاحب کے جیسے
 ہوئے کہی آدمی ایک مرزا متبرک کے عماروں کو روپیہ کا مبع دے کہ دستخط کر دانا چاہتے تھے کہ ہم ذباہن، جہد و باپ داواسے لٹتے
 آئے ہیں کہ مرزا یعنی کا ہے، مگر ہماروں نے جھوٹ ہونا گوارہ کیا بلکہ ان آدمیوں کو بے عزت کر کے نکال دیا جب ٹولف و ملا حقیقت

اور ایسا صلح کا صلحہ جملہ ساری رجو تو بنیز شراکت کے اس سے کیا ظاہر ہوگا، اور اس کے قیام، آیام اشکریوں نہ کہلاتیں گے۔ آپ کوگوں کی حدیث دانی کہاں گئی، کیا ان حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لسان دہی ترجمان سے نہیں فرمایا، قل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیس، اللہ الیہود والنصاری اتخذوا ذنبا وادبا وادھو مساجد، کہ جو دو انصاری کو اللہ لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبول کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے جب تم وفات پس اندہ ہری نہیں اس کے دفون ہونے کے قائل ہو کہ جب حدیث مذکور چاہیے تھا کہ یو زامن کا مراد جو انصاری ہو۔ ورنہ آپ کے پاک فرمان کا کذب العیاف باللہ لازم آئے گا۔ اور ظاہر ہے کہ آج تک کسی نصرانی وغیرہ کو اس نرالی مراد کا علم ہی نہیں۔

قولہ ۴۸، اس صفحہ کی بیویں سرتے لے کر صفحہ ایک ہفتہ جس کا سنے فائدہ جلیلہ کے ایک ہر کو بھی نہیں توڑا صرف تقریبات اور امتیازات بڑے بیان کیے یا متعلق بعض آیات کے تفسیر کچھ نہیں کمال دکھایا جس پر اس وقت یثرفرد ہوتی ہے۔

ہذی شکوک من غشاوة یسلبھا قصلی القلوب الی الطویات الاکوج
(یہ ایسے شکوک و مایہ شکوک ہیں جو دل کو یثرفرد سے راستہ پر لے جاتے ہیں)

فائدہ جلیلہ بقابلہ فائدہ ذیل۔

اقول۔ فائدہ ذیل کہنے کا آپ کو جب اشتقاق تھا کہ اس کے کسی ایک جملہ کو بھی توڑتے، ایسا ہی، بمقابلہ، کہنا میں وقت درست ہوتا کہ بالمتقابل کوئی قواعد بیان فرماتے بغیر ان دونوں متروکوں کے ذیل کہنا دلیل ہے اپنی وقت و رسوائی پر۔

قولہ ۵۰، کما قال قتانی فی سیاق الاکیۃ ما قتلک وہا صلیوہ پس قرآن مجید سے ہی ثابت ہوا اگر یہ حضرت صلی کے قتل با صلیب کے قاتل سے روز نکمہ حاصل ہو باطل مشو و صحر تو جاتا ہے۔

اقول۔ قرآن مجید سے ہی ثابت ہوا کہ قرآن مجید ہی بیوہ کی طرح کا کذب اور دھوکے میں ہے۔ کیونکہ جس طرح قرآن مجید ماقتلوہ سے قتل کی نفی فرماتا ہے ایسا ہی ما صلیوہ سے صلیب پر چڑھنے کو بھی خلاف واقع ظہر داتا ہے۔ اور واضح ہو کہ صلیب مغربہ صلیب سے، کما فی جمیع البعید و لسان العرب، جس کا معنی خون اور چرئی کا ہے۔ اور سولی پر چڑھانے اور چارہ بیج کرنے سے بھی کیونکہ خون اور چرئی ہوتی ہے، لہذا اس شخص کو جو سولی پر چڑھایا جاوے صلیب کہا جاتا ہے، اور یہ نہیں کہ صلیب کا اطلاق قبل از امتیازیت نہیں ہو سکتا، ہاں سولی پر چڑھنا بھی ہو کہ نہ جملہ اسباب قتل کے ہے اور اس وجہ سے صلیب کا اطلاق مناسب سنی قتل پر بھی مجاز ترسل کے طور پر ہو سکتا ہے، چنانچہ لسان العرب میں ہے۔ الصلیب الفلۃ المعروفۃ، اور روایت میں ہو کہ قتل صلیب کی نفی کیے و ماقتلوہ سے ہو گئی ہے لہذا ما صلیوہ سے معنی قتل کا مجازی طور پر نہیں لے سکتے، ورنہ کام الہی لغو ہوتا جاتا ہے۔ الغرض انکے تصریحات میں صلیب پر نظر ثانی جاوے، اور ایسا ہی صلیب کے خلاف معنی صلیب کو جو معنی چرئی یا بیج سولی کے ہے متروک رکھا جاوے تو صحت معلوم ہوتا ہے کہ صلیب کا معنی سولی پر چڑھانا اور چارہ بیج کرنا ہے اور نہ صاحب خود ہی انکار میں یس پر اور خود مذکور ہے جاننے کے اطلاق صلیب کا کرتے ہیں۔ کما سیبھی۔

قولہ ۵۱۔ اس کے علاوہ ہفتہ خود حسب قول ہر وقت قتل با صلیب کا قائل ہے۔

اقول۔ معاذ اللہ و خود گوتم بڑے تو کا معاملہ کیسے شروع کر دیا ہمارا حمید و ہوی ہے جس کے سب اہل اسلام قاتل ہیں۔ یعنی مسیح علی نبینا و علیہ السلام نہ مقتول ہوئے نہ صلیب پر دیتے گئے۔ اصلاح یہاں سے عبارت مذکورہ کے کون کو اس کے علاوہ ہفتہ خود قتل با صلیب کو بیوہ کا مرعوم ظہر داتا ہے۔

معلوم ہو گیا کہ نفس قتل اور صلب میں کلام نہیں۔ نہ تو یہودی اور زور مسیح کے بغیر کسی اور شخص کو قتل کرنے کی حق اور نہ اللہ میں تشدد نفس قتل اور صلب کی نفی فرماتا ہے۔ بلکہ ہر مذکور کی نفی کا نشانہ تھا یعنی مسیح کا قتل، اسی امر کی تردید اللہ میں شانہ نے فرمایا آیت ہے۔
 شاہد اس کا یہ ہے کہ یہودی نے اپنے مقتول اناقتلنا المسیح جیسی بن ہریدو رسول اللہ میں مقتول کا بیان بڑے اہتمام اور تکرار سے کیا۔ یعنی الفاظ مسیح اور میلی اور رسول اللہ سے جس سے طلب الہ کا یہ تھا کہ کوئی جہادی مڑاؤ پوری ہو سکتی جس کے اتمام اور پورا کرنے کے لیے چار چیزوں کا پورا ضروری تھا۔ ایک ملت فاطمہ یعنی ہنودہ اور دوسری مادیہ یعنی مسیح و تیسری ملت مہور مہیسی بیست حاصلہ ماضی، پوچھی ملت فاطمہ جو باطن علی الصق یعنی یعنی انہما اس امر کا کہ مسیح اپنی عزت کے دعویٰ میں کاذب تھا۔ وفاق بذریعہ صلیب متحمل نہ ہوتا۔ کیونکہ مقتول بذریعہ صلیب خداوند متعال ہوتا ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کی تردید کامل بھی ہو گی جو یہودی کے ہاں ہمت پریشان تھا۔ لہذا وہاں قتل و مصلوبہ و غیرہ مشہور نہیں فرمایا۔ نہ صرف وہاں قتل و مصلوبہ یعنی مسیح کو تو انھوں نے نہ قتل کیا اور نہ رسولی، یا یہ ان کی غلط بیانی ہے کہ اناقتلنا المسیح کہتے ہیں الخ و اس لیے حق سبحانہ و تعالیٰ نے یہودی کی صلب جرائم میں وقولہم اناقتلنا مگر فی الواقع مسیح مقتول بذریعہ صلیب ہوتا ہے صرف مٹولی پر ہی دیا جاتا تو بیان صلب جرائم میں سمجھو کے یوں چاہیے تھا۔ وقتہو اوصلبہا مہور المسیح کیونکہ یہ غلط بیانی ہے ایذا ہماری غیر ہے تو بحث سے مقام اس مجرم کا بکتر زوری تھا۔ باقی بغیر متعلق آیات آئندہ کے مختصر یہ آتے گی۔ ناظرین اوصاف فراموش کرنا کہ کرم کا خوف کون ہے۔

قولہ صفحہ ۱۵۷ سطر آخر جو کہ ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ ہمارا حق جو نعمت ہی کی عبادت اور اس کے ثمرات سے اس کا تعاقب کر رہے ہیں اور اگر بلا معاوضہ جواب دیتے ہیں اور اسی کی عبادت کا گنگ ہماری عبادت میں کلاں الساء فی الخاذا ہو جاتا ہے **اقول**۔ اس التزام کی وجہ کہ سروری صاحب داسے شرم کے بیان نہیں فرماتے۔ مگر تائید دینے والے تو ہوا کرتے ہیں۔ اور اس وجہ کا اثر بھی ہم کو ان کے مصاحبوں سے ملتی بیان کے ساتھ پہنچ چکا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سروری صاحب نے مگر غیب کے سوال اور ایسا ہی فائدہ جلیلہ اور دفع ایسی کی تشریح میں جو کہ کلمہ اہلسنت کی عبادت سمجھنے پر قدرت نہیں پاتی۔ لہذا طوطی کی طرح دوسری الفاظ بعینہا مانگے جاسکتے ہیں۔ مگر غیب کی بحث میں تو صاف طور پر ان کے اپنے کلام سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ غلط کلمہ کو نہیں پہنچے۔ **قولہ** یہ تو نعمت کی عبادت اور الفاظ بے جا وہ اور غیر لائق ہی ہوں۔ ہم ہی دوسری الفاظ اور عبادت نقل کر دیتے ہیں تاکہ طریق معاوضہ صاحب سے جو جواب دندان شکن ہوتا ہے تو حق پر محنت ہو جاوے۔

اقول۔ سروری صاحب کے الفاظ و عبادت بے جا وہ بلکہ والہ برحق غیر مڑاؤ جس کی اصلاح اس کتاب میں کی جاتی ہے۔ پہلے پر غماز ہو گئی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں۔ آپ کے خضاع میں کی عقل اس قدر ضروری نہیں کہ ہم کو ایک جگہ دم لینے دیں کہ ہم آپ کی عبادت کی اصلاح کرتے ہیں۔ خود غلط و مغلطہ و انشائط کا معاملہ ہے۔ جواب دندان شکن تو جیسے خود دہرایا بھی کہ تو مدلل لگن بھی چلا نہیں فرمایا۔ اور یاد رکھو کہ ہرگز نہ دوسرے کو سکے۔

قولہ صفحہ ۱۵۷ چنانچہ اس جگہ پر ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ غلط کلمہ بلیغ کا شان میں اللہ تعالیٰ کے۔ کیسا ایک غلط کلمہ اور کتنا غلط ہے۔ علیٰ ہذا التماس کہ سروریات بالکل بے جا وہ اور قواعد زبان اور وہ کے بعض غلط ہیں ہم کہاں تک اس کی اصلاح کرتے۔ کتاب و سنت میں اللہ تعالیٰ کے لیے کلمہ بلیغ اطلاق کہیں نہیں آیا۔ قَوْلُهُ الْاٰمَنَّا بِالْحُسْنٰی فَاذْعُوْا بِهَا وَذُرُوْا الْاٰمَنِيْنَ يُلٰحِظُ ذٰلِکَ فَاِنَّ اَمَنًا لَا یُتَّبَعُ ذٰلِکَ مَا کَانَ ذٰلِکَ اَمَنًا وَتَمٰنُوْنَ ۝ (اعراف ۸۰)

اقول سروری صاحب فاطمہ تو فرمائیں کہ۔

۳۰۔ چھر معروض ہے کہ اگر مستحکم بیخ کے اطلاق سے انسان مجبور ہو جائے تو آپ نے اسی سوراہے کی پہلی سطح میں کیوں رہنا چاہیے؟
 اجماعاً بتا دیا کہ آپ کا فیصلہ بالکل درست ہے۔ اس جگہ مفید نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر وہاں جس اور بہتوان جہاد کے شہر چاہا ہے
 ہے جس میں اس کو صحت و قوت نہیں کہہ سکتے۔

۳۰۔ سر بار مقرر کرتا ہوں کہ اسناد انبیاء کا واقعی یا غیر واقعی ہونا ایک مسئلہ مختلف فضلاء میں المستحبین میں آئے ہیں دونوں میں اسلام سے خارج نہیں، تو جو آپ نے ایسے کو حق ثابت نہ کر دیا انہوں کو ٹھکانوں کے لیے کسی کی چھوری کیا آپ کے فقیر میں فروغ دینی کے فائدے میں سب بھج دیں۔

۳۰۔ چوتھی دفعہ مختلف مجاہدین کو آپ احباب پرستی کو ذرا نام میں منسخر کیجئے ہیں، یہ آپ کا ذمہ غلط ہے۔ حدیث صحیح جو ہر اہل بیت
عبداللہ پر منسوب مسند نامہ احمدیہ میں مذکور ہے جس میں اس مسئلہ کی بجائے مسعودی کے معنی میں ہے نفسانک و انزلہ فی
کتابک ادا علمتہ احد امن خلقتک و استاثرت بہ فی علو الغیب عندک، انور مجاہد ہے لا حظ بہ ترجمہ کی
شرح الخواری میں بھی نظر ڈالیں، اور یہی شرح مرقاۃ مبارک مستطوعہ ذیل پر نظر ڈالیں جوئی، و اسناد قال فی المشہور
اذ قد ورد بالتوقف فیہا۔

۵۔ پانچویں مرتبہ عرض ہے کہ کرامت کے معنی میں ہیں تمہاں فرماتے ہیں۔ یلحدون فی اسمائہ اشتغالات من اللہ والعی من العزیز تعصیر ابن کثیر و جلالین و غیرہ تمام مرتبہ ولاحظہ ہوں۔

۵. چھٹی دفعہ مروض ہے کہ تکلم کے نصاب کو اعلانِ مہدی متقی شرعِ موافق کے حاشیہ پر لکھیں۔ و مشاع فی عبارات العظماء المردودہ المثلکوا الموجود بالذات الخیر ان بھی منی ہے عدم انحصار فی تسعة وتسعين پر۔

قولہ صیغہ آب اصل کلام کی حرف دجرج کی جاتی ہے کہ اذوق ذیبا کہ وہاں صلیبہ اب سامع کو یہ سمجھایا جوا کہ حضرت یسعی بالحق فریقین ہوئے و نصاری کے صلیب پر تو چڑھائے گئے تھے۔ پر وہاں صلیبہ کہ اس کو مگر درست تھا۔ کیونکہ صلیب پر چڑھایا جانے کا ایک ایسا مذہبی واقعہ تھا جس سے اکثر اہل اسلام بھی انکار نہ کر سکے۔ ہاں ان لوگوں نے اس تاریخی واقعہ کی کیا دلیل کی کہ حضرت عیسیٰ کی شیعہ کاغذہ ٹھو صلیب پر چڑھائی گئی تھی نہ حضرت عیسیٰ۔ بلکہ قرآن مجید میں اہل اختلاف بین الیہود و النصارى و نیز مزنا پر جو دفع نکرامات واقع ہیں، ان میں ایسا تذکرہ نابل تو ہے۔ لہذا اس اختلاف کو بھی کلام الہی نے خود ہی رفع فرمایا۔ لیکن شبہ لہو و ظاہر ہے کہ حرف لکن واسطے استدراک کے آئے ہے یعنی واسطے وضع کرنے اس وہم کے جو کلام سابق سے سامع کو پیدا ہوتا ہے۔ تاہم اس میں گناہ ہے۔ لیکن ساکنہ کاذون ضروریان محفۃ من الثقیلۃ وہی حرف ابند اما یصل خلاف الخلفش و یونس فان ولہا کلام فہی حرف ابند اعلیٰ جرد و افادۃ الاستدراک و لیست عاطفۃ۔

آپ ایف کسٹنٹین (کھم) بن سے یہاں پہنچے۔ جس کے بعد آپ نے ایک جگہ پر بیٹھ کر فرمایا کہ میں اپنے پیارے دوستوں کو ملنے اور ہمہ پہنچاؤ نہیں جو تہذیب و تمدن کے کھم بن سے ملنے کے لئے تھے۔ کہہ کر گریو و تھامس نے اپنا ہاتھ لے کر کہ جسکس امریٹن بن کے کھم بن سے ملنے کے لئے تھے۔ آپ اس وہم کے دفع کے واسطے جو کلام سابق حادثہ و حاصلہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے دفع کیا گیا کہ آپ حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ اور یہ صلیب پر چڑھایا جاتا ہے۔ قتل

جو کہ ان معانی سے کیسے بے خبر رہے ہوں گے۔ مگر ممکن نہیں۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ نئی تفسیر بالکل قرین اور خلاف محاورہ عرب ہے۔ اور لسان العرب کا قول (الصلب القتلۃ لظہر وفہ) یعنی ہمازی کا بیان ہے جو کہ صلیب پر چڑھنا اور خون نوری چربی وغیرہ کا بھلنا من جلد اسباب قتل کے ہے۔ لہذا صلب کا اطلاق قتل پر مجاز استعارہ کے طور پر ہوا۔ کیونکہ صلب کا اغذہ صلیب ہے یعنی خون و چربی کے یا جسے شولی کے نہ قتل۔

قولہ صفحہ ۵۸ اور میرا کہ مخالفین کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے شبیہ شولی پر قتل کیے گئے تھے۔ انذار دوم یہاں ہوا کہ خود حضرت عیسیٰ مقول یا صلیب ہوئے۔

اقول۔ یہ کیسا غلط ہے اور انذار دوم یہاں ہوا (انوار) کیسا ہے رابطہ سے باقیل سے۔ بجایہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کے شبیہ شولی پر قتل کیے گئے تھے یہ مشنوں کی طرح شاد دوم ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے خود حضرت عیسیٰ مقول یا صلیب ہوئے۔ لہذا سے خدا کے اس کا نشانہ کہ خود حضرت عیسیٰ مقول یا صلیب ہوئے کلام سابق ہے معنی وما قتلوا وما صلبوا کیونکہ جب حضرت عیسیٰ بتفاق فریقین یہود و نصاریٰ صلیب پر چڑھائے گئے تھے مگر بزعم ان کے مقول ہی ہو گئے تو پھر نئی قتل و صلیب کی کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ اس دوم کو اللہ تعالیٰ نے دیکھ کر شبہ لھو سے دفع فرمایا یعنی واقعہ صلیب جو ایک واقعات مشاہیر میں سے ہے اس کی نفی نہیں کی گئی قتل و صلیب دو مستحق ہوا مگر وہ مقول یا صلیب صحیح نہ تھا بلکہ اس کا شبہ تھا۔

قولہ مگر اس صورت میں استدراک ہو مقتضائے حرفت لکن کا ہے کب شک ہو تا ہے کیونکہ لکن کے سابق میں کہاں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ کے شبیہ مقول یا صلیب ہوئے جس سے یہ دوم پیدا ہوا۔ مگر خود حضرت عیسیٰ مقول یا صلیب ہو گئے ہیں۔ پھر لکن کے ساتھ کونسا دوم ناشی محی الکلام وضع کیا گیا۔

اقول۔ دماغ کے شاد کا معا جو کہ اگر بعد ازاں تفسیر نہیں رکھ پڑتے ہیں و کہ سابق میں کہاں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ کے شبیہ مقول یا صلیب ہوئے، خدا کے بندے یہ مشنوں کہ حضرت عیسیٰ کے شبیہ مقول یا صلیب ہوئے یہ تو دخل حرفت لکن کا ہے جس سے دفع دوم ناشی محی الکلام سابق کا کیا گیا ہے۔ اگر یہ وغیرہ پہلے ہی مذکور ہو تو پھر دوم ہی قتل لکن مدفع ہو جاوے۔ ہاتھ انحراف سے دلہ بھی جانتے ہیں کہ لکن کے استعمال میں چار چیز کا ہونا ضروری ہے۔ ایک کلام سابق۔ دوسرا دوم ناشی منہ۔ تیسرا دفع دوم جو دلہ ہے لکن کا چوتھا ضمنی میں سے دوم سابق دفع کیا جاتے جو اتفاق لکن کے بعد ہی ہونا کر کے دیکھ کر شبہ لھو میں ایک تو کلام سابق ہے وہ ہے وما قتلوا وما صلبوا۔ دوسرا دوم ناشی جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ تیسرا لکن، چوتھا مایدفع یہ ابوہو یعنی شبہ لھو کا ضمنی۔

ناظرین پر واضح ہو گیا ہو گا کہ مروی صاحب شمس بذکرہ کہنے کے ایام میں ابو جاس کے کہ حق کے مقابل میں کھڑے ہو کر قرین کر رہے ہیں جو انوار اس واسطے ہو گئے ہیں یا ان کو کمال ملی ہی کچھ ہے جس نے رنگ دکھلا رہا ہے، کاش اگر کسی محقق عالم سے شمس الہدایت کو پڑھ لیتے تو اس رسوائی سے محفوظ رہتے۔

قولہ۔ سہذا مشن دوم کو تو پھر لکن کے بعد ہی ذکر کیا گیا، جس سے دوم اور قوی ہو گیا۔ انڈیاں صورت حرفت لکن جو دفع دوم ناشی محی الکلام سابق کے واسطے آتا ہے جس لغو اور مشورہ ہوا ہے۔ تعالیٰ کلامہ تعالیٰ عن ذالک علو اکبیرا اس صورت میں جہارت یوں ہوئی جانتے ہیں کہ وما قتلوا وما صلبوا و لکن قتلوا و صلبوا شبہ عینی فلہذا شبہ لھو و این ہذا من ذالک۔

اقول۔ منشاء دم کا مقتولہ و ماصیلوہ ہے جو لکن کے قابل مذکور ہے۔ لہذا آپ کی عبارت محمد اسے لے کر بڑا یا تا ہے۔ بلکہ جس الفاظ و رشتہ ہے سبحان اللہ اس لیاقت سے مذکور اصلاح دے رہے ہیں فیض صاحب (ولکن شبہ لھو) کے مجھ سے وہی مضمون ادا کیا گیا ہے جس پر آپ کی دوسری دال ہیں یعنی ولکن شبہ لھو لمقتول بالمسیح۔ قرآن کریم اگر آپ کی اصلاح کے مطابق ہو تا تو مجھ کو کس طرح ہو سکتا تھا۔

قولہ۔ ہاں جو جسے آیت کے معنی ملتے ہیں اس میں یہ سب امور یعنی امتداد کا اور پیدا ہونا دم کا کام سابق سے آدر فتح کرنا اس کا لکن سے دغیر و غیر سب متفق ہو جاتے ہیں یعنی ماصیلوہ سے یہ دم پیدا ہو کر حضرت عیسیٰ کا مقتول بالعیلیب ہونا تو بخود نصاریٰ کا آج تک اتفاقی مسئلہ ہے۔ ماصیلوہ کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔ جواب دیا گیا ولکن شبہ لھو یعنی ولکن حضرت عیسیٰ صلیوہ کے مضمون سے مشابہ اور مشابہ کیے گئے یعنی صلیب پر چڑھائے گئے اور ہر جگہ زندہ آ رہے گئے۔ اس شبہ کے متحمل بالعیلیب ہو چکے۔

اقول۔ سب اہل اسلام دم ناشی کسی حکم السابق ہی ٹھہرتے ہیں جو ماصیلوہ و ماصیلوہ سے پیدا ہوتا ہے۔ آپ کا اور سب اہل اسلام کا اتفاق ولکن شبہ لھو کی تفسیر میں ہے حسب تفسیر آپ کے و ماصیلوہ کا ذب ہو گیا۔ الغرض آپ کی تفسیر و ماصیلوہ کو کا ذب یا محرف ٹھہرتے ہیں۔ اور نیز اس قدر پر و ماصیلوہ جو مستقبل طور پر نفی مٹا کر جانے کی کر رہا ہے لغو غلط ہے۔ علاوہ اس کہ حضرت عیسیٰ صلیوہ کے مضمون سے مشابہ کیے گئے ہیں۔ یہ اور ذالی تفسیر ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ شبہ بالقتول و المصلوب متما ٹھہرتے جاتیں گے یا صرف مقتول سے یا فقط مصلوب؟ پہلی اور تیسری تفسیر پر لازم آتا ہے کہ یہ صلیب نہ ہوا۔ جیسا کہ مقتول نہیں بلکہ مشابہ دونوں سے ہو۔ اور یہ خلاف ہے مروجہ تصدیق کے۔ کیونکہ تم مصلوب ہونا مسیح کا بخود نصاریٰ کی مسیح واقعی سمجھتے ہو۔ اور یہ قدر ثانی علاوہ عمل ہونے کے غم مراد میں ترجیح بلا مرجع ہوگی۔ اور نیز صلیوہ کے مضمون کو مشابہ کہنا سراسر محال ہے کیونکہ تشبیہ عبارت ہے تشبیک اور باہمی وضع سے۔ ایک امر تو حضرت عیسیٰ ہوتا۔ اور دوسرا صلیوہ کا مضمون یعنی صلیب ایسا اور ایسا۔ آپ فرماتے اگر عیسیٰ علیہ السلام وضع صلیب کے ساتھ جو عیسیٰ صمدی ہے تشبیہ دیتے گئے تو پھر حضرت عیسیٰ اور وضع مذکور کسی وضع میں شریک ہوتے۔ یقیناً توجہ دے۔

قولہ۔ ان مضمون میں علاوہ حماس مذکورہ کے سب تشبیہ جو باہمی تعلیل سے بے ذہب بھی ٹھیک ہو گئے۔ اور مروجہ تفسیر شبہ کا بھی کام میں نہیں مذکور ہے اور شبہ میں مضمون فتوہ و صلیوہ بھی مذکور ہے۔ لہذا شبہ اگر الفاظ قرآن مجید سے ہی سبب کار کا فیصلہ ہو گیا۔

اقول۔ ان مضمون میں علاوہ مفاسد مذکورہ کے معنی شبہ کے بھی ٹھیک نہیں ہوتے کیونکہ لہر سے والات میں ٹھیک بلکہ علاوہ ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا لفظ کو ظہر قرآن مجید سے ہی تصدیقی تفسیر کا تعین ہونا ظاہر ہو گیا۔ اہل اسلام کی تفسیر شبہ یعنی عیسیٰ کا مذکورہ تو ظاہر ہے۔ اور شبہ یعنی مصلوب بھی مذکور ہے۔ لہذا کیونکہ جب ماصیلوہ و ماصیلوہ سے یہ دم پیدا ہو کر صلیب پر چڑھ کر مسیح نہیں تو اور کون۔ ظہر قرآن کو کسی شخص و مصلوب ضروری ہی ہوا ہوگا۔ لہذا مصلوب کا مذکور ٹھہر۔

خود قولہ۔ صفحہ ۵۸۴ تک سوال مل طلب کا حاصل ۱۔ وہ شخص جس پر عیسیٰ کی شبہ دلی گئی اس کے متعلق چند سوال ۱۔ وہ کون تھا۔

۲۔ اُس کا نام کیا تھا

۳۔ اُس کا کوئی خاندان نہ تھا یا نہیں، یا بپتسمہ اول اس کا نام کیا گیا یا نہیں، یا کچھ شہرت تو ملی اس کی کبھی یا نہیں، حضرت ثانی نہایت بعد از قتل ہے کہ ایک شخص کو مثنوی سے نکل جاوے اور ایسے ٹکڑے لکھیں، متعدد میں دوسرا شخص غیر مضمون سنی دیا جاوے اور ایسے سواری کا ذکر نہ بچل نہ کسی تاریخ کی کتاب میں لکھا جاوے۔

۴۔ مرحوم علیہ السلام صلیب کے نیچے بیٹھ کر ماتم کو سے اور اللہ تعالیٰ اس کو بذریعہ الہام یا کسی سواری کے مسیح کے آسمان پر اُٹھانے سے مطلع کرے، جیسے مثنوی علیہ السلام کہ والدہ کو لکھائی دیا کہ مثنوی سے تسلی بخشی تھی اور مرحوم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرما دیا وَلَیْسَ لَکَ وَکُوْرًا مَوْتُ وَکُوْرًا اَبْعَثْ حَیًّا (حدیث ۳۳) بھی قبول کیا جو یسعی علیہ السلام نے ان کو مثنوی کیست میں پڑھا دیا تھا۔

۵۔ اور کیا شخص حضرت عیسیٰ کا کفارہ بن گیا تھا جس کا عیسائی اس کو مقبول باقتیب ظہر کر سب عیسائیوں کا کفارہ قرار دیتے ہیں۔

اقول جواب

پہلے آپ اور آپ کے پیچھے چلنے کا فرض منصب ہے شہادت کا حکم خداوندی تو فرمادیں کہ حسب حقیقہ آپ لوگوں کے مسیح سنی برہمنی یا گیا اُنہاں کو تا زمانہ ہی لگاتے گئے۔ اور جس قدر گمراہیاں مٹنا اور اٹھانے کا اور مثنوی اور شیعہ اُتارنے جانا اس کے حق میں بقدر تھا، سب اُس نے دیکھا، دیکھا اور ازلہ اولام سفر ۸ سے سفر ۳۸ تک اور چاروں کی صورت کو بذریعہ خواب سمجھا یا گیا کہ شخص راست باز ہے اللہ اس کا قتل کرنا موجب تپاسی پلاطوس کا ہے۔ دیکھو ازلہ سفر مذکورہ اور مسیح کا اہلی ایسی (سابقہ تپاسی) چلا چلا کر پکارا بھی انہیوں میں مندرج ہے۔ ان عقاید کے متعلق گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو صوبہ لکھا کیا کہ مسیح کو روح القدس سے تائید فرمائی اور اسیار مثنوی اور ابراہام کے دھرم و غیرہ معجزات مزید برآں پہلے سے مسیح کو تسلی و دلاسا بھی فرمایا تھا کہ اقبال عزم من، قابل یقینی، اپنی اُٹھنا و بپتسمہ و کافرانہ الٰہی یا یسعی اس سے اس قدر مذہب کا سبب دہرا اپنے کے مسیح کو یسویوں کے توفیق لگائے اور کچھ بگوڑوں کا لے کر اُن کو اُن پر دینے سے بچائے اور مرحوم صلیب کے نیچے ماتم کرے۔ جیسا کہ آپ کی انہیوں میں موجود ہے حضرت مرحوم کو وہ بھی یا زور یا حضرت عیسیٰ نے مثنوی میں اس کو پڑھا دیا تھا کہ وَلَیْسَ لَکَ وَکُوْرًا مَوْتُ وَکُوْرًا اَبْعَثْ حَیًّا اور پھر مثنوی تعجب کی بات ہے کہ پلاطوس کی صورت کو تو بذریعہ کشف مناسی اطلاع دی جاوے اور مرحوم علیہ السلام مرحوم راہ جاویں، مثنوی علیہ السلام کی اطلاع کے بہت پہلے ہی کی شکایت نہی گر پلاطوس یسوی کی بیوی جیسی بھی مذہب پر گزارش ہے کہ پلاطوس کی بیوی نے بھی حضرت مرحوم کو اُٹھا دیا کیا اور نہ سمجھا یا کہ مثنوی روٹی جو حضرت عیسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مرے نہیں دیا کیونکہ پلاطوس کو اس نے اُٹھا کر دیا تھا کہ تعالیٰ جو مسیح کے مقول ہوئے ہیں ہے، سو وہ حسب ہدایت مری سے سپاہیوں کو بھی کر مذہب مذہب ہی مسیح کو اُٹھانے لگا۔ پھر گزارش ہے کہ مسیح کو بلا جوارہ اس کے کہ انبیاء اولو العزم میں سے تھے اور پہلے سے جلیان بھی دیا گیا تھا پھر یوں چلا چلا کر (ایسی ایسی) (سابقہ تپاسی) لکھاتے رہے۔ ہاں شاید اس سے کہ مرے خدا نے العیا بائیں میرے ساتھ ہو گا کیا۔ پھر گزارش ہے اور وہ سب سے حیرت انگیز بات ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو اپنا مدد قبول کیا تھا یا حضرت خداوندی العیا بائیں باقی ذریعہ مثنوی پھر گزارش ہے کہ یہ بھی معلوم ہے کہ پلاطوس کی بیوی کا نام کیا تھا یا اُس کے سب سپاہیوں کے نام مع آباؤ اجداد کیا تھے، مگر معلوم النسب والا سم تھے تو کسی انجیل یا کسی تاریخی کتاب نے کیوں نہیں لکھتے۔ اور پھر مقبول النسب والا سم تھے تو اُن کی صورت ایک دُشمن دُشمن جگر شدہ، بکلیہ لوگ تو حضرت عیسیٰ سے بھی ڈر گئے۔ کیوں کہ حضرت

میں کے اگر باپ نہیں تھے والد تو تھیں۔ اور ان اشخاص کے ذہان نہ باپ۔ بلکہ انھیں عجب ایسا تو کیا کہ مسیح کو بدعت
الہیہ سے پہنچاتے ہیں، مادہ ان روایات اسرطیہ پر ایمان لانے والے تو بہتیرے کو خدا مانے تو ہوں گے۔ ہم حیران ہیں کہ ان دونوں میں سے
کس کو کاذب اور کس کو صادق سمجھیں۔ ع

مشہور نشان خواب من از کثر سب تبصرہ

اگر حضرت امروہی صاحب کہیں کہ روایات مسطورہ اسرطیہ میں سے ہیں۔ تو باغیر اس ہے کہ اگر آپ کے نزدیک یہ
روایات قابل اعتبار نہیں تو آپ نے اگر آپ کے پیغمبر نے کس واسطے اپنی تصانیف اپنی روایات سے مجروریں، انور انہی پر اعتماد کر
کے لغزش میں نہ کہ اسلام کیا اور سب صحابہ و علماء اسلام سے الگ ہوئے۔

تحقیقی جواب

مسیح کے مصلوب و مقتول ہونے کو چونکہ قرآن شریف نے صریح لفظوں میں رد کر دیا ہے، اسی لیے آج تک ذلک الکتاب
لاؤتہ فیہ کے ساتھ ایمان رکھنے والے اخبار مضامین و مجلوں کو دلیل و معائنہ و ماصلوہ خلاف واقعہ خیال کرتے چلے آتے
ہیں، اس زمانہ میں مرزا صاحب نے بتقدیر و ہندو دشمنی کے، واقعہ صلیبی کو جہی خیال کر کے قرآن کریم کی صریح آیات میں رد و بدل کر دیا
یہ کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْنَا السَّلَامُ اللہ میں مقتول کو ذکر بدیں اسرار و عطا کرنا، اور پھر تردید میں بتوہ تعالیٰ و معائنہ
و ماصلوہ بھی اسی مقتول پر وقوع قتل و صلب سے نفی کرنا و صاف دلالت کر رہے ہیں اس پر کہ مقتود تردید اور مردود و دونوں
میں صلب یا ایجاب نسبت و توحید کا ہے یعنی مسیح کا مقتول و مصلوب ہونا یا نہ ہونا محل بحث ہے نہ نسبت مذکورہ یعنی صرف مصلوب
قتل و صلب میں کلام نہیں یعنی کہ نہیں کہ یہود کا مطلب صرف یہی ہو کہ ہم سے قتل و صلب صادر ہو گیا ہے، بخدا کسی شخص کو ہم نے
مقتول و مصلوب کیا ہو اور یا خصوص مسیح نہ نظر ہو، ایسا ہی تردید میں بھی اذاعتہ رکھنا، توجب و معائنہ و ماصلوہ کے
قتل یا صلب کے مسیح پر واقع ہونے کی نفی کی، اور یہ ظاہر اور سب گرد و کا اتفاق ہے کہ مژدہ کوئی شخص تو مقتول و مصلوب ہوا ہے۔
پس معائنہ و ماصلوہ کے بعد جو باوجود شخص عظامہ مضمون سابق مذکور مضمون، لہذا و لیکن شبہ میں ضرورتاً تب من الغافل کا مرجع ہوئی
شخص مصلوب یا جیسا کہ جلالین و دیگر میں ہے، یا دلہو کو نائب من الغافل کہا جاوے جیسا کہ و سر احوار و ہے قاتل میں، بعد اس
تشریح کے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلمان کسب ہدایت ان آیات کے یہ اجتماع ضروری ہے کہ مسیح مقتول و مصلوب نہیں ہوا بلکہ
ذکر کوئی اور شخص تھا، رہا یہ کہ وہ کون تھا، کیا نام رکھتا تھا، جس کے والدین کا کیا نام تھا، سوا ت و ماصلوہ و ماصلوہ کی عرض کو اس
سے کہ تعلق اور لگاؤ نہیں، لہذا قرآن کریم اس کے درپے نہیں ہوا، تو پھر ہم کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ اس شخص کے متلاشی نہیں، بلکہ
ایسی تلاش میں اُن لوگوں کا جو ضروری ہے جو اہل کتاب کی روایات مندرجہ کتب خود بخود کتاب اللہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہوں
اور نہ صرف اس پر تائید ہو بلکہ ان روایات کو کتاب اللہ پر ترجیح دے کہ کلام اللہ کو ان کی طرف سے جاویں، قال اللہ تعالیٰ قَتَلْتِ
النَّارَ اَصْلًا وَالَّذِينَ كَفَرُوا قَتَلْتِمْ لَعْنَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَعْنَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ (۱۱) یعنی قاتل کے مجھے چلانے والے قتل کیے جاویں جو غفلت
میں رہتے ہیں بیت۔

لاہور سے محبت نشان بتاتے ہو کابل پڑی ہے تم کو پشاد در کو جاتے ہو

اثر ابن عباس جو باسنو صحیح شمس الہدایت میں مسطور ہے جس کی صحت کو بڑے بڑے علمائے اہل حدیث سے مثل حافظ

مہارے محبوبان اللہ ماشاء اللہ نظر بند ہو۔

قولہ۔ اسی صوفیہ میں جہم کہتے کے اٹھایا جانے کو بعید سمجھا۔ ابن حجر مزیلی نے اپنی سے شمار کرتے ہیں۔

اقول۔ دفع جہی کے کئی ایک واقعات پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ تو جہم کثیف کے باطن سے نکلتے ہیں، نہ کہ اگر جہم قبیل کو کوئی باطنی حرکت دینی اور اسی کے اوپر اسے توہین کہا جا سکتا ہے۔ استبداد صرف قادیان ہی میں محدود ہے۔ ہمزاج جہانی اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس استبداد کو قادیان تک پہنچانے کے لیے کافی ہے۔

قولہ: معمرہ ۶۱، اس تفسیر و تقریر سے جو صراحتاً:

اقول۔ قرآن تعالیٰ حاصل صلوٰۃ و سلام علیہ و آلہ و صحابہ کرام علیہم السلام کا مع اہل بیت علیہم السلام ہے، کیونکہ یہ صراحتاً یہ مسیح کے مصوب ہونے کی نفی کر رہا ہے۔ لہذا مضمون اناجیل سے مطابقت نہیں رکھتا۔

قولہ: ”صفر ۱۱ اور حضرت اقدس نے صفر ۸ سے صفر ۱۲ میں تحریریں فرمادیں کہ معنی صلب کے ہڈی تو مٹی ہے، مٹتی
مضروب ہڈی نہ تو رُسے جانے کا نقل کیا ہے۔“

اقول: سید احمد صاحب اور مرزا صاحب اور مصنف فقیر حضرت شاہی تینوں ہیں بہت ہی سنیوں کو یہ سنی گھوڑی دیا گیا ہے، لہذا ان کو صاحب لہو کے معنی میں گورنر کا ناصرف ہی ہوا، براہ معنی حسب کے لغت ہندی توڑنا کہیں یا نہ ہو۔ مرزا صاحب نے تو فوجی راستہ لیا جو امر دہی صاحب نے نہ کر کیا ہے۔ مرزا صاحب آزاد ادب نام کے صفحہ ۳۸۸ سطر چوتھی میں لکھتے ہیں: مشتار صاحب لہو کے لفظ سے یہ ہرگز نہیں ہے کہ یہ سید صاحب پر چڑھایا نہیں گیا، بلکہ مشتار یہ کہ جو صلیب پر چڑھنے کا اصل نام تھا قیصر بنی کر دیا، اُس سے نکلے تھانے سے سید کا صفذاد کا اور مصنف فقیر حضرت شاہی نے جس معنی صلیب کو ہندی توڑنا لکھا ہے، اس قسم کا صفذاد ۱۱۱ خط جو، نیز سید احمد صاحب کی فقیر شاہی اب ٹھینے، اس سے تنس الہدایت کی عبادت کا مطلب ایسی طرح واضح ہوتا ہے کہ جلدات اس کی یہ ہے :-

اس تفسیر سے جو ظہر قرآنی سے بھی جاتی ہے ظاہر ہو گیا ہے کہ نیزہ صاحب اور مرزا صاحب اوصاف تفسیر حضرت شاہی کو ماصلیبہ کے معنی میں جو ان صاحبان نے روایات انانیہل کے لحاظ سے لیا ہے سخت دھوکا ہوا، میں چکر مارتوں کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ فیض صاحبان کو ماصلیبہ کے معنی میں سخت دھوکا ہوا، یعنی مصلب کے معنی مٹوئی پر چڑھنا، ان کو چھوڑنا، جبکہ اسی کو آزاد آدمی کی عمارت نقل کی گئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے شمس الہدایت کی عمارت (کہتے ہیں ماصلیبہ یعنی یہود سے تیسع کی ہڈی کو نہ توڑا، متعلق ہے تفسیر حضرت شاہی سے جو مروج قریب ہے ان کی یعنی مستند احمد کی تفسیر کو جعفر، اور لحاظ کرنے سے ظاہر ہو کہ یہ کوفتوں نے مصلب کا معنی ہڈی توڑنے کا لیا ہے، اور عمارت قانوس مسطورہ شمس الہدایت کے ساتھ استناد بھی کر رہا ہے۔

قولہ - صفحہ ۶۱۔ میں مطلب دونوں محلوں کا ماقبلوہ و ماصبوحہ قتل بالتبلیب ہی ہے۔

اقول۔ اس مطلب پر گفتگو کا قتل، انتہائیت کی نشیرو اور، وہاں صلیبو کا شعلے پر چڑھانے کی نفی، جیسا کہ اوپر ذکر کرنا چکا ہے۔ نائزین میفر، ۱۶ صفحہ ۱۶ کے نعت نامہ کا مطالعہ فرمائی ہیں جس کو ادبی طالب العلم بھی برحایت ہمارے بعض صحافیان مسطورہ جلا کے جو اس مکتوب میں تحریر کیے گئے ہیں، تو دہر کر سکتے ہیں۔

قول ۶۶۔ مؤلف صاحب اس کا فیصلہ کریں کہ جب مزاج مغیرہ دستور کا آپ کے نزدیک مجموعہ النوع ہے۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے مزاج جس جسم کے ساتھ نوع بھی قتل ہو جاتا ہے۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ مِنْ خُصُولِ مَوْسَى بِإِخْوَةٍ لِيُخْبِتُ فِيهَا مَنْ هُوَ أَفْضَلُ

بلا امر وی صاحب ہم تو ذلک الکتاب لا یتقیہ پڑھتے جاتیں اور آپ بظاہر بتوں کی صورت میں ہو کر وہ پردہ تحریر کرتے ہوئے عاشقانہ اشارہ پڑھتے جاتیں مگر تاؤنے والے تو آڑھیں ہیں۔

قولہ۔ امر وی صاحب صفحہ ۶۵ میں بڑی عیش میں آکر لکھتے ہیں۔ زبان مجھے یاد آگیا کیوں کر یہ فرق نہ ہوتا کہاں حضرت علیؑ کے اکتوتے بیٹے صفات بشریت سے مبرا اور کجا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک فلکی نژاد انسان و خود بخود باللہ من فضل القول مثل البول تکاد السحوت یتفطرون منه وتفسن بالارض وتخول الجبال ان دعوا للرحمن ولدا کلا واما ش۔ اے تو ان تم عیسائیوں کے شریک ہو کر وہ شعر پڑھتے جاؤ۔ یہ تو یہ شعر پڑھتے ہیں۔ (۱۰)

اقول۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ کہیں غش الہامیت میں بیٹھی بن مریم خدا کا اکتوتہ بنا لکھا ہوا ہے۔ بلکہ آپ نے خود ہی سیر کے آسمان پر چڑھ جاتے اور سکونت فی السماء کو جو جب الہامیت محمد اکرمؐ کی تہذیب کا لہا۔ اور آپ کے عذیرہ کو زہم جی ہے۔ کہ سب ذکر العباد باللہ آجہ بن جاتیں۔ یا تو اس عذیرہ سے توہ کر دیا الوہیۃ من فی السموات من المخلوق کا الیاذ باللہ قرار کر دو جو متفقہ جاتیں ہے تمہارے مذہب کا۔ اب فرمائیے کہ آپ کے عذیرہ کے مطابق سب ذکر اللہ کے اکتوتے بیٹے بنے یا نہ شعر۔

وفي كفتة ميزانك عبدة وانت المان فيه ان كنت نعتل

اذا رجحت احدهما طاش اختها وانت لما فيها تسيل وتسفل

آپ نے ہمارے اس سفر میں جو ایک نسوھی امر اور اجماعی عقیدہ ہے حاشیہ لکھا اور وسیع کو جو بر سکونت علی السماء کے حق و قیوم محمدؐ کا اور سب لوگوں پر جن کا یہ عقیدہ ہے کہ ذکر کی قراگاہ آسمان ہے الزام لگایا پس تمہارے عذیرہ کے مطابق سب کو حق و قیوم محمدؐ کے جس کا جیسی قضا ہے کہ المسلمون ثبات اللہ او ابناء اللہ واقعی تھے۔ اب فرمائیے ان دعوا للرحمن ولدا کے قائل آپ جو نے یا کوئی اور لے الیہم بن اللہ اور عیسا بن مریم بن اللہ کے قائلین کا ہم فالو کر لیں ہوا۔ جس الہامیت کی عبارت صفحہ ۵۱ میں دیکھو جس سے ثابت ہے سیر کا بارگاہ الہی میں رونما اس دولت کے لیے کہ میں سرور عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں سے ہو جاؤں کیا اس سے کہلاتے اس کے کہ خلیفۃ مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہے تب نے تہذیب لکھا لیا اور مسیح کے لیے تشبیہ بالا لکھنے سے صفحہ ۶۶ میں کیا کیا بہرہ مرانی کی کیا قوامت کا باب ۵۵۷ تمہاری نظریے نہیں گزرا جس میں امن کو امانۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم ان جعل من امته رسولا فخرانه اختص من الرسل من بعد نبوته من البشر فكان ضفیفہ الاخذ وسامطرة (۱۰) لکھا ہوا ہے۔ حضرت شیخ توحید کے لیے تشبیہ بالا لکھ کر خدا کے لئے سے تہذیب لکھتے ہیں کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن عالی ہے کہ آپ کی امانت سے ہو کر اوپر نہیں ہو کر اللہ کے ساتھ خدا کا تشبیہ لکھا ہے۔

قولہ۔ اسی صفحہ ۶۶ میں (نسخ روح القدس ص ۱۰) اس پر میں کیا ہے۔ پھر لکھا ہے۔ یاں ہدیۃ الرسول کے رو میں انشاء اللہ تعالیٰ ان المخلوق کی شہرٹی جاوے گی۔

ہلہ نامزدی کہ صلوم ہو نفع روح القدس والے مسکریں اس کے اعتراض کا ماحول یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نفع روح القدس ص ۱۰ میں گریبان میں جو لکھا ہے یہ خلاف ہے اس آیت سے (وَمَنْ يَزِدْكَ مَالًا فَمِنْ تِلْكَ أُخْلَصْتُ لَهُ فَإِنْ أَتَى الْفِتْنُ فَذُنُوبُهُمْ وَأَنْتَ غَافِلٌ) آیت ۱۰ جس سے نفع روح القدس کا گریبان میں صلوم نہیں ہوتا بلکہ فی الغرض صلوم ہوتا ہے۔

اقول۔ اہی اپنے ہی مژدیاں مقوم صاحب آپ کی خبر تو پہلے ہی سے لے لی گئی ہے تو اب آپ لی خبر سے نہیں کے نہ؟
 قرآن مجید سے نفع فی الفرج بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آیت مذکورہ سے اور نفع فی فرج میں جیسا کہ فَتُخَفَّفُ عَنْهُ يَوْمَهُمْ دُجُنَّا۔ آپ مجھے
 اندیشہ سے کہ مروی صاحب دونوں آیتوں میں تناقض قرار دیتے ہیں اذعاناً فتنہ فتنہ کا حکم حسب اہانت و دغاویں ۱۰۔
 فرماویں کہ نفع فی فرج اور نفع فی الفرج کا کمال ایک ہی ہے یعنی نفع فی فرج مریم ایک صورت ہے نفع فی فرج کے لیے تو جواب میں
 گزارش ہے کہ نفع فی جب مریم میں ایک صورت ہے نفع فی فرج مریم کے لیے یعنی روح القدس کا نفع گریبان میں ہوا جس کا نفع فرج
 سے شک نہیں چلتا۔ دیکھو و ابو عبد الوہاب و عبد بن حمید و ابن المنذر رحمہ اللہ فی قولہ تعالیٰ فَتُخَفَّفُ عَنْهُ مِنْ
 رَوْحِنَا مَا فِي جَنبِهِا۔ دُرُ مَنُور۔

قولہ۔ مروی صاحب کے صفر ۹۸ سے لے کر صفر ۹۹ تک چند سوالات (۱) ارشاد میں عباس کی رُوس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
 اولا حضرت یحییٰ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھایا۔ بعد اس کے حضرت یحییٰ کی شبیہ ایک عواری پر اُٹھال گئی۔

اقول۔ لعنہ اللہ علی الکاذبین۔ اس اثر کے اس فقرہ میں سوچو (۱) نالقی حلیہ شبہ حبشی رُوع حبشی من
 رُوْنَقَةِ الْبَلَدِ جس سے حسب حدیث صاحب کے کہ (۲) دغاوی معانی و جوہر و کبری کے بنا کر تا ہے جیسا کہ متوفیک و رافضی میں
 عواری پر شبیہ کا ذکر ہے ہوا۔ بعد ازاں اُٹھایا جانا یحییٰ کا۔

قولہ۔ صفر ۹۸۔ اوپر پورے پتھر کو اس شبیہ کو سنی دی۔ تو یہ رہ یافت کرتے ہیں کہ بعد اُٹھائے جانے حضرت یحییٰ کے
 آسمان پر اب اللہ تعالیٰ کو کون سی خدمت پیش آئی کہ دوسرے شخص پر شبیہ یحییٰ کی ڈال کر اس کو رسول پر قتل کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو عظیم مطلق
 ہے۔ اس کا تو کوئی شبہل بخت سے خالی نہیں ہوتا۔

اقول۔ اس حکم کے تو ایسے ہی کام ہوتے ہیں کہ عواری کا ایک ذکر ہے پتھر کو بھی (۱) دغاوی سے دشمنوں سے بچانے کا وعدہ فرما کر
 اور یہ پتھر نما کے بھی بقولہ واذ کففت ابی اسوا شیل عنک کی بشارت دی۔ پھر اُنھیں دشمنوں کے ہاتھ دے کر خوب
 ذلیل کر کر انھیں مائے بچانے کے بلے اُن کے دلوں میں یہ شبہ ڈال دیا کہ اب یہ مر گیا ہوگا۔ اسے سول سے لے کر لے لے چاہیے (۲) دیکھو
 اذالہ او پام جلد اول متفق و ماحصلہ وہ کہ اود اپنے شخص کا منہ کو اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہ جب آخر میں شبہ
 ڈالنے کی تہرہ شوبھی تو اول ہی سے کہیں دیکھ کو ان کی ایذا سے بچا لیا تاکہ ایسا نہ دہرے اور اذ کففت ابی اسوا شیل
 عنک دونوں متفق ہو جاتے ہیں آخر کا سوچا ہوا شبہ پہلے ہی سے اُن کے دلوں میں ڈالا ہوتا۔ یا غافل نہ ہو کہ طرح اُن کو نظری
 نہ آتا۔ تاکہ عظیم مطلق پر صدادی یا سیکھو کہ گولہ لے کر کوئی شخص مائدہ ہوتا۔ بلکہ مروی صاحب سے دوسرے معلوم ہوتا ہے کہ پھر بھی
 اسے تیزی طبع تو ہمیں (۱) شہد کے مطابق احترام مل کر گئے سے باز آتے۔

قولہ۔ صفر ۹۸ بعض محل گراس افتاء شبیہ کے قہقہہ کو تسلیم کیا جادے تو پھر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ آسمان
 پر نہیں چڑھائے گئے اور اسی زمین پر یسوع سے پتھر دیکھے گئے اور اذعاناً کی گئی کہ ایک عواری پر پتھر دیا گیا تھا تاکہ یسوع شبیہ کو قتل
 باھلیب کر کے حضرت یحییٰ کے قتل کا خیال چھوڑ دیوے۔ مگر وہ خود نے کہ حضرت یحییٰ آسمان پر چڑھائے جاتے تو کیا کوئی صاحب
 کے نزدیک تب بھی یسوع کے ہاتھوں میں آسمان سے آسکتے تھے۔ پیش خیال اللہ تعالیٰ نے ایک عواری کو ان کے لیے کفارہ کر کے یسوع

شہد یہ الزامی جواب ہے ۱۲ منہ

اے قولہ (پیش خیال اللہ تعالیٰ نے) مروی صاحب کیا اندر بھی خیال کنندہ کا اطلاق جاری ہے۔ ۱۳ منہ

نے حضورِ حق کو مدفع کیا۔

اقول۔ حضرت محمدؐ کو پڑھانے والے قبیلہ کو سب کا مرزا اور باپ سمجھا جاتا تھا جس کے بارے میں کہنا صحیح ہے کہ ان کے دلوں میں شہزادہ لگا گیا کہ سب مرگیا ہے۔ معاذوں کو وہ فی الواقعہ زندہ تھا تبسیم بھی کیا جاوے تو پھر اسی میں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبیؐ کو پڑھانے والے قبیلہ میں شہزادہ لگا گیا تھا۔ تاکہ یہود اور نصاریٰ کو قتل باہلیب کر کے ندامت اور حسرت اٹھائیں۔ مگر وہ شہزادے کی صورت میں ہی سے وہ مشنوں کے ہاتھوں میں زندہ رہے۔ اور وہ شہزادہ نہیں بلکہ ان کے بچانے کے لیے ڈالا گیا تھا۔ اسی حکم کا پتہ ہی سے ڈالا جاتا ہے کہ *فَلَا تَحْسَبُ النَّفْسَ الْكَافِرَةَ لَئِنْ أَتَاهَا نَاثِرٌ مِّنْهُم مَّا يُلْقِيهِ اللَّهُ فِي مَوْتِكُمْ* اللہ کے ہولناکی نہیں، تو کیا امر وہی حساب کے نزدیک تب بھی وہ یہود کے ہاتھوں میں آسکتے تھے، اور بقول ان کے بڑے حبیب اللہ تعالیٰ نے صبح کو رسولؐ کو بلالؓ کو بلال ان کے دلوں میں شہزادہ لگا دیا کہ صبح کو پڑھنا کہ وہ دیکھ

قولہ صفحہ ۶۸۔ اور پھر دو مراسلہ یہ ہے کہ حقیق باہلیب ہونے کے اس شبہ کی نفی کس دینی کہتی؟

اقول۔ اچھی تو آپؐ کی نفی کی تلاش میں ہیں۔ چونکہ باوجود نبی ہونے کے اس کے انبیاء اور اولادِ اہلِ بیتؑ میں سے ایک تک اس کا پتہ نہیں چلا تھا۔ وہ شبہ یہ ہے کہ نبیؐ کی نفی کا اہم نامی پتہ پتہ نہیں چلا تھا۔ مگر اس اہم نام کو دوسرے نام نے غلط کر دیا جس سے کثیر خاص بری تحریکیں رونما ہو گئیں۔ ہم سے پتہ لگا ہے۔ پھر وہاں بھی وقت یہ ہے کہ وہ نبیؐ کو صاف صاف کہیں لکھو کہ نے سب اہلِ بیتؑ پر کچھ اور ایسا کہ ہم انہیں جدا کرنے پہلے آتے ہیں کہ کوئی اور نہیں تھا۔ اور اس منہوں کو انہوں نے مرتبہ بالوہ میری کروا لیا ہے۔ غالباً پھر کاشع بھی کر دیں گے۔ *قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلَ فَخْرًا صَوْنًا لِّأَيِّهَا هُوَ عَمْرٍاءُ سَاهُونَ وَاللَّهِ بَيْنَ* تب ۱۰۔ یعنی اہل کے ٹکے چلانے والے قتل کیے جاویں جو غفلت میں چھوٹے ہوئے ہیں۔ جناب میں، *قَدْ لَقِيَ فَيَسْخَرُ مَرِيحَ لَهْفُولٍ* میں ہے۔ *وَمَا صَلَاحُهُ إِلَّا اس کے چھوٹنے ہی سے تو یہ مرگوانی پیش آتی*۔

قولہ صفحہ ۶۸۔ مگر آپؐ کے نزدیک اسی قبر میں دفن کیے گئے جس میں سے مسائیوں نے تیسرے روز نکالے۔ تو

موال یہ ہے کہ حضرت نبیؐ کی تاریخ آسمان پر اور الفار شہزادوں کو جو دیں نے بہتیم خود دیکھا تھا۔ تو باوجود معاذوں کا نشانہ غریب غریب کے پھر اس شبہ کو کس غرض سے قبر میں سے نکال لیا؟

اقول۔ روایات اناجیل کے مطابق جو ایک واقعہ ہوا ہے۔ اُس میں موسیٰؑ کی شکل یا دریافت ان لوگوں سے کرنی چاہیے ہو کہ وہ وفات آیات قرآن کریم کے انہی روایات کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ مگر تو قرآن کریم سے اتنا ہی پتہ چلا کہ صبح مقول و معلوب نہیں ہوا کہ کوئی اور شخص تھا۔ بلکہ یہ کہ وہ شخص کو تھا۔ کیا نام رکھا تھا۔ لاش اس کی کہاں ہے۔ اور کس غرض سے نکالی گئی۔ ہوا ان امور کے متعلق قرآن کریم اور مشتبہ نبویؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بحث نہیں کی بغیر قرآن میں جس کے، سو وہ بھی جلیں۔ لہذا ہم کو بھی ان

۱۔ کہ یہ کوئی مخالف ہے صریح آیت و ماہیہ سے ۱۲۔

۲۔ یہ حکم الزامی ہے ۱۲۔

۳۔ دیکھو انا لہذا وہام صفحہ ۷۳

۴۔ دیکھو انا لہذا وہام صفحہ ۷۳۔ جولائی ۱۹۹۷ء۔ ۱۲

اوسے کوئی غرض نہیں۔ ناظرین صوبہ کا یہ بھی تحقیق جواب اسی کو خیال کریں جس کو پہلے بھی ہم ایک دو مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ پھر گزارش ہے کہ یہ کہیں سے ثابت ہو کہ شیعہ کی دانش کو انھیں ساری میں نے نکالا جو بد وقت تھا۔ شیعہ اور اٹھایا جانے پر مسیح کے موجود ہونے پر مسیح کو انھوں نے نکالا تھا وہ تو وہی ہوں گے جو بتایا ہے وہ اس کو مسیح کی نفس تصور کرتے تھے۔ درنہ ظاہر ہے کہ جو ساری اس کو کسی آؤٹس کی نفس خیال کرتے تھے۔ ان کو کیا غرض تھی اس کے نکالنے کی۔ اگر کیا جادے کہ دوسروں کو انھوں نے چشم دید واقعہ تھا۔ شیعہ وضع نہیں سے اصلاح دی ہوگی۔ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ ایسی گزارشیں جب تم لوگوں نے قرآنی فیصلہ چھوڑ دیا اور یوں کی خبروں کو معتبر سمجھا تو اتنا تم غیر نصاریٰ کے جوابات پر خود کے مصونیت کے قائل تھے۔ اگر دس پندرہ آدمی کی بات بتا دیا تو باہکے دشمنین تو جاتے نقیب علی شکایت نہیں۔

قولہ صفحہ ۷ کے آخری سوال کا مائل :- این عباس کے اثر میں تین مذہب ہیں :-

۱۔ نصاریٰ یعقوب کا جو اہمیت مسیح کے قائل ہیں۔

۲۔ مذہب تصور کا جو اہمیت کے قائل ہیں۔

۳۔ مذہب مسلمانوں کا جن کا یہ اعتقاد تھا کہ مسیح خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے جب تک اللہ نے چاہا ہم میں رہا پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ امروہی صاحب نے یہ دریافت فرماتے ہیں کہ مثلی اہمیت کے تعلق کا مذہب ان کا مذہب ہے کون سا ہے۔ اگر تصور یا یعقوب کا ہے تو مسیح جو اہمیت یا نہایت آسمان پر اٹھایا جاسکتا ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی طرح اس کو بندہ سمجھتے تو پھر باقی مریسلین و معتزلیں کی طرح مسیح کا بھی دفع در بات ہی ہوگا۔

اقول۔ جواب ہمارا مذہب تو وہی مذہب ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آج تک مسلمانوں میں چلا آیا یعنی مسیح خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے جس کو بعد چننے آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور پھر دوبارہ مجیب ہدایت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیائیں اتر کر فوت ہوگا۔ اور تصور والا مذہب نہیں اور ایسے ہی تعلق سب اہل اسلام کی طرح ان لوگوں کے مذہب سے بھی بڑا ہے جو کہ آسمان پر چڑھے کو بھی اہمیت یا نہایت کا موجب قرار دیتے ہیں جس کا مقصد بطلان پر ہے کہ سب فرشتے الیہذا یا خدا ہیں یا خدا کے لڑکے یا لڑکیاں۔ چونکہ اس مذہب والے لوگ یعقوب و تصور سے بھی بہت ہی بڑھ گئے ہیں۔ لہذا یہ حدیث اہل اسلام ان سے بیزار ہیں۔ تو حدیث تو ایک آدھ شریک کی گفتگو میں نہیں ہو سکتی، لکھو کہ ہا خر کا۔ کیسے سانسکتے ہیں۔

۴۔ امروہی صاحب نے دفعہ اللہ میں دفعہ دومانی ثابت کرنے کے لیے میں قاضی اللہ دفعہ اللہ اور ایسا ہی اللہ و اغضی دار و معنی و اہد فی دار و حقنی کو پیش کرتے ہیں۔ ناظرین خیال فرمائیں کہ ہم نے کب کہا ہے کہ ہر جگہ دفع سے مراد دفع جہاں ہی ہوگا۔ ہمارا اور سب اہل اسلام ایک سب اہل عبادہ کا بیل دفعہ اللہ الیہ سے دفع جہی لینے پر سیاق و سباق اور نقل و سبب نہ نظر ہے جیسا کہ پہلے مضمحل مایں ہو چکا ہے۔ اور قائد و جلیلہ کے قوانین کے مطابق امروہی صاحب نے دفعہ دومانی کی تقدیر پر تصدیق ثابت کیا تھا۔ سو وہ بھی ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ مبادی منظور ہو گیا۔ اب ہم بار بار انہی مضامین کا ذکر مناسب نہیں سمجھتے۔

پھر ص ۶۹ میں فرماتے ہیں: بعد منہج تعارضات واضطراریات ہم اس اثر کا جواب کافی دشانی دلوں گے لہذا اللہ تعالیٰ
اقول۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مروی صاحب نے اس جگہ تک اس اثر کے متعلق جو کچھ لکھا ہے۔ اس کو انھوں
 نے بھی اپنی دانست میں کہا جو فی الواقع اس کا کافی دشانی نہیں سمجھا۔ یا اضطراب و تعارض سوال کی تصریح مع التوقید بخلاف کو مسلم ہو چکی
 ہے مروی صاحب کا اضطراب اور تعارض ملکہ کا دینی بحث کا آیات و آئین میں آج تک مندرج نہیں ہوا اگر تو تو اپنی ہی کوتاہ
 و غبات سے جن کو تعارضات کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں۔ دلنشہو ماقبل بہت ہے

اگر غفلت سے باز آیا جن کی قوالی کی بھی غلام نے ترکیب کی
قولہ صفحہ ۶۹ اور تیسرا سوال ابن جریر کا وہاں ہے جو مرگز توفت کے پاس نہیں ہے۔

احول۔ تیسرا یہ قیاسی ہے لکھنا یا لکھا ہو کہ حدیث کے لیے کہ تھوڑی تو کچھ ہے جس کا جواب ندارد چوں ہی آؤ میں ذرا
 دم لے لوں کہ یہ کتاب توفت کے پاس ہے یا نہیں، بعد صاحب آپ فرمادیں کہ یہ ایسا آپ کو کیسے مفید تعین ہو گا کہ کتاب توفت کے
 پاس نہیں۔ یا غرض اگر ابن جریر توفت مٹی جگہ کے پاس نہیں ہو تو اسے کثیر میں جو کچھ ابن جریر کا حوالہ دیا گیا ہے تو کیا آپ حافظ ابن کثیر سے
 بھی دریافت فرمادیں گے کہ آپ کے پاس ابن جریر ہے یا نہیں پس ضرورت میں بہر بہر دفع ہو جائے اعتماد کے بہ نسبت ثقات
 کے یہ تسلسل شاید اقل شد نہ سمجھ پیچھے تھوڑی دوسری ضرورت میں آپ کو بغیر جواب دینے کے نہایت نہ ہوگی ایسا ہی توفت مٹی عند
 کی نسبت بھی نہیں فرمادیں اور جواب کی طرف توجہ کریں ہاں اگر آپ نے ابن جریر خرید کر کے لیے دریافت فرمائی ہے تو وہ
 جوابات ہے۔

قولہ صفحہ ۷۰ توفت صاحب نے مستند جو نزول کو بحث و خروج کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵

اقول۔ مسلم نہیں اس آؤ میں آپ نے کیوں جگہ لی جب قرآن کریم دفع الی السماء بحسب سیاق و سباق و مواضع
 فرمایا ہے۔ اور احادیث متواترہ فی نزول میں بھی ظاہر کر رہی ہیں تو پھر بحث اور خروج اور انھوں سب سے مراد نزول ہی ہو گا اور تقریباً
 احادیث سے ہی یہ مواضع ثابت کیا جاسکتے گا۔

قولہ صفحہ ۷۰ کتب نویر میں یہ مسئلہ مسطور اتفاقاً لکھا ہوا ہے کہ نون التکید کا جو کد کا اصطلاح و المطلوب لا
 یكون ما ضیا ولا حلا ولا لا ولا استقبلا۔ اور آیت لیس من من بہ قبل موته میں نون تاکید کو جو دے ہیں جو صاحب
 اس قاعدہ اتفاق کے یوہن بن جبریر نے ہوا۔ بلکہ انشائیہ ہوا۔ تو پھر یہ آیت پیشین گوئی یعنی خبر مستقبل کیوں کر ہو سکتی ہے۔ لکھا جگہ
 انشائیہ اور کجا جملہ خبریہ۔

ہم ہیں تفاوت راہ از کتب است تا مجتب

پس آپ نے جس قدر ایسے آثار یا اقوال خبریں دیں ہیں آیت کو پیشین گوئی قرار دیا گیا ہے یہاں پر واند کہیے ہیں۔ دوسرے
 ہند فاسد علی الفاسد ہیں۔

اقول۔ کتب نویر میں یہ مسئلہ مسطور اتفاقاً لکھا ہوا ہے کہ نون التکید کا جو کد مستقبلاً فیہ معنی العطب یعنی مضروب
 و امانی المستقبل الذی ہو خبر محض فلا یدخل الاعداد ان یدخل علی اقل الفعل ما یدل علی التکید یعنی
 کلام التسمی و لا اللہ لا ضوین (رضی صفحہ ۳۴) اور آیت یوہن بن جبریر کہ قبل موته میں جو کد کہ لام تاکید یوہن کے اول ہو چکی ہے

نذر آیت میں فون ایکہ قبل میں جو خبر عرض ہے یعنی یومئذ لا یقالا بلکہ جواب قسم کا ثبت ہونے کی صورت میں فون تا کی کسی منک نہیں ہوتا۔ ولذمت فی ملتہم القسو۔ کا فیدہ پس بوجہ اس قاعدہ اتفاقہ کے یومئذ مجملہ خبر پر جواب ہوا قسم قدر کے لیے پڑا جو شہاب حاشیہ بیاضی صفحہ ۱۹۹ میں تحت اسی آیت کے لکھا ہے۔ والنفذ یوم ملحد من اهل الکتاب الا الله لیومئذ بہ۔ اور تا ماضی بیضاوی فرقہ نے میں فتولہ لیومئذ من جملۃ قبیۃ وقعت صفۃ لاحد یعنی لیومئذ من جواب قسم کا مجملہ خبر ہے مگر کدہ بالقیمۃ الانشائیہ اس کا جفت واقع ہونا پڑتا تو یلیمح ہے۔

ایسا ہی مولانا عبدالحکیم (جملۃ قبیۃ) پر لکھتے ہیں۔ انہا جملۃ خبریہ موقوفہ بالقیمۃ الانشائیہ فیصح وتکمل صفہ بلا تا قبل الخیر مہمہ والموصوف المقدر مہمہ اء مقدر الخیر ای احتمال (مستم الزمر) کو تا ماضی بیضاوی اور صاحب کشاف نے اختیار کیا گویا آیت (و اما انما لہم مقام معلوم) کی تفسیر ہے۔

اور آیت میں دوسرا احتمال بھی ہے کہ مجملہ خبر درجعت ہو مبتدا عذوف کے لیے۔ اور قسم میں جواب خبر ہو مبتدا کی اگر کہا بدلے کہ قسم انشاء ہے پس خبر کیسے ہوگی، تو جواب امر عرض ہے کہ قسم میں مجملہ خبر یعنی اقسم بالله مثلاً انشاء ہے۔ اور جواب قسم خبر پر جیسار بھی مولانا عبدالحکیم صاحب کی عبارت بیضاوی کے حاشیہ سے نقل کی گئی۔ (انہا جملۃ خبریہ موقوفہ بالقیمۃ الانشائیہ) اور اسی طرح شہاب حاشیہ بیضاوی بھی لکھا ہے احد ہما انہ صفۃ قبلت اء عذوف والقصو مع جواب خبر و لا یدر علیہ ان القسو انشاء لان القسو بالخبر جوابہ وهو خبر موقوفہ بالقسو شہاب ہلد ثالث صفحہ ۱۹۹ میں جواب قسم کا مجملہ خبر ہے مگر کدہ بالانشائیہ۔

امروسی صاحب: لیومئذ کو انشائیہ کہنا صرف جمالت ہی سے بلکہ علاوہ جمالت کے گنا بکیرہ بھی ہے۔ کیونکہ لیومئذ من و زمرہ طلب کے استعلاط ہوتا۔ اور تفسیر عرض و استعلاط ہوا ہمیں نقص و ناقول کے، لہذا جواب باری کے شایان نہیں۔ الوابۃ جواب القسو وجواب بالطلب ویسبئی استعلاطاً و یختص بالباء وبالغیر وهو القسو المنطوق من متین۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قسم متعارف خبر سے ہے۔ ایسی ہی جملہ میں کہتے ہیں (واما فی ذلکۃ القسو علی الطلب فنیۃ تامل) شرح مآثر مال کے دوسرے صفحہ پر باتمیز کی مثال میں لاکوں کو ترکیب پڑھانے کے وقت کہا یا جاتا ہے کہ فضل قسم یعنی اقسم بالله ہلد انشائیہ ہے اور جواب قسم خبر ہے مگر کدہ بالانشائیہ۔ قیامت کے علاوہ میں سے ایک یہی غلو میں آئے گا کہ اس ایاق و الے لوگ بھی جن کو یہ بھی معوم نہیں کو فضل قسم انشائیہ ہوتا ہے یا جواب قسم۔ نزلے حقائق و معانی قرآن بیان کرنے لگیں گے۔

ناظرین کو معلوم ہو کہ اصل مسئلہ لغوی تو یہ ہے جو اُدھر لکھا گیا۔ امروسی صاحب کو دھوکے لگنے کا سبب اب شیئہ ایک توضیح مآثر مال وغیرہ کتب نحو پر آپ نے سرسری پڑھی ہیں۔ اور دوسرے عبارات منقولہ کہ دنوں ان کی ایک ایک کا مطلوبہ و المطلوبہ بلکہ ماضیا کا حالہ کا خبر مستقلاً کہ نہیں کہے۔ یہ عبارت بھی مولانا عبدالحکیم صاحب نے مشکل میں بیان فرمائی ہے جنھوں نے ضایا کے حاشیہ میں جواب قسم کا مجملہ خبر مگر کدہ بالانشائیہ لکھا ہے۔ اب امروسی صاحب اس عبارت کو لاہور میں مدرسہ فاضلہ میں اگر پڑھ بھی جاویں۔ اور آئندہ تفسیر غیبی سے توہر کریں۔

قولہ۔ اسی صفحہ میں اس کے بعد امروسی صاحب لکھتے ہیں۔ اولیومئذ منی کا مجملہ انشائیہ ہونا خبر تفسیر اور مثیل کشاف و بیضاوی وغیرہ کے بھی لکھا ہوا ہے مجملہ تفسیر اور میں مجملہ خبر لکھا ہے جو انشائیہ ہوتا ہے؟

اقول۔ ہاں صاحب قسم کہ تفسیر لکھا ہے مگر اس کے بعد کافرو (و انشائیہ ہوتا ہے) یا آپ کا حاشیہ ہے جناب مالی بصل

قسم انشائیر ہوتا ہے نہ جواب قسم جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ اب ناظرین انصاف فرمادیں کہ علماء سیراد میں کی طرف یہ مشوب کرنا
 کہ انشائیر ہے نہ خبریں کہیں نامی پاک محبوس ہے یا کس درجہ کی جہالت ہے جس نے اسے مستحب ہوں کہ امر وہی صاحب نے لیو معنی
 کہ انشائیر بنا کر بغیر اظہار جہالت مذکورہ کے کون سا فائدہ اٹھایا۔ بالقرض اگر انشائیر برحق قائلین پر زور دلایا جس کو کیا ضرر دیتا ہے۔
 بر تقدیر ارجاع ضمیر (قبل حوتہ) کے میر کی طرف پھر بھی جہاد ہی مطلب ثابت ہے۔

قولہ صفحہ ۷۰ پس اگر آپ کو ان حدیثی تصدیقات کی تاویل میں منظور اور پسند ہے کہ حضرت علیؑ علیہ السلام سے نہیں
 مرے ہوتے مگر صرف الزامات چوتھے اور بروزی طور پر قبل قیامت کے محبوس ہوتے والے میں آخر تک نہیں جہاد کیا
 تاویل کب تک نہیں ہے جہاں اس تاویل کو تسلیم کرتے ہیں۔ دور نہایت قویاں مذکورہ کے آیت کے معنی مرحوم آپ کیوں کر کر سکتے ہیں۔
اقول جب علیؑ علیہ السلام کتاب اللہ کے حدیثی احادیث میں جہاد پر شہاد ہے تو پھر ہم کو کون کون پر جہاد
 سے تاویل یا ان کو تحریف مذکورہ اور آیت لیو معنی پہ قبل حوتہ کے انشائیر یا خبریں ہونے کو اس تاویل میں کیا حسن ہے
 غلط تاویل دور نہایت قویاں مذکورہ کے الزامات بالکل صواب غلط ہے لافظہ الامتناع والامتناع معرفت ہو۔ بہر حال دو جہادوں
 میں سے آپ ایک جہاد میں توفیق و جہاد ہوں گے۔ یا تو ملامت کرنا کہ اس میں ملامت ہو کر (واللہ لطلب لایکون صاحبیا ولا صاحبہا)
 مستغنیاً کا مطلب تو پھر نہیں یا تقدیر فوری اور وقت نئی سے توہم کریں۔

شعر

و لے کلتے میوزاننا نکت اسموۃ و لمن خلا قبلات معن لا یعقل

اذا رجعت احد صماطاش لستھا و انت لسا فیھا تسبیل و تسبیل

قولہ صفحہ ۷۰ کا ماحول بجا اہل اسلام نے بڑا صاحب کے بارہ میں جو کچھ تحریر کیا ہے۔ یہ علامت ہے ملامت
 تمہاری مائیں بڑا صاحب اور کبھی اسراہیلی کی۔

اقول صرف ایک ہی وجہ کو بیان فرما کر آپ مائیں بڑا صاحب کے بارہ میں آپ بقیہ و جہاد مائیں بڑا صاحب
 کیوں نہیں بیان فرماتے۔ جوں کتنا چاہتے۔

- ۱۔ تکفیر و تکذیب علماء اسلام کی۔
- ۲۔ وصف علم میں اس حد تک ہونا کہ کھڑے ٹھکانے کو مرنے والے سے بھگتتا ہے بد ذات فرقہ فرقہ لوگوں۔
- ۳۔ اپنے مائیں میں میرج ہستی کو مگر دوسری اور زنا کار اور کسی عورتوں کی اولاد میں سے کتا۔ (دیکھو ضمیر وہاب امیر صفحہ ۷۰)
- ۴۔ غزوہ فائدہ دہیں یہ کہ ان کو بغیر شک و حیرت و یاقوتین و چاؤ زور و قورمہ کے گناہیں اسی طور اسی (دیکھو کے نیواریت ہائیں
 گھر میں بھی مستحق جو رہتے ہیں۔
- ۵۔ ترک دنیا کا یہ حال کہ طرح طرح کے سوسوں سے چننے جمع کرنا۔
- ۶۔ وصف فائدہ دہی میرج ہستی کے برعکس گھر سے قدم باہر نہ لکھنا۔
- ۷۔ بھلائی کے تجربے کی تلاش کرنا، یہاں تک کہ آسمانوں پر بھی آپ کے کھان کی دعوام و دعام ہوئی۔
- ۸۔ حقائق و معارف و قرآن کریم میں جو حال ہے وہ آپ کے فاضل انجیل کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہمارا ہے۔

اب نافرین کو پہلی وجہ ممانہ نامہ کی طرف توجہ دلا تا ہوں یعنی علماء کی تکفیر و تکذیب ہے ثابت ہو کر ممانہ صاحب
 بیس امر اسرائیل کی طرح ان تیروں کا نشانہ ہیں جس کے ساتھ ان کو اپنی حیا و وسیلہ کذب و اسودہ و غیرہ مدعیان کذابین کی تکفیر و
 تکذیب نہیں کی گئی۔ تاہم یہی پر نظر آوے۔ لازم ہا کو ممانہ نامہ کا معیار بنانا آپ جیسے حارثوں کا کام ہے۔ ہاں اگر آپ بھی حسد و حسد
 (جس کا نام کہاتے اس کا گیت کہاتے)

قولہ سیفہ کے اخیر سے صفحہ ۱۲ کے اوّل کا حاصل ۱۱۔ ابن عباس کے اثر میں اضطراب ہے۔ بشوہ

- ۱۔ جب حضرت عیسیٰ آسمان پر چڑھے گئے تو پھر واری کو بذریعہ صلیب کے قتل کرانے کی کیا ضرورت رہی۔
- ۲۔ چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو سزا پہنچاؤ اور ان کے یاروں میں سے کسی کو کیا ایسے ہی قاذو طلق کو حاکمی و نامہ کہاجاتا ہے۔

کہ ایک مومن خاص جو خدا کے دوست کا جمیع جوہر بذریعہ صلیب قتل کروا کر عقوبت عطا کیا جاتا ہے۔

اقول یہ جواب پتے اضطراب کے گذارش ہے کہ آپ نے پوری نقل کیوں نہیں کی۔ تاکہ جاری طرف انتہائی مذہبی تفسیر
 سے آپ شکوک و اضطراب کو نقل تو فرماتے ہیں مگر جواب کے وقت و محل سے کام لیتے ہیں۔ اسی اضطراب کو علامہ مدداری اس عبارت
 سے بیان فرماتے ہیں۔

والا لشکال الثالث انما تعاقب کان قادراً علی غلیضه من اعدائک الا ان اعدائک یوفعه الی السماء وفسما
 الفاعل فی القادسہ علی غیرہ وعلی فہ الا القادس مکن فی الفلک من غیر فاعل فاعلیہ نفسیہ کیوں۔ جواب کا حاصل یہ ہے
 کہ اگر اللہ تعالیٰ بذریعہ جبرائیل علیہ السلام یا خود ہی حضرت عیسیٰ کے کمالات جو ہر کے مطابق ملاوڑ و مصلحت اللہ تعالیٰ کے ہاں کو بحالیت تو یہ مسموہ
 حد الجہا تک پہنچ جاتا جس سے ایمان کا باقی بجا تار تار یعنی اسی کو مجبوری ایمان لانے پر مجبور کر کے اللہ تعالیٰ کے لیے رہا کہ اللہ تعالیٰ کی
 وقوف ہی رکھتا ہے یا نہیں۔ اور بقدر وقوع منافی ہے محبت اہلہ کو یا نہ سو موضع ہے کہ تختات و تختات جو ماض میں حقیقت
 جامہ کو و سزا دیا سوں کے ہوتے ہیں۔ وہی حقیقت ایک جس کو آکر دوسرے کو پہن سکتی ہے۔ بحال شد و قوت بشریح اس کی شیعہ ملاوڑ ہے۔
 شعرائ کی بعض تصانیف آج ایسے ہی جو تعاقب کئے و غیرہ سے کوئی معلوم ہو سکتی ہے۔ قطب العالم سلطان العاشقین و بڑا ان معشوقین
 حضرت خواجہ محمد سلیمان کو نسوی رحمۃ اللہ علیہ کا جتنہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک خادم بارگاہ کو جب بڑھنے ایک بندہ کے مکان میں
 رہیں جس کو بغیر منادات کے مجبور ہو گیا تھا کہ کھڑے ہو کر بارگاہ کو دیکھتے ہیں کہ اندر مکان میں اسی مجبور کا شوہر ہے رو نما نہیں۔ بعد
 اس کے کہ ایک روز قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فرمایا کہ اسے فلاں میں تھا۔ سے لیے کب تک بندہ ہوں گا۔ میرے سفید باؤں سے
 حیا کر۔ انفرس ایک شکل کا مٹل یا شکل کا عقد ہو جانا یا ایک ہی شخص کا ایک وقت میں متعدد مکانوں میں موجود ہونا نہ صرف امکان ہی رکھتا
 ہے بلکہ واقعات مشہور ہیں سے ہے معجزات فی حکمت العلیہ کے بھی نہیں۔ کیونکہ ایسے وقت میں جب کہ امداد اپنے ذہن میں بھی
 خیال کی جیسے جوں کہ گویا ہم کامیاب ہو گئے یعنی تمہارا ہمارا قریب بھٹوں ہے۔ باب کوئی نفع ہی نہیں تو اچانک ہی مدعا کا ہاتھ
 سے چلا جاتا جس قدر جو بزرگ و ذہن و دامت کا ہوتا ہے خصوصاً جب کہ اس نا کامیابی کے ساتھ ساتھ دھوکا بھی کھا چکے
 ہوں۔ کیونکہ اس صورت میں علاوہ نا کامیابی کے سفاقت اور جہالت کا نتیجہ ملتا ہے۔ جاتی رہا ایک مومن ہے گناہ کا قتل ہونا۔ سو یہ
 کوئی نئی اور انہونی بات نہیں۔ زمانہ قدیم سے اہل حق اور اس کے دوست بھی وہی کے مقتدر ہیں وہی جو تپہ شہادت پاکر جنت کو سہلے

۱۔ اثر ابن عباس پر عربی کے مابین اعتراضات اور گستاخی ۱۲۰

۲۔ ابن عباس کی جانب سے امروئی کو جواب ۱۲۱

سب سے میں اللہ قادر تھا کہ جنگ اُحد یا بدر یا خیبر وغیرہ میں اپنے سرِ بلیغ و دستِ علی اللہ علیہ وسلم کو جن کی شانِ عالی سے اشعار ذیل لکھ پڑھ دیتے ہیں، بغیر اس کے کہ کوئی مومن کمالِ شیعہ قتل کیا جاوے، فتحِ عطا فرماتا، گمانِ غر و دات میں کئی مومن کمالِ شہید ہوتے۔ اشعار یہ ہیں۔

آیات (از قصیدہ بزرگ شریف)

فہو الذی تو معنا و صورتہ	شعرا صطفاه حبیباً بارئ النعمہ
مکرمہ عن شریک فی عا سنہ	فجوہ الحسن فیہ غیر منقسمہ
دع ما ادعتہ النصارى فی بنیہم	والعرب بما شئت مذ حافیہ ولعنکم
فانصب الی ذلک ما شئت من شرف	وانصب الی قدرہ ملئت من عظم
فان فضل رسول اللہ لیس لہ	حد فی عرب عنہ فاطق بعہ
فمنع العلو فیہ ائمہ بشیر	وانہ غیر خلق اللہ کلہم
وکل امی اقی الوسل العکرام بہا	فانما القلت من نورہ بہم
اکرم خلق نبی ذات خلق	بالحسن مشتمل بالبشر منقسم

کالذہری ترویج والبدیع مشرف:

والبعوی کرم والدہ ہونی ہجر

اور قتل بزرگ و حبیبِ نبی مثل سائر اسبابِ قتل کے، مومن بے گناہ کے لیے جو جو قرب و عزت ہے فدا کر کے ہیں۔ اس کا موجبِ محنت ہوتا صرف مجرم ہی کے لیے ہے۔ دیکھو آیت ۲۲ اور ۲۳ کتابِ استنشا میں۔ قادیانی مشن میں جن جن قتلِ حبیبی کو خواہ بے گناہ مومن کے لیے جو موجبِ مخلوقیتِ حقہ کو تاجِ فائدہ و لائقہ و لائقہ نکل رہے ہیں تو اسلامِ مغرب کا خدا ہی حافظ۔ دوسرے اضطراب کا تحقیق جواب تو پیسے ہی جواب سے کہ لینا چاہیے صرف الازامی طور پر معروض ہے کہ پائینے تو یہ تھا کہ

لے خلاصہ ترجمہ اشعار عربیہ

اے حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و صورت بنا کر اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب بنایا۔ آپ اپنی قوموں میں بے مثال ہیں۔ اسے قیامِ پیغمبر علیہ السلام کی ذات کی طرف مردہ شرف و عظمت بلاشبہ منسوب کر رہا ہے۔ شرک سے پاک ہو گیا۔ تصادمی نے اپنے نبی کے متعلق دعوے کیا کہ وہ ابنِ اللہ یا تیسرے خدا یا اللہ ہی میں شریک ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا فضل و کمال ایسا محدود نہیں جسے بیان کرنے والا عاجز کر سکے۔ ہاں جو ام کے لیے میں اس قدر واضح ہے کہ آپ کا ہر بشارت و مادی مخلوق سے افضل ہیں۔ اور جو معجزاتِ نبی کریم کو ام سے ظاہر کرتے آپ کے نور سے مشتاد ہوتے۔ عرض آپ کی صورت کو آپ کی سیرت نے اور مجی تا بتاک کر دیا۔ گویا آپ عافیت میں پھول، شرف میں چوہوں کا چاند، جود میں بحرِ اودیت میں ایک ظہیرِ جہان ہیں۔

قولہ۔ میں مجاہدانہ غاصد کے چارواہی قبائل کے مضمون پر امر دہی صاحب نے شہر کیے ہیں۔ ایک یہ بھی لکھا ہے جس کو غصا کر کے صفحہ ۴۳ کے آخر میں کہتے ہیں۔ میں اگر غور کروں میں سے کوئی جواری صادق مقتول باقتیاب کیا جاتا تو وہ بھی مضمون قرار دیا جاتا۔
اقول۔ اس کا مضمون قرار دیا جاسکتا ہے کہ حسب زعم آپ کے اور یہ کہ ہے تو کچھ نہیں بلکہ قدرت صرف اسی مسئول صلیبی مضمون ہونا ثابت ہے جو مجرم جو۔ اور یہ جواری جو کچھ غیر مجرم قاتل مضمون نہ ہوگا۔ اور دیکھا جائے تو لفظ مقتول قاتلین کفر و الی قیوم العقیقۃ (۱) لفظی آیت ۵۰، اس کا تفسیر یہ نہیں کہ کوئی اہل حق بتائیں جیسے میں سے کفار کے ہاتھ سے مقتول ہی نہ ہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ اہل حق جیت جی مجرمی غالب رہیں گے۔ وہ آیت میں کذب آئے گا کہ یہ نہ کہ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ گنتی ایک سیر کو ڈنڈا کا بندہ اور اس کا نہ مول ماننے والے اُن کو خدا بھیجے والوں کے ہاتھوں سے ذیل جو جانتے ہیں۔

قولہ۔ صفحہ ۴۳ میں نے تسلیم کیا کہ غیر قتل موت کی حضرت عیسیٰ کی طرف ہے۔

اقول۔ آپ کی تسلیم از قبیل مصمت بی بی انبے چاوری ہے کیوں کہ تسلیم و کفر جہد و دھرم اہم اس کے صفحہ ۵۷ میں آپ کو کہتے ہیں۔ مجرد قتل قیسہ کے مرزا صاحب کا کھانا فرماتا ہے کہ غیر قتل موت کی اہل کتب کی طرف راجع ہے۔ دیکھو کہ اس متعلق اس آیت کے۔

قولہ۔ لیکن اس آیت کا پیشین گوئی ہونا سابق میں ہم چل کر چکے ہیں۔

اقول۔ ہم چرچا ہی جگہ آپ کی حالت اور مصالحت کا اعتبار کر چکے ہیں۔

قولہ۔ بلکہ مقتول اس آیت سے انشاء ایمان کا ہے حضرت عیسیٰ کے مقتول باقتیاب ہونے پر۔

اقول۔ مگر اس مضمون میں جو ذکر کریں کیا دوزخ میں اھل الکتاب آئیں گے یا نہیں؟ یہ قتل عیسیٰ کے ہوا نہ آیت ۱۰۷، سے اشد تعانی دیا جاتا ہے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ کے مقتول باقتیاب ہونے پر ایمان لائیں؟ کیا اللہ تعالیٰ پس کلام دھماقتلوہ کو جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دوسرے سچ کو قتل باقتیاب نہیں کیا، بھول گیا؟ آپ اور عطا اس کے دامن اھل الکتاب ان یقہد کر آجے کہ یہ دوزخ ایمان دہی، حضرت عیسیٰ کے مقتول باقتیاب ہونے کے ساتھ ناظر کی کسی تحریف یا جہالت ہے۔ یہاں پر امر دہی صاحب اپنے تہ ما کو بھی بھول گئے۔

قولہ۔ ذرا آیت مجاہدانہ ہے نہ غیر ہمدانہ فی البیضادی والکشاف

اقول۔ خدا کے بندے سنا نہیں کہ جھوٹ ہونے سے ایمان کا قصاں ہوتا ہے۔ بیضادی اور کشاف نے دیو معنی کو بولہ تم غمرا ہے جس سے مطلب یہ ہے کہ دیو معنی جلد غیر ہو گا کہ بالانشائہ ہے جیسا کہ پہلے ہم مولانا عبدالحکیم حاشیہ بیضادی اور ایسا ہی شہد حاشیہ بیضادی سے نقل کر چکے ہیں۔

قولہ۔ یہی سنیہ آیت کے یہ کہ قاتل اہل کتاب مجرم و دھارسی مسیح کی موت صلیبی واقع ہونے میں شاک اور متردد ہونے آتے ہیں۔ آدھ میں ہاں میں اپنے شاک اور متردد ہونے پر ان کو عین اور ایمان حاصل ہے۔

اقول۔ ناظرین شہداء انصافے (۲) ان کو عین آدھ ایمان حاصل ہے، اس پر جو کوئی طالب علم انشائہ کر سکتا ہے۔ لیو معنی کوڑے دھمی اور شہد سے بالانشائہ کہتے کہتے ترجمہ کے وقت غیر بتا دیا۔ دروغ گو سے دھماقتلوہ نہا۔

قولہ۔ صفحہ ۴۴، اور جس کا یہ قول واللہ اعلم بالصواب، الہی عند اللہ صاف قیل ہے اس امر کی رعایت حضرت عیسیٰ کی جہالت نہیں بلکہ رعایت ان کی روحانی ہے۔ جو عطا ہے کہ جو کچھ حواہی قرآن مجید میں رعایت عطا اللہ سے رعایت روحانی مرزا جوتی

ہے جو جہانی حیات سے علاوہ ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَخْشَوْنَ الْعُنْثَىٰ لَعَلَّكُمْ تَهْبِطُونَ ﴿۱۵۸﴾
 نَبْلُ أَسْتَبْرَأَ عَنْكُمْ زَيْدٌ (آل عمران) آیت ۱۵۸ دیکھو دونوں جگہ پر فقط عند (بعض اور عند اللہ کا موجود ہے۔

اقول۔ ثلث سے ڈر جس کا یہ قول واللہ انہ لعی اکلی عند اللہ اور دوسرا قول تو درمختار نے فصل کیا ہے۔
 قال الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلہود وان عینی لویست وانہ راجع الیکوفیل یوم القیمۃ
 ان دونوں سے مراد حیات جہانی ہی ہے شاید آپ (الرحیمیت) کی تائید کریں گے کہ عینی قبل صلیبی سے نہیں مراد بلکہ قیوم کا
 کہ در اللہ راجع الیکوفیل پھر اسی صلیبی کو دوبارہ لٹا تا ہے۔ رہا لفظ (عند اللہ) کا یہ معنی اس کا یہ ہے کہ عینی کی حیات جہانی کو
 لوگ قیوم دیکھ سکتے گرنہ پاک کہ کشتہ ہے کشتی تھیں پختہ ہے عینی اللہ عینی عند اللہ عینی لیلہود (۱۵۸) کا یہ مطلب ہے
 کہ عینی کا یہ پدھر جو انصاری کی دیداد ثابت سے تو باہر ہے مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ آدم کی طرح کوٹوں سے جدا گانہ طور پر
 رب کے امر سے ہے۔ ایسا ہی لوگوں کو خدا کے راستہ میں قتل جو یکے ہیں اُن کی حیات کو بھی شہر اس جانتا ہے۔ الغرض (عند اللہ)
 اور (عند زید) کا جہنی صرف اتنا ہی ہے کہ یہ چیز خدا کے ہاں ہے۔ بندوں کی دیداد ثابت اس کو محیط نہیں۔ رہا یہ امر کہ وہ کیا
 چیز ہے ہو غرض رحمت اس کی (عند اللہ) اور (عند زید) کے مفہوم سے باہر ہے۔ اب اگر ایک جگہ وہ امر (پہلے پوری) صفت
 ہے تو یہ ضرور نہیں کہ جس جگہ (عند بعض) یا (عند اللہ) ہوگا، اس کلام میں یہی صفت مراد ہوگا۔ دیکھو کہ (عند زید) یعنی
 عند زید (۱۵۸) میں اس پر دلالت نہیں کرنا کہ ان شہدائے حق میں بھی صفت ہے پوری کا موجود ہو۔ جیسا کہ (ان شہدائے حق) صلیبی عند اللہ
 میں ہے ایسا ہی (ان شہدائے حق) میں حیات روحانی کا مراد ہونا اس کی دلیل نہیں کہ (اللہ انہ لعی اکلی عند اللہ) روحانی
 ہو، اور کیسے جو کچھ ہے کہ بعد اس کے (راجع الیکوفیل) واقع ہے۔ اور نیز حیات روحانی مرتبہ کی کوئی جائے تعجب نہیں تا کہ اس پر قسم
 کھائی جاوے تعجب تو اسی میں ہے کہ اتنی مدت تک انسان زندہ رہے۔ اور (اللہ) کا لفظ بھی دلالت کرتا ہے حیات جہانی پر۔
 یعنی جیسا کہ ریح دنیا میں حیات جہانی زندہ و متقلب بھی اسی طرح زندہ ہے۔ الغرض (راجع) کا لفظ اور (قسم) اور (اللہ) سب
 قرآن میں حیات جہانی پر۔ اور آپ کی تائید کا بطلان بغض طور پر پہلے گذر چکا ہے۔

قولہ۔ اور جب کہ اس قول سے حیات جہانی ثابت نہ ہوئی تو نزول میں صبح ہی بگڑی طور پر متعین رہا۔
اقول۔ جب حسن کے قول سے برہنہات دوسرے قول اس کے کہ حیات جہانی ثابت ہوئی تو نزول میں صبح ہی
 جہانی طور پر ہوگا۔ نزول بگڑی کو حضرت محمد اکرم صاحب صابری اقیاس الاقوال میں مخالفہ جماع واحادیث متواترہ کی وجہ سے
 مردود کہتے ہیں۔ چنانچہ پہلے لکھ چکا ہوں۔

قولہ۔ صغریٰ اس قول میں لفظ (باعتہ) موجود ہے۔ پھر نزول میں التما بجحدہ الغضری کب ثابت و قائم رہا۔
اقول۔ نظر میں کو معلوم ہو کہ یہ قول بھی حسن کا ہے۔ ادا حسن سے کسی نے (وَأَنَّ قَرْنَ بَعْلِ الْوَكْبَةِ وَالْأَنْثَىٰ لَبْنٌ بِهِ
 قَبْلُ حَوَیْہ) کے سئل دریافت کیا تو جواب اس کے حسن نے کہا (قَبْلُ حَوَی حَیْثُ۔ ان اللہ دفع الیہ عینی وهو بلا حقیقہ
 قبل یوم القیمۃ معاً حادیث من بعد البود الفاجی) مروی صاحب اب میں اس طرح پر تائید ثلث کے عوام کو دھوکا دیتے
 ہیں کہ اس قول میں (باعتہ) کا لفظ موجود ہے جو دلالت کرتا ہے (احیاء بعد الموت) پر، پھر نزول میں التما بجحدہ الغضری
 جو فرض ہے حیات کا، کب ثابت و قائم رہا، جبکہ اس کے گذارش ہے کہ حسن کے اس قول سے بھی حیات صبح ثابت ہے کیونکہ
 حسن کا غرض یہی ہے کہ ریح بر حیات جہانی زندہ ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر مختار سے نقل کیا گیا کہ قال الحسن قال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم لہود اور انیعی نبی اور سمیت وانہ راجع الیہ یوقل یوم الرقیامۃ نیز اس (ماہیت) اورے قول میں (قبل موت) کی تفسیر (قبل موت یعنی) اس سے تو بخود ہے تو یہ بعد وجود اس قرآن کے کہ جس معنی کو سچ کے قول کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا کیا اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چاک فرغانہ کہ (یعنی) نہیں مراد اور وہ تعادلی طرف یہ موت سے پہلے کوٹ آوے گا، سترتہ ولادت نہیں کرنا سمیت جمالی پور (قبل موت یعنی) کی تفسیر سے ظاہر نہیں کہ نبی نہیں مراد اس قدر حاکم بازی گنجو صفا قرآن اور حدیث میں یہ عثمان کی شان سے بعد ہے۔

دراغظ بعثت کا، سووہ ارسال کے معنی میں بھی بکثرت متعمل ہوتا ہے جس کے افراد میں سے ایک انزل بھی ہے۔
وفی حدیث علی یصفہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت لعمۃ اسی مبعوث اللہ الذی بعثتہ الی الخلق اسی اوستہ
وہو اسی عمود ہیں سید بعثت البعوث اسی پرسل البعثت شریعت اللہ مذکور فیہا۔ فیہا اللہ عینی اسی بخیر الہ
من الدما و احکامہ بشرعنا جمع البعوت بمعنی ائدہ کے ہنسے اصاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ بے شک حسن کا
مدیرت صحیح متواترہ اور اقوال آئندہ و بعثتہم یعنی وکل علماء اسلام کحکام علیہم حیات جہانی سے مخرج ہاں کہ بعد از عقل
خیالی کر کے تسلیم نہیں کرتے۔ سادہ و سوں کو دھوکا کس لیے دیتے ہوں جس کی ایسی اس کے اور کچھ نہیں کہ لوگ تم کو بتیال اس کے
گیر مرزا اور ذاتی سب اہل اسلام سے الگ ہیں بچوڑ زبا دیں۔

ہے پس ایسی تاویل کیوں کر قبول کی جا سکتی ہے۔

اقول۔ یہ خیرین آقا ناؤی بات سامنے، یعنی امر وی صاہب خود ہی جانتے ہیں کہ بے شک برفلاف
مرض قاتل کے ہمارے صاہب ہیں بیٹے عمارت و آٹا میں اس حضرت علی اللہ علیہ و آلہ و سلم صاہب تابعین و غیرہم نے
جن عسکروں کو یہاں سے ان کے برفلاف وہ آؤ صحتی لیتے ہیں۔

فَقَوْلُهُ لَا تَكْفُرْ لَا يَشِيرُ بِمَا أَنَّكَ أَنْتَ الَّذِي أَنْتَ الْوَلِيُّ الْمَرْفُوعُ وَكَانَ يَتَوَلَّى تَسْلِيمَ مَنِيْنٍ كَسَمَةِ تَوَلَّى نَكْرَةً إِنْ قَوَالٍ وَلَا تَقْبَلُ تَقْبِيلَهُ ذَكَرَهُ
مَكِّي بَعْدَ مَضَى هِيَ لِنَاصِصٍ بِأَنَّ هِيَ لَمْ يَسْجَمِمْ أَنْ كَسَمَةِ تَسْلِيمَ كَسَمَةِ تَوَلَّى مَجْزُوعٌ هِيَ -

اقول کیوں حضرت نازنینؑ لب تو امروںی صاحبِ دل کی بکدار ہے ہیں۔ تم پیسے ہی اس عقیدہ کو کھار کر دیتے۔
 سب اساویش و اقوال آتے دھنر کی تم تعین کیوں کی۔ ہمارے وقت کا نقصان تمہارے ایمان کا تڑپان مرنے والوں کی اصل حیران
 قولہ غصہ صاحب کہ اسی غصہ نزل کی جگر پر غصہ غصت و زہر غصہ غصہ غصہ ہی وارو ہے۔

اقول۔ بعثت لای استعمال نزول میں تو اوپر ثابت ہو چکا ہے۔ خروج کا استعمال بھی نزول کے استعارے میں لایا ہے۔ دیکھو حدیث ترمذی (یعنی من اصلہ النکاحی) وجر خروج النسل والفرقت میں اصل السدرۃ ان نزولاً من السماء مع البحار۔

قولہ مضمر ہے۔ اور ترجمہ یہ اقول باہم متعارض ہیں۔ دیکھو اسی مقام پر اقول میں لکھا ہو کہ ہے۔ قال ابن جریر اختلاف اهل التاویل فی معنى ذالک۔ پھر اسی کی چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں کہ تاویل میں تحریر کیا گیا۔ وهذا القول هو حق کما صبیحہ بہ دلیل قاطع۔ اسد مخزومی سے انصاف طلب ہے کہ جب مغترب کی کسی آیت کی تفسیر میں مختلف ہوں تو دوسرا مستحکم اپنے معنی کو قیض الثبوت کہہ سکتا ہے۔ یا جو معنی کسی آیت کی دلیل قاطع سے ثابت ہوں، ان معنی کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ اختلاف اهل التاویل فی معنی ذالک۔

اقول جب غصہ کی کسی آیت کی تفسیر میں اختلاف ہو تو دوسرا معتبر حدیث و روایت قطعی کے اپنے معنی سے قطعی الثبوت کہہ سکتا ہے۔ یا جو کسی کسی آیت کے دلیل قاطع سے ثابت ہوں ان کے معنی کی نسبت قبل از غور دلیل قطعی کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اختلاف ہن لنا دلیل فی معنی ذالک۔

قولہ ص ۸۷ دیکھو اسی آیت ماعن، فیہ اللہ تعالیٰ قول یؤد کو جو بر غم و انھوں نے محقق قرار دے کر قول کیا تھا کہ اِنَّا قَتَلْنَا النَّسِیجَ اس کا رد اللہ تعالیٰ نے اختلاف کو ثابت کر کر کیا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اَخْلَعُوْا فِیْہِ لَیْنٌ شَاقِقٌ مِّنْہُ۔

اقول یہ جو کہ قبل از غور دلیل قطعی میں وقت اختلاف کے یہ کہنا کہ سیر کی مستوایت ہم کو محقق ہو چکی ہے کا ذنب اور مردود ہے۔ بل غرض اگر واقعہ قتل سیر بذریعہ حبیب واقعی ہوتا اور کسی کو یثود میں سے بدلائل قطعیہ اس کا ثبوت بل جاتا تو اِنَّا قَتَلْنَا سِیْجٌ ہو جاتا۔ اس سے معلوم ہوتا کہ اختلاف فی تفسیر معنی اِیْہِ اِنَّہٗ قَدْ اَخْلَعْنَا کُتُبًا اَوْ کُوْنُوْا قَدْ یُؤَدُّ قِیْسٌ کَرْنَا اَکُلَ لَعْنُوْا قِیْسٌ مَعَ الْغَارِقِ ہے کیوں کہ یہاں پر قیس کو یثود نے محقق کہا ہے اس پر کوئی دلیل قطعی نہیں، نہ ہی الواقعہ اور نہ یثود کے نزدیک، بل کہ اس کے نفی کے ثبوت پر دلیل قطعی موجود ہے وما قَتَلُوْا مَا صَلَبُوْا بِخِلَافٍ وَهٰذَا الْقَوْلُ هُوَ الْحَقُّ کہ اس میں قائل کے نزدیک دلیل قاطع موجود ہے۔

قولہ ۱۔ ہر حال دلیل قاطع آپ کی طرف سے جب بیان کی جائے گی رب جباری طرف سے بھی اس پر نفی کی جائے گی۔ اقول۔ دلیل قاطع تو بیان کی گئی کہ لَعْنَةُ الْمَقْصُوْدِ مِّنْ سِیَاقِ الْاٰیَةِ فِی تَقْرِیْبِ بَطْلَانِ مَا وَعَدَہُ الْیُثُوْدِ مِّنْ قَتْلِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَصَلْبِہُ وَالْاَوَّلِ الْاٰخِرُ هُوَ بَيَانُ الْوَاقِعِ کَاغْلَبَ لَہُ بِالْمَقَامِ۔

قولہ ۲۔ پاضل اسی سوال کا جواب دیا جائے کہ قیون انکیسہ لایو کد مطلوبہ و الم مطلوبہ لایو کون ماضیا ولا کلا ولا اخبار مستقبلہ۔

اقول جواب اس کا تو پہلے بخوبی دیا گیا ہے ہاں اس عبارت کا بھانا جس سے آپ نے نفی فرمایا ہے۔ لاہور میں پھر بھلا کرام ہو سکتے ہیں تاکہ آتہ و تحریر کتاب و سنت سے باز آئیں۔ قولہ ۳۔ اسی بے بیادوی و کثافت و غیرہ نے بھکر لیو مین بہ قبل موتہ کہ بخیر انشا اللہ تعالیٰ ہے۔

اقول۔ لعنہ اللہ علی الکاذبین و لغو ذلک باللہ من ذلک العجاہلین بیضادی و کثافت وغیرہ نے لیو مین کو خبر یہ مؤکد بالانشار پھر لایا ہے جیسا کہ پہلے مضمون نقل عبارت ہم کہہ چکے ہیں۔ ناظرین کو امر وہی صریح ہے کہ قول سے معلوم ہو چکا ہے کہ احادیث و آثار و اقوال آتہ و غیر ہم سب کا مطلب تو بے شک اسی سیرج بن مریم کا دوبارہ دنیائیں آنا ہے۔ تجربہ حال اس کے کہ یہ آیت قرآنیہ کے برخلاف ہے۔ اس لیے ہم تو دلیل القول بسما کالید مضمونی بہ قائلہ مجبور ہی کرتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۷۷ سطر سے ۸۸ تک جس کا حاصل یہ نکلا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ان کے نزدیک انبیاء و مضمون میں اگر وہی سیرج بن مریم دوبارہ دُجرح کرے گا، البتہ بالانشار ظاہر ہیں اور اجماع کو رد نہیں آیا، جیسا کہ آتہ جلد اول وغیرہ وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ اور جس نے اندفع پیشین گوئی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی تنکشت ہو نامزد ہی نہیں۔ دیکھو آیام اصح و ازادہ و غیرہ۔ اب ہم کو مرتبہ انتہائی کہہ دینا کافی ہے کہ بقاء علی الخطا ممانی ہے شان نبوت اور تبلیغ کو۔ اور آیات قرآنیہ کا مطلب وہی ہے جو سابق سابق کے معانی افقی اور کسی حدیث کے مضمون کو ماضی نہیں جس کو آج تک غصہ کی کہتے تھے یعنی قدر مشترک تاویلات مختلفہ کا جو ممانی مضمون ہاٹ میر ہو تو نہ نہیں جس کو ہم آیات و احادیث میں اجماعی قرار دیتے ہیں۔ امر وہی کے اس اقرار کے بعد ہم کو اس کی کسی تاویل کی تو دیکھنی حاجت

نہیں۔ کیونکہ خود اس کا اقرار ہے کہ چاندی تاویلات قاضی معنی اس حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تابعین و تفریقہ کی غرض کے برخلاف ہیں۔ تاہم باصران ان اہل علم کے جو سنے مرزا صاحب و امروہی کی عظمت کے بڑے مستعد تھے، ہم کو بغیر کسی قدر قیض و دقت کے یہ مفہوم نہیں۔ قادیان کے مشن جیسا کوئی اور مشن غیر مذہب و فاطمہ اشدہ و یکجہ میں نہیں آیا منقول و مقول و دونوں ان کی غرض احمدہ اور بکری اور جہالت مرکزہ سے بھری ہوئی ہیں۔ جن کی الصراحہ و دوسری خبر اس کے متعذر نہیں کہ از سرفروان کو معلوم عقیدہ و تائید کی تعلیم دی جلتے اور جہالت مرکزہ کے نکالنے کے لیے ان کوں کی طرح ان کی جھوٹوں کی پتھر رکے جاویں۔ اپنی ناقصاتی کے باوجود پھر بھی کوئی بکسر حامی سے لے کر کنی جھگ ان سے نہیں بچتا۔

نه دشمن برکت از زبانش نه دوست

ان میں جا کر استقامت رکھیں اور اپنی قوم سے غای نہیں کیوں کہ استقامت رکھنے کے لیے استقامت رکھنے کے لیے

قولہ: منفرہ ۷۹، اس قول میں بھی مثل سابق کے کلام ہے۔

اقول۔ ہماری جانب سے بھی مثل سابقہ جی کے سلام ہے۔

قبیلہ صحقہاء اور نیز اس عبارت میں یہ ترجمہ کہ فیض مسیح الضلالتہ قابل غور ہے۔

اقول۔ جناب عالی حسب ارشاد خود تو کہیں گے، مگر آخر میں دُہی آتش درکار نظر آ رہی ہے۔

قبول نہ کیوں کرتوں؟ صاحبِ اُوربان کے ہم مشرب و قبال کے شخص واحد قرار دینے میں بڑا زور لگاتے ہیں۔

اقول کیوں نہ لگائیں آخر اے رسول! اُنزل بَلِّغْهُ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُتَوَكِّلُونَ (بہر حال۔ آیت ۱۸) اور اُکاد

انہی اوتھتہ القرآن و مثله معہ کے ساتھ ایسا رکھتے ہیں۔ اور بچہ کہ کل حضرت علیؑ علیہ السلام واکہ وکرم معی صبا بکرام ہیں مبادا کے وقبال ہونے کے بارہ میں کچھ ضرر مرتد ہوے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپؐ صلی اللہ علیہ واکہ وکرم کے خیال شریف اور صبا بکرام کے فکر و فہم باریک دیکھیں و قبال شخص حقین ہی کا تو یہ توکل بعد ایں ہمہ شریفی ہی کی بل اسلام کے کوئی مذکور لگا ہے۔

قولہ: اگر تم تسلیم ہی کر لیں کہ دغیاں شخص واحد ہی ہے، لیکن اس کی جامعیت اور ذرات کا تشریح ہونا منافی الحس کے اور مدت شخصی کو نہیں۔

اقول ہم کب کہتے ہیں کہ منافق ہے۔ ہم تو صرف ایسا ہی معروض کرتے ہیں کہ وہ شخص واحد جس کو آپ نے تسلیم کر لیا۔

بھی ظالم نہیں ہوتا۔

قولہ کرکثیر ہونا اس کا اس عبارت سے بھی ثابت ہے۔

اقول۔ جلدات قرآن سے ذیقصل صبیح الضلّٰلۃ، یعنی صبح ابن مریم عبدالرزاق، بلکہ ان کے صبح کو جو مارت سے
 وقابل سے قتل کرے گا اس جہادت سے کوئی چیز ہوا اس طرح الضلّٰلۃ کا یعنی وقابل کا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے تابعین کو جو مارتوں کے
 ان کا کثیر ثواب ثابت ہوتا ہے یعنی اس وقابل کے تابعین بہت لوگ ہوں گے۔ الغرض وقابل واحد شخص ہی رہا، انور تابعین، اس کے
 بہت ہجرتے۔ ہوا اس کے ہم عصری قابل ہیں، میں نے پہلے ہی سے لکھا دیکھ کر ہی کہ حسب ابرار (اصحیح الضلّٰلۃ) میں خود لکھیں گے
 قرآن میں صبیح الضلّٰلۃ کا ذکر نہ ہوگا۔ آگے چلیں۔

کاف فیہ غیبتہا ح الی معاونۃ من اعنتہ فان قیل او لیس قد ثبت فی الصحیحہ انک مجروح بعد خروجہ للمہدی
وان عینی یقتلہ وغیرہا من الوقائع الدالۃ علی انہ لا یجوز فی زمانہ قلت ہو توبیۃ للتخوین لیلجہ حوالی اللہ
من شہرہ دینا والواضلہ او یزید عد و علمہ بوقت خروجہ کما انہ لا یدری شئۃ الساعة۔ مجمع البیان قلت
ہو توبیۃ کے جواب سے معلوم ہوا کہ فانا یحبہ فرما باوجود اس کے کہ قاتل اس کا یحییٰ ابن مریم ہے، چنانچہ انیس مادیث میں
مذکور ہے، توبہ کے طریق پر ہے۔ اور نیز یہ بھی ہے کہ قاتل از قتل قتال کو گمراہان و دلیل توحید سے مغلوب و ذلیل کیا جائے۔ اور جب
وہ باوجود مغلوبیت کے اپنے دعوے سے باز نہ آئے تو قتل کیا ملتے۔ اہل غلبہ بنما را بوجہ جنگ و جدال کو مٹائی نہیں۔

قوله یتر ۸۰۔ ایضاً کچھ صفحہ ۲۷ سطر ۱۳۔ فاذا اراد احد والہ الذاب کما یذاب الملح فی المایہ فلو تریکہ لذاب
حقی یفکک۔ اس کا مفہوم یہی ہے کہ دلائل و قرائن سے اس کا بظن ہو سے گا۔

اقول۔ اس کا مفہوم یہی ہے کہ وہ دلائل سے ہلک نہ ہوگا چنانچہ اس پر دلائل سے کہہ رہا ہوں (فلو تریکہ لذاب) یعنی اتر
ہے۔ کیونکہ دلائل گناہے اختہ اذ بان پر بہ سبب ترک کے، اور اختہ ترک کی صورت یہ ہوگی کہ یہ نطق ہا را باقی قول عینی
ان لی فیات ضریبہ لن یسبغنی بھا فیدکہ عند باب لد الشری فیقتلہ و یہرؤا لہ الہود الثوس الہادیہ صفحہ ۳۱
امروہی صاحب کو لکھ کر رکھ گیا ہے۔ ایک نثر مادیث کا سن مگر ثلث لم لئی سے شرح کر دیتے ہیں، مگر یہ صاحب کچھ جھٹکتی ہے تو ایسی میرٹ
کا دوسرا نمونہ اس شرح کو مرود کر دیتا ہے سبحان اللہ سیر اور عاری اس لیاقت کے مالک، غلبہ بنما را بوجہ تپا سے گئے۔

قوله یتر ۸۱۔ ایضاً کچھ صفحہ ۳۳ سطر ۳۔ لایحل لکافر یجد دیم نفسہ الاحاث اس مول کا مفہوم یہی ہے کہ کفر
موجود کے گناہ بگت آیات سے اس کے خلاف ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اندر لی صورت جنگ و جدال مٹانے کی کیا ضرورت
باقی ہے۔

اقول۔ الاما تیعنے قرب الی الموت کے ہے۔ بدلیل حقی یہ دیکھ بھاب لد فیقتلہ۔ پہلے کا فیر سے کھٹس کی کڑے
قریب الی الموت ہوگا۔ بعد اس کے جس کے تقدیر میں قتل ہونا ہوگا وہ قتل کیا جائے گا جیسا کہ وہ قاتل چھٹنے کے قریب ہوگا اور جہان کے آند
اور عینی علیہ السلام کہیں گے کہ تقدیر میں میری ضرب کا واقع ہو تا ہے پس یہ تغیر اس کے قیام سے آگے بڑھ نہیں سکتا۔ دیکھو
تمس الہادیہ صفحہ ۳۳ سطر ۱۱۔ باوجود تمکک ہونے دم عیسوی کے کفار کے حق میں جن کے تقدیر میں اس کے ہاتھ سے
مقتول ہوئے وہ بہر کیف ہوں گے۔ رہا یہ کہ پھر قتل کی کیا حاجت رہی۔ سو اللہ جل شانہ سے پوچھنا چاہیے یا سیر ابن مریم سے ہم
کو ایمان بھالیا وہ الرسول علیہ السلام ضروری ہے ان قیات تک ہم نہیں پہنچے۔ امروہی صاحب کا یہ سوال بڑا لایحل ہے۔
جس کو ہم ایسے پہلے میں بیان کر رہے ہیں کہ عام فہم بھی ہو اور ناخواندہ بھی اس کے جواب پر قادر ہو جائے۔ گویا امروہی صاحب پوچھتے ہیں
کہ مگر جنگ میں نیک کے ہاتھ میں ہندو قاتل و قہر و خوار سب کچھ موجود تھا پھر اس کو خوار سے نہ لے کر کیا ضرورت تھی۔ دوسرے ہی ہندو قاتل یا
تیرے مار دیتا، اس کا جواب یہ ہے کہ تقدیر میں اس کا قتل ہونا تو اس سے ہے وہ اسی سے قتل ہوگا اور جس کا ہندو قاتل تیرے ہے وہ بھی سے
مقتول ہوگا پھر یہ اس شبہ خدا کی طرف عائد ہوگا کہ تقدیر یہ تجھ میں کیوں ہوئی، جواب بے گار جیسا کہ خود میں جو اسی طرح ہو جائے
کہ بلا تاج معلوم ہے تو اگر تیرے مگر پھر یہ امید میں کہ امروہی صاحب یہ نہیں کریں، کیونکہ بلو کا نام خدا اللہ شانہ ہے۔ امادیث بخیر کی اصل یا
کی پیش رو یہ ہے۔ نہ سے فیکے بندے بات تو دہی ہے جس کا پہلے اقرار کیجے کہ توجیہ القول بھالیا کہ حقی بہ قائمہ پھر غلبہ
مرفعی تھ حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیوں ہانکے جارہے ہو۔

ایضاً لانا یہ کماؤ الا بقیۃ۔ او غیر ذلک من الاکیات الکثیرۃ۔

اقول۔ نزول یعنی سے ش سار علامات قیامت کے جمع تقریب قیامت معلوم ہوا ہے۔ علم خاص دن قیامت کا جو مخصوص بالبدی ہے۔ فحسین کا بعد من الا اللہ اسی لیے اس پر لعلو الساعۃ باظہار الزواہد بین العللو الساعۃ فرمایا اور علم مخصوص میں الیہ ید علو الساعۃ۔ وعند علو الساعۃ بغیر فاصل کے۔ تاکہ مذهب الایلم الساعۃ میں کمال انحصار پر دلالت کرے یعنی علم خاص اسی دن کا کہ فلاں وقت میں ہوگی، یہ مخصوص بالبدی ہے۔ اور علم لسان میں لام کو درمیان علم اور ساعت کے فاصل لانے سے یہ مطلب ہے کہ حیثی من حیث الغزول علم زمان قریب قیامت کا پتہ دے گا نفس ائی دن کا بروی صاحب کے اجتہاد کے مطابق جتنے اثرات اس امر صحاح میں مذکور ہیں۔ یہ سب مخصوص قطعیہ کے برخلاف ہوں گے۔ انفس کو مروی صاحب اگر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و سائر مفسرین و محدثین کے وقت وجود ہوتے تو اس مخالفت کا پتہ دے دیتے۔ و د لوگ بے خبری چلے گئے۔

قولہ۔ اور پھر کسی بے معنی بات ہے کہ نزول یعنی تو مثلاً دو ہزار برس کے بعد جو اور قبل دو ہزار برس کے حاضرین سے خطاب کیا جائے کہ فلاں ساعتوں پہا یعنی وہیل تو دو ہزار برس کے بعد ہی جاوے گی۔ اور عدل کو تم اسی وقت تسلیم کرو۔ اور پھر شک شبہ مت کرو۔

اقول۔ پھر کسی بے معنی بات ہے کہ کوئی زمین کی صفت یہ عنون بالغیب بیان کی گئی ہے۔ یعنی بن دیکھے ایمان لگتے ہیں اور بعد الحاق تو ایمان قبول ہی نہیں ہوتا۔ لہذا قبل از وقوع قیامت تکلف میں قیامت کے ساتھ بن دیکھے ایمان لاؤ۔ ہاں بعض علما تا بن کا تصور قریب قیامت کے ہوا کہ ہم بیان کر دیتے ہیں خصوصاً وہ علامت جو بنی اسرائیل کے لیے نوہ قدرت کر کے دکھائی گئی تھی کما قال عز من قائل وَتَعْلَمَنَّهُ مَمْلَئَاتِ بَیْنِیْ وَبَیْنِکُمْ اَیُّہُمْ اَشَدُّ حَیْثُ کُوْنُوْہُمْ تَدْرُسُ بنی اسرائیل کے باپ کے پیدا کیا بنی اسرائیل کے لیے۔ تو ایسی علامت جو من حیث البدیہ و الظہور بنی اسرائیل کے عین اور نوع انفس کے لیے دلیل ظہری کی گئی ہے۔ وہی بن حیث الغزول اس کی شایان اور استحقاق رکھتی ہے کہ تم بھی و ترجیح قیامت میں شک نہ کرو۔ الحاصل ایمان ہاں جہیں کے کا مدار ہو کہ صرف اپنے ہی امر پر ہے کہ قرآن کریم کو کلام الہی اور حق ٹھانے و تعالیٰ کو صادق مانیں۔ جو محصل عقائد بنی الناس اشرار گنہگوں علامات قریب کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ امر جو بعد من الذی ہے ہر بن۔ و بن اور ممکن بنی الذی جو جاوے۔ مروی صاحب کے نزدیک آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علامات قیامت کو اپنے صریح پہلے قیامت سے بیان فرمانا الیہ و بالذی بڑی بے معنی بات ہے۔

ع۔ بریں عقل و دانش باہر گریست

قولہ۔ صفر ۸۶۔ اور کہا جاوے کہ بعض قرأت میں لعلو الساعۃ بھی یہ فتح کام آیا ہے جس کے معنی یہ ہوتے کہ قیامت کی علامات میں سے نزول یعنی ایک علامت ہے تو کہیں گے کہ نزول یعنی بحمدہ العصری تب ماہا جاوے گا جب کہ مسعود اس کا بحمدہ العصری ثابت کیا جاوے۔ و ہو کہ مانوسے ماہیت الی الاہی۔

اقول۔ اُسے خدا کے منہ سے جب اور تب کیسا تاخرین خدا ابناٹا ہے۔ جب مروی صاحب ان لعلو الساعۃ کی قرآن کے مطابق نزول یعنی قیامت کے علامات سے ملنے چکے تو ظاہر ہے کہ جو صاحب اس آیت کے مسعود بحمدہ العصری کو ماننا نہیں لگا کیونکہ نزول بحمدہ العصری فرع ہے مسعود بحمدہ العصری کی الغرض بتعلیم اس قرأت کے جب اور تب بالکل بے عمل اور لغو ہے۔ ہاں مرسے سے یوں کہہ دینا تھا کہ اس قرأت کو نہیں مانتے۔

قولہ ۸۲: اُنْشَاَ الْبَرْزُؤْنَ مِصْرَ ۸۳: کتاب

اقول - تردیاس کی پٹے ہو چکی ہے

قولہ ۸۳: اس جگہ پر انبیا میں یہ پیشکش کرتے ہیں کہ انا اُنْشَاَی نے باب ذکر الانبیاء میں نُزُولِ عِیْسٰی کو بیان کیا ہے پس نُزُول سے وہی جیسے مُرَاد ہیں، جو بنی اسرائیل تھے لافیر تو جو اب اس کا اَنَالِی ہے کہ خوف کا یہ کہنا کہ ذکر الانبیاء میں کسی اور ولی یا محدث یا نبی کا ذکر نہیں، اس پر تا خطبہ کے یہ کہہ کر اسی کتاب میں حضرت قیوسفؑ کے بھائیوں کا بھی ذکر ہے جن کی ہوت میں اُنْشَاَ ہے، اسی کتاب الانبیاء میں، بدل نمون اَلْ ذُرْعُون کا بھی ذکر ہے جو بنی نہیں تھا حضرت بھڑکا بھی ذکر ہے جو عجل مہج بنی نہیں تھے اود آمرۃ ذُرْعُون کا بھی ذکر ہے جو بنی نہیں تھیں حضرت عیسیٰؑ کے ۴ ادلوں کا بھی ذکر ہے جو بنی نہیں تھے حضرت مریمؑ کا بھی ذکر ہے جو بنی نہیں تھی و غیرہ وغیرہ

اقول تمہا یقین نے کب کہا ہے کہ کتاب الانبیاء میں غیر انبیاء کا ذکر نہیں؟ ان کو اس غیر واقعی امر کے کہنے کی حاجت ہی کیا ہے؟ خدا کے بندے کسی جگہ تو قاتی کی عرض ہو کر ہنگام شروع کیا ہو گا، ان کا مطلب تو یہ ہے کہ کتاب الانبیاء میں جن انبیاء کا ذکر ہے سلطنت اللہ علیہم اجمعین، علوان آدھ نمون یعنی آیت اور حدیث دونوں میں مُرَاد ان سے وہی نہیں ہیں بلکہ نہ پیش ان کے، چٹا چٹا آدم، نُوح، ابراہیم، اِدْوَ، توحشی وغیرہ، بلکہ غیر انبیاء سے مُرَاد بھی وہی اشخاص ہیں جیسا کہ پیش ان کے، بٹلا یوسف کے بھائی، موسیٰ اَلْ ذُرْعُون، حضرت آمرۃ ذُرْعُون، اودای، مریم وغیرہ، ان سب سے مُرَاد پیش ان کے نہیں، بلکہ وہ خود آپ ہی مُرَاد ہیں، قیاس سے برفہرہ ضرور ہے کہ مُرَاد (ابن مریم) سے حدیث نُزُول میں بھی وہی مریم کا تھا جو قطعاً مُرَاد ہے آیات سے۔

قولہ ۸۴: اُنْشَاَ الْبَرْزُؤْنَ قَلْبِیْ سے اُس طرح ابن مریم کی است ثابت ہے، اود اور مراد ہے جس وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے لہذا احادیث نُزُول میں ابن مریم سے استعارہ کے طور پر پیش لیتے ہیں، تنقذ الحقیقۃ

اقول - پہلے ہم صرف انتہائی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث نُزُول میں اُنْشَاَ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشابہہ کر لے کر اُنْشَاَی خُصُوصاً اِنَامِ مُرَاد ہے کیا سمجھا ہوا تھا، سو بعد از ہر شخص کے احادیث نُزُول میں قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اُنْشَاَ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عیسیٰ بن مریم اسرائیلی کو مُرَاد لکھا ہے نہ پیش اُس کا، قال الحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلہ یجود ان عیسیٰ لودیمت وانہ رابع البکوع قبل یوم القیامۃ اود مُرَاد مُرَاد دوم صفحہ ۸۶: فَاِنَّمَا یَا دُؤْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے تفریق میں نے نہیں مرا اود وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آنے والا ہے، عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نقیت لیلة اسری بی ابراہیم وعیسیٰ قال فتذاکر والامر الساعة قال فردوا امرھو الی ابراہیم فقال لا ضلوی بها فردوا امرھو الی عیسیٰ فقال عیسیٰ اماد جنتھما ای وقوعھا فلا یعلو بها احد الا اللہ عزوجل و فیما عہد الی ربی ان الذی جال خارج ومعی قضیبین الزاؤر مُرَاد تہمتی - ابن ابی شیبہ بن جریر سعید بن قیسور، اخبرہ القوم عنی بحسنہ عن محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جذا قال مکتاب فی التورۃ صنفہ محمد وعیسیٰ بن مریم بنی فہن معہ وقال ابو مودود وقد بغی فی البیت موضع قبر - و مُرَاد مُرَاد دوم صفحہ ۸۵: عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فی قیوچ ویولد لہ ویمکث خمساً واربعم سنہ ثم یبویث فیدفن فی معنی قبری (ارے فی مقبرتی) و عبر عنها بالقبر بقرب قبره لبقبرہ فکانما فی قبر واحد - مرقاۃ، فاقو مراد عیسیٰ ابن مریم

فی فتوہ احمد بن ابی بکر و عمو - رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء ہشکوة - روی مسند بن بشر و ابن
صاکر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعد ذلک یقول اخی عینی بن مویہ
من السماء - الحدیث -

زید بن برشلوی بنی سلاویاب تک کو مدح و تحسین میں زید و جوجو بنی فسطی بن معاویہ کو آسمان سے اترنے میں علی
السلام کی خبر دی۔ یہ حدیث غرض اللہایت میں ہو جو ہے حضرت شیخ فی الدین بن عربی قدس سرہ نے بعد اقول میں اس کے اسناد کو
کشتی طور پر جمع کیا ہے۔ اور ازادۃ النہایں میں مکاشفات امیر المومنین عظیم الخطاب میں ہو جو ہے۔ ترجمہ اس کا ناظرین کے فائدہ
کے لیے لکھا جاتا ہے۔

برایت ابن عباس مروی ہے کہ عمر بنی المذنب نے سعد بن ابی وقاص کو جو تادمہ میں حاکم تھے بلکہ اگر فسطی بن معاویہ رضادری
کھلوان عراق کی طرف روانہ کرنا کہ اس کی اطراف سے احوال و خبرت حاصل کریں چنانچہ سعد نے فسطی کو تین سو سوار کے ساتھ بھیجا۔
یہاں تک کہ مدح و تحسین میں اس کے اطراف سے احوال و خبرت حاصل کریں۔ بہت سی قیمت اور قیدی لادے تھے۔ کو ان کو کھڑکے وقت
لے تھے کی۔ اور قریب تھا کہ قریب ہو جاوے۔ اس وقت فسطی نے قیدیوں اور قیمت کو گورہ کھلوان کی ایک طرف پناہ دی
اور کھڑکے سے ہر کافران کسی شروع کی جب اللہ اکبر اللہ اکبر کیا تو ناہاں ایک جواب دینے والے نے پناہ میں سے اجابت کے ساتھ کہا
کہ اسے فسطی نے خداوند بزرگ کی طرف نسبت کبریا اور بڑائی کی کی ہے۔ پھر فسطی نے کہا اللہ ان کا اللہ ان کا اللہ تو مجیب نے
جواب دیا کہ فسطی کو قید اور اخلاص کا ہے۔ پھر فسطی نے کہا اللہ ان کا اللہ ان کا اللہ تو مجیب نے کو یہ بھی ہے کہ
جس کی شہادت ہو کہ کو بنی ابن مریم نے دی ہے۔ اور جس کی اہمیت کے سرے پر قیامت قائم ہوگی۔ پھر فسطی نے کہا جی حقی العقولۃ
تو مجیب نے کہا۔ اس کے لیے خوشی ہے جو نماز کی طرف قدم اٹھائے اور اس پر وہ اجابت کرے۔ پھر فسطی نے کہا جی حقی العقولۃ
تو مجیب نے کہا۔ اس کے لیے نجات اور خلاص ہے جو اس کی اجابت کرے۔ پھر فسطی نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر کیا اللہ اکبر اللہ
تو مجیب نے جواب دیا اللہ اکبر اللہ اکبر کیا اللہ اکبر کیا اللہ اکبر کیا اللہ اکبر کیا اللہ اکبر کیا اللہ اکبر کیا اللہ اکبر کیا
سب لوگ کہنے سے ہو کر کہنے لگے۔ خدا تھو پر دم کسے ہو گون ہے۔ کیا فرشتہ ہے یا جن یا اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ ہے۔ تو نے
ہیں اپنی اور انسانی کے پس ہم کو اپنی شہادت بھی دیکھ کر کہہ کر اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عمر بنی الخطابیہ کا بھیجا ہوا ہے۔
پس اسی وقت پہلی کے پاٹ کی طرح اس شخص کا سر پہاڑ کے شگاف سے ظاہر ہو گیا، جس کے سر اور ریش کے بال سفید اور اس پر
پشیم کے دو پرانے کپڑے تھے۔ اور اس نے ہم کو خطاب کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ اور سب نے اس کا جواب
وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر پوچھا۔ خدا تھو پر دم کسے ہو گون ہے۔ اس نے جواب دیا کہ زید بن برشلوی خدا کے
عبد و جبریل بنی بن مریم کا وہی مہل ہاں نے مجھے اس پناہ میں ماکن کیا ہے۔ اور آسمان سے نازل کے وقت تک طویل بقا کی
و کا میرے لیے کی ہے۔ پس میری طرف سے تم کو سلام کہہ دو۔ اور کہو کہ اے تمہارا اور قریب ہو جا کر کہہ کر اللہ اکبر اللہ اکبر کیا
گیا ہے۔ اور ان سب سے خطاب کی باتیں دینے کے لیے امر کیا اور اس حدیث میں مذکور ہیں) بعد اس کے غائب ہو گیا۔ اور وہ
اس کو نہ دیکھ سکے۔ پھر فسطی نے یہ سارا واقعہ سعد بن ابی وقاص کی طرف لکھا۔ اور اس نے فطر کی طرف لکھا۔ اور حضرت عمرؓ نے جو اس
اس کے مسدود لکھا کہ تو جی اپنے ساتھ کے جاہلین اور انصار کی محبت میں اس پناہ کو چھوڑا۔ اور اگر زید بن برشلوی سے بے تو میری طرف
سے اس کو سلام کہہ دے۔ چنانچہ سعد حکم کے مطابق چار ہزار جاہلین اور انصار کی محبت میں اس پناہ کو چھوڑا اور چالیس دن تک وہاں

دوسرے اعتراض کا جواب

یہ حج کے نزول کے زمانہ میں اہل کتاب میں سے کوئی جہاد سے آؤر کوئی ایک ہی حج کے بدو عات سے آؤر کوئی دیا سے بحالت گھر رہا نہیں گئے۔ آؤر کوئی ایک ایمان یا بیس لائیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی بہت غیر تقیت اسلام کے باقی نہ رہے گی۔ اب اگر کسا جادے کوئی اہل کتاب نزول حج کے وقت ایمان یا بیس لائیں گے تو یہ صحیح نہیں۔ آؤر اگر کسا جادے کوئی اہل کتاب قبل از موت یہ حج ایمان یا بیس لائیں گے تو یہ بالکل صحیح آؤر درست ہو سکتا ہے۔ اور آیت کا معاد بھی یہی ہے تو اقل کیوں کہ وہ ان من اهل الکتاب الا ان يؤمنوا بہ قبل موتہ (نازل ہوا ہے) نیز کہ (و ان من اهل الکتاب الا ان يؤمنوا بہ فی حین وقت النزول)

تیسرے اعتراض کا جواب

در موت مسلم جو پہلے کفار کے فوجیت آؤر مذہب میں کا جو مفاد ہے۔ (وجاہل الذین اتبعواک فوق الذین کفرو والی یوم القیامہ) کا ما کوئے دوا تحقیق ہو سکتا ہے کیونکہ تحقیق مذہب کا اپنے کمال کو پہنچا اسی طریق سے ہے کہ سنیق مقابل اسلام اسلام جو ماسوے چن چنہ لفظ علی الذین کلامہ) کا تحقیق سنی دین محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کا غالب ہو مقررہ میں اپنے کمال کو پہنچا کوئی حجت نہ آؤر (واغریبا بینکم العداء والہتضا آملی یوم القیامہ) میں (الی یوم القیامہ) تبصرہ سے طویل زمان سے، جیسا کہ (مادامت السموات والارض) میں مقررین نے لکھا ہے۔ قریناں پر یہی امر اویث میر ہیں۔

چوتھے اعتراض کا جواب

جینی علیہ السلام کے ساتھ اہل کتاب کا ایمان لاؤر نہیں ایمان بہ افضل الاموالین والاعزین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کا تجویس یا بیس کی وجہ سے سوئی آیت سے ظاہر ہے جس سے عکس صلیب و یقین القویہ کی تصریح بھی موجود ہو سکتی ہے یعنی اب تو یہودی مسیح ابن مریم کو نبی ماننے آؤر خدا سے صلیب پرستی آؤر اسماعیل خنزیر کو عسوی دین خیال کرتے ہیں۔ اگر خداوند جل جلالہ سے سب اہل کتاب حج کو ملن میں گئے۔ آٹھ بیس بذات خود صلیب پرستی آؤر اسماعیل خنزیر کو موقوف کرے گا۔ افسانہ کو کلمہ مغربیت فی الدین ایسی کے قرار دے گا۔ امروہی صاحب نے شاید یہ گمان ہے کہ ہر آدمی وقت صرف جینی علیہ السلام کے ساتھ ایمان لادیں گے۔ یہ نہیں خیال فرمایا کہ جینی علیہ السلام تو غرضی آہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پاک کی اشاعت کریں گے۔

پانچویں اعتراض کا جواب

جانب عالی میں قرآن مجید میں لکنوا اولیاء علی الناس لکما ترابہ اس میں لکھتے اذ احسن من حق امۃ کو نبیہد قہقہا ہلک فضل خرقہ کا چشمہ لکھا (نفساء ۳۱) بھی موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر امت کا نبی اس پر شاہد بنا یا جاسکتا گا۔ آؤر محمد کو اسے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت پر گواہ کیا جائے گا۔ ابن کثیر و اخ ابیہان، مولانین الغرض منتخبہ جو عمر کی شہادت آؤر انبیاء کی شہادت ہم ہمتا فی نہیں۔

قولہ۔ بعد اس کے امر ہی صاحب فرماتے ہیں۔ صفحہ ۸۵ کہ ہاں اگر آیت کے وہ معنی (جو محقق ہمارے ہیں) ایسے ہوں تو کوئی خوض نہ باقی نہیں رہتا۔ اور وہ معنی یہ ہیں کہ تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ کے رخص سے لے کر خواہ آں حضرت علیؑ کے رخص کے زمانہ تک یا آخر زمانہ تک بلکہ قیامت تک کے اہل کتاب قبل عیسیٰ حضرت عیسیٰ سے اپنے مرتدہ اور شاگ ہونے پر ایمان و ایمان رکھتے ہیں۔ اور یقیناً انہیں کہہ سکتے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو متحمل باقبلیب کیا۔ بہرہ ان (وہ) قیوے کے جو سابق آیت میں مذکور ہوتی ہیں اور یقین و ایمان تمام اہل کتاب کو قبل موت عیسیٰ بن مریم سے ہی ہے پس دیکھو یہ معنی کیسے صاف اور صحیح بلا خوض ہیں۔

اقول۔ یہ معنی کیسے بے ربط اور غلط محاورہ قرآن مجید و قرآن اول کے ہیں۔ لغو و باطلہ من عندی الجاہلین۔

بیت۔ خراڑو باگرو دیو مہار اناں کہ جاہل بود منہم کشاد

۱۔ اول تو اس معنی کی بنا، واقعہ عیسیٰ پر ہے۔ لہذا اس سے وجوہ اس کے فساد کے جو پہلے بیان کیے گئے ہیں اس کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔

۲۔ یوں کہ مرتدہ و شاگ ہونا عیسٰی کی تعاقبیت کے بارہ میں آیت و حقائق و یقیناً معلوم ہو چکا۔ اور یوں کہ تکذیب و تردید (امنا قلنا القسب)۔ اہم میں صرف اسی تردید و شک کو دخل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک انسان کو اوصاف انہما میرا پہنے اپنے نفس کے ساتھ محض ضروری ہو کر آتا ہے۔ عیسیٰ بن مریم کو مثلاً ذہن کا قاتل و کئے معنوں میں شک ہے تو اس کے نزدیک تعظیم و تکریم ہو کر آتا ہے۔ اور وہ صفت شک معلوم بلکہ ضروری ضروری، اور سب محاورات مرتدہ و شاگ کے بغض و نفرت ہے کہ جب کسی کا شاگ خرد ہو یا عین کرنا یا دہم کرنا، تحصیل کرنا یا عین کرنا کسی معنوں میں بیان کیا جادے۔ تو بعد اس کے معنوں کو (کہہ) شخص اپنے شک یا حق یا دہم یا تحصیل یا عین کے ساتھ یقین رکھتا ہے، ہو گا کہ باوجود ان کے بیان ہو میں جب یوں میرے قتل کے بارہ میں شک اور مرتدہ ہو تو چنانچہ کو اپنا مرتدہ ہونا بدانتہ معلوم ہے۔ پھر اس امر میں اور اور اس کو اللہ تعالیٰ نے صریح تاکید۔ ان اور یوں تاکید اور لام تو یہ اور قسم سے ہو گا کہ کہیں کا انکار تو نہ کرنے کے لیے دگر فرمایا ہے۔

۳۔ حسب قاعدہ امر ہی صاحب کہ (فون) ان کا لایہ کہ الاملا، لیو صفت میں ایمان یوں یا شک و الترتیب و مطالبہ خداوندی ہو گا۔ پھر اس امر میں اور جو کی طلب اور استہام کی حاجت ہی کیا تھی۔

۴۔ اہل کتاب قیامت تک کا یقین کہ نابرتدہ و کافر عیسٰی کے نہیں ہو سکتا کہ یوں ہو گا کہ در وقت واقعہ صلیب باضر و ضلع کو اپنے مرتدہ ہونے سے خبر دیتے گئے ہوں۔ ہلچل و آوازیں و مراعاتیہ۔ اور باعث ہیں ضرورت کوئی امر معلوم نہیں کی تا بلکہ بغیر دنیا ان کا بدیل استقامت حال قرین بر قیاس معلوم ہو سکتا ہے۔

۵۔ بعض حضرات کو اس کے قریب عیسیٰ کے ساتھ یقین ہے بغیر یوں کے کہ اقل اللہ تعالیٰ و حقائق و یقیناً اور اسی پر مبنی ہے لہذا کہ مسئلہ اور غلطی خود ہر لاش کا لاش لاش سے لاش پر اہل کتاب کا ایمان ہو گا کہ وہ لاش لاش لاش متصور ہو سکتا ہے۔

۶۔ ایمان کا اخلاق محاورہ قرآنیہ و عربیہ شرعی میں یقین مخصوص پر آتا ہے یعنی بالیقین بالتوحید والرسالة والملت کے والقدر صلیب و شہداء من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت نہ کہ ہر ایک یقین کو ایمان کہیں۔ لہذا کہ ایک غیر یقین میں یقین بر تردید مذکور کا نام ہی ایمان ہے۔ ہر ایک امر میں کہ تردید مذکور ہی ہو گا کہ یقیناً کہ اسے لہذا درہم ایمان کہ کتاب انہما کے یقین کو ایمان کہہ سکتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یوں کا یقین ہر شک و تردید مذکور ہو کہ من حیث جاءہ القرآن میں بلکہ صرف بلکہ ضروری و جدائی ہے۔ لہذا اس کو ایمان نہیں کہہ سکتے۔ دیکھو قواعد و کتب حقایق

الغرض بر تقدیر معنی امروہی و مراد صاحب کے بالکل (لیکن معنی) عربی شرعی سے خارج ہو جاتا ہے بخلاف معنی ابو ہریرہؓ و
 ابن عباسؓ وغیرہ کے۔ اور یہی وجہ ہے صحرک و دونوں تفسیروں میں معنی ابو ہریرہؓ و ابن عباسؓ کی جن پر لیکن معنی منطبق ہو سکتا
 ہے بخلاف خلفائے امروہی وغیرہ کے۔

۷۔ (قبل مودتہ) کا مکرر اس تقدیر پر بالکل بے ربط ہو جاتا ہے۔ نقد تر۔

۸۔ دیو مر القیظۃ تکون المرسل صلیہ علیہ وسلم نظر بقی آیہ تا مبنی ہوگا۔ مفسرین کی تفسیروں پر کوئی خرشت باقی نہیں رہتا۔
 حکما عوفت فضاصل۔

۹۔ آپ کے معنی کے مطابق جوہر خارج ہونے ان اہل کتاب کے جوہر واقعہ صلیبی سے پہلے مر گئے تھے آیت مذکورہ کا حصہ باطل
 ہوگا۔ و لا جواب ہو لا جواب فضاصل۔ اور شمس البدانت میں صفحہ ۸ جو یہ حاشیہ مرقوم کہ میں از منیرہ کے مضمون بالاک طرف
 یعنی مرفوع ہونا یعنی مسئلہ اسلام کا سطر ۱۰ کا نہیں۔ اس سطر میں قتال صکار نے اپکا تب کی غلطی اور صحیح کی غلطی سے ہے
 کیونکہ عبارت حق کی اس کے بعد اور آٹھ صواب اور تابعین مثل ابن عباسؓ و ابی ہریرہؓ و عبداللہ بن مسعودؓ، مجاہد و قتادہ وغیرہم
 کی اس پر دل میں چسپاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ کسی نے حضرت مذکورہ سے (وہ) کی غیر مضمون بالاک طرف راجع نہیں کی بلکہ یہ حاشیہ
 سطر کے اخیر سے نقل رکھتا ہے جس کا بارہ سطر ۱۸ میں لیکن سے دفع کیا گیا۔

قولہ پھر مروی صاحب نے صفحہ ۸ میں ابو ہریرہؓ پر اعتراض یا اعتراض۔ باندھا کہ اشتہاد ابو ہریرہؓ کا آیت و ابن من
 اهل الکتاب کے ساتھ خیال مغتربین اگر جو توضیح نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر حدیث نزول میں صحیح و مؤید قادیانی کو لیا جائے اور آیت
 کا شہدہ کہ صلیب کا لڑکا یا جادے تو یہ اشتہاد درست ہو سکتا ہے۔ گویا ابو ہریرہؓ نے آیت کے مضمون کو شاید قرار دیا حدیث کے
 منطوق پر اور بس۔

اقول۔ مابیل یہ جو کہ اگر ابو ہریرہؓ اپنی مروی حدیث نزول سے آپ کے خیال کے مطابق غلام احمد قادیانی یوں تو ہتھیار
 بر آیت درست ہے واللہ۔ نظر میں مابیل جو لڑکا کا علاج خود ہی نظر خود نہیں انصاف سے فرما سکتے ہیں۔

قولہ صفحہ ۸۸ صفحہ ۱۰۱ تک مابیل۔ ابو ہریرہؓ کی حدیث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل یحلمن
 عینہی ہیں موعید یفجر الذواہ بالحدیج والعمود او بنیہما یحییھا۔ منہا ہم احمد و سلم امروہی صاحب فرماتے ہیں بچوں کہ
 روحانی ملک کا بیعتات نہیں جس سے احرام باندھا جائے۔ لہذا یہ حدیث اپنے ظاہری معنوں پر محمول نہیں ہو سکتی۔ تاویلی معنی بہت
 صاف ہیں۔ باطل اور تلبیس بیس کی سے مراد تبلیغ دعوت اسلام ہے۔ اور جناب بانی مذکورہ کثرت انصار و مددیان اور نیز وجہ دو آؤں کے
 باہر دفع و صابہ۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ اس کے لفظ قادیان کا پتہ اور کلام الہی میں اس کی مسجد اور اقصیٰ کا ذکر
 ہوا۔ ایسی طرح یہ اس کے ملک کا پتہ و نشان۔ یہ دیکھ ڈھ ایکس فوج روحانہ جو ملک جناب ہے۔ الغرض روحانہ جو عرب میں مدینہ طیبہ
 میں پائیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ کھائی انصاف سے۔ بس حدیثیں مذکورہ نہیں۔ بلکہ جناب سے فوج روحانہ کے ساتھ کفایت تفسیر کی
 گئی۔ ذلک الجہاد والکفایۃ ابلاغ عن الحقیقۃ والتوضیح۔

اقول۔ ان تحریفات و خرافات کی تردید کی حاجت نہیں۔ اور یہ جو کہ ہے کہ روحانی ملک کا بیعتات نہیں۔ لہذا اس
 سے باطل یعنی احرام حج متصور نہیں ہو سکتا بالکل جہالت ہے۔ کیونکہ وہاں بیعت یا ذوات العرق یا بعض فرقہ کیلئے جو تب اسلام میں
 مناقبت رائج ہیں۔ ان کے بیعتات حج ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان مقامات پر احرام باندھتے ہیں۔ اور بغیر احرام باندھنے کے گذرنا احرام

تم گنہگار بن کر چھاپا گئے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم جو یاد حضرت کو چھوڑو گے، اسے غلام مورو کو پرانوس ہے کہ تم نے رحیم بنے ایلی کا پالیا۔ دوسری حرام کا نام بھی پڑا۔

اب نینے فتوحات کے باب کا خلاصہ شرح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ شریعہ سابقہ پر مشتمل اور صلب کی جامع ہے پس اسدا تفریح شرح محمدی پر وہ وقت عمل و سلوک پر شرح شریف، شرح میسوی یا نحووی یا ابراہیمی و طبرہ کے سرور و سوال حسب اختلاف الاستعدادات منکشف اور وارد ہوتے ہیں۔

محمدی وہ دلیل و تابع کو نحوسی الشرب یا میسوی الشرب کہنا اسی مقام سے ہے یعنی اس نے میسوی شریعت کے احکامات و احکامات شریعہ محمدی حاصل کیے ہیں۔

میدان طوفان الحکم علی قدس سرہ اس مقام سے عربیت ہے۔

وکل دلی لہ مستند مروانی علی حذو المتعجبی بعد الکمال

میںی ابن عرب کے حوالے سے کہ مہوین کہلاتے ہیں۔ ایسے ہی شرح محمدی کے شیعین میں سے بھی مہوین ہوتے ہیں۔ اور ہر سے مذہب میں مہوین ابن عرب کے حوالوں میں سے بعض لوگ مذہب ہیں۔ چنانچہ زودیت ابن عرب کا مکتبہ مہوین کی علامات میں سے ہے کہ ان کی زبان پر کچھ کچھ غیر کے نہیں گذرنا۔ چنانچہ میںی ابن عرب سے متفرق کو ان کا مکتبہ کو کا کسی نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ بعد لسانی قول المصنف اپنی زبان کو کوسفر کی عادت ڈالنا چوں کہ ابن عرب ان علامات کے یہ بھی ہے کہ جس جہد کو دیکھتے ہیں اس کی بھلائی پران کی نظر پڑتی ہے۔

نہانی یہ ہے خلاصہ فتوحات کے باب کا باب امر وی صاحب سے دریافت فرمادیں کہ کہاں ہے ذکر ہر ذکر کا جس کا معنی یہ نقل عادت حضرت مجدد صاحب کے چکر چکر ہے۔ اس مہوین الشرب وگوں کا ذکر ہے جن میں نزول میںی بیٹے بروز کے نہیں۔ یہ یزدت و تامل و بصیرت میسوی الشرب کی علامات مذکورہ فی الباب کا دینی صاحب میں کہاں ہیں۔ البتہ بجا ہے کہ سیر کے دشنام بازی میں اذلی نہیں۔

فتوحات کے باب کا مکتبہ میسوی قلب حسب چاہت ہے کہ کسی شخص کو جس کی استعداد کا علم اس کو باطلک باطنی ہو جائے، اپنے احوال میں سے کچھ عادت کرے تو ان دو جو منقطع ذیل سے دیتا ہے۔

۱۔ اس بات کو لگانے سے۔

۲۔ محافظت سے۔

۳۔ پیرہین سے۔

۴۔ کپڑا دینے سے۔

۵۔ یا اس کو کہتا ہے کہ پانچ پانچ اور پانچ سے اس میں کچھ ڈالنا ہے۔ دیکھنے والے غیبی کرتے ہیں کہ کہاں ہیں بات کو دل رہا ہے تو اس شخص میں حال میسوی قلب کا سرایت کر جاتا ہے۔ بخیر علامات ان کے جنت ہے محمد میں۔ اور باوجود اتنی کون کچھ جوئے اس کے ہمارے ان کہنا ہے میرا اس کا التزام ہی کا ہے اقوال و افعال و احوال میں نیز اس کو ہر ارادہ علم طبیعت و طبیعت و تخیل اس کے اندر ماضی اشیاء کے معلوم ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ راست میں چلتے ہوئے ہر ایک کوئی اس کو اپنے ماضی سے بول کر اطلاع دیتی ہے۔ بعد اس کے اس کو ہمارا اللہ کا علم دیا جاتا ہے۔ اور نیز اس کو نشاء طبیعت و

یہاں پر بھی وہی کتاب مذکور ہے جاگے۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ جیسے جو میرے سے پہلے گذرا ہے اور میرے بعد
اُس کے بائیں کوئی نبی نہیں ہوا اترنے والا ہے پس تم جب کہ اس کو دیکھو تو پوچھا تو اس کو اس علیہ اور علامات سے کہ وہ ایک مرد
ہوگا معتدل اندام بالکل بشری و سفیدی جس پر دو کپڑے سرخ ہوں گے۔

قولہ۔ پھر اسی صفیہ نامی صاحبہ لکھتے ہیں کہ وہ دونوں کپڑے حضرت ربیع اقدس سیدنا یحییٰ بن یحییٰ علیہ السلام پہنے
جوئے ہیں۔ وینا کی حیات خلیفہ جو ان کو حاصل ہے وہ شاید کسی بادشاہ بگڑشتہ کو بھی نصیب نہ ہوگی۔ اور فرائض جنسی تجدید دین کے
مستحقان ان کے ہاتھوں سے کر رہا ہے۔ وینا جو اس کوئی نظیر ان کا اس باب میں معلوم نہیں ہوتا۔

اقول۔ کیا عیسوی اور مذکورہ تثنیہ دلائل کی بنیاد پر معاش ایسی ہونی چاہیے جس کو آپ بیان فرما رہے ہیں۔ یہاں
تو عیسوی اور عیسوی بڑا تشبیہ کا اظہار ہے یعنی نادانی صاحبہ بھی اگر خدا کا مشابہت اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسوی ابی مریم
علیہما السلام سے رکھتے تو ان کی طرح وینا میں رہتے۔ اور بجائے فرائض جنسی تجدید دین کے فرائض جنسی تحریم دین کے دانہ کرتے۔
قولہ۔ پھر امری صاحبہ اسی صفیہ پر کان داسہ یہ قطروان لہو نصیبہ ہلکے کا تامل کرتے ہیں یعنی وہ حقائق و
صواب قرآن کا مالک ہوگا۔

اشول۔ یہ فقرہ حدیث مذکور کا بھی اپنے ظاہر پر ہی ممول ہے یعنی اس کے سر سے پانی کے استعمال کے بغیر بھی طہارت پکڑتے
جوئے معلوم ہوں گے یعنی ذاتی رطوبت ان میں ہوگی نہ عارضی۔ اور اس فقرہ میں بھی امر واقعی کا بیان ہے۔ کوئی قرینہ صاف صریح اظہار
بمشعل علیہ التذلیل نہیں۔ اور یہ ایسی تاویل کہ قرآن اور سنت کے محرف کو قرآنی حقائق و معارف کا مستحق شہرہ اجداد سے۔ اعلیٰ انما ہذا
اس حدیث میں فقرہ یکسر النصیب اور ایسا ہی و بقل النصیب قرینہ صاف مذکور ہے۔ لہذا اگر النصیب اور قتل فقرہ سے
مزا و اجمال دین نصرا لیت کا ہے جہاد سے جو صرف دعوت و تبلیغ سے چنانچہ دونوں پر دال ہیں احادیث میں جو قتل و قتال و یا جرح
و امحور و غیر ہم میں وارد ہیں۔ امری صاحبہ کا شرح حدیث کی طرف صرف اجمال مانع کو مشوب کرنا جیسا کہ صفحہ ۹۵ سطر اول پر لکھتے
ہیں۔ ای بطل دین النصیب بالاحبہ والذہابین۔ چالاک اور دہل ہے بلکہ والہ زین۔ ایسا ہی آپ کے حاشیہ میں
ضیق الفریض سے مراد یہ ہے کہ مسیح ابن مریم نصیب پرستش و استمال فقرہ کو بر غلط مضمون و افراء نصرا لیت، حرام و اہل کے کا معنی مسیح
دین میں و دونوں امر نہیں۔ من کو دین مسیح سے قرار دینا نصرا لیت کا افراء عقدا اور بخاری کی روایت میں فقرہ وحی تثنون السجدة
خیدا من اللہ نیا جو غایت ہے کہ نصیب اور قتل فقرہ پر معنی اجمال دین نصرا لیت کے ہے لہذا حال فی جمیع البحار غایۃ ملفوظہ
یکسر النصیب قتل لیکر دھم کے ارادہ کو حاصل کر رہا ہے کیونکہ لیکر دھم کا قتل دھم سے تشبیہ ہو چکا ہے۔ حالانکہ سجدہ کا پکارا معلوم ہو نامندی
وینا سے اب تک موجود نہیں ہوا۔

قولہ۔ پھر اسی صفحہ ۹۵ پر لکھتے ہیں۔ ویضع الجوزیۃ مراد یہ ہے کہ ہمارا کو وقت کر دے کہ جیسا کہ ضیق الحرب و فریض
تو پھر چیزیں کو قائم ہو سکتا ہے۔ بلکہ تو متوجہ ہے جہاد پر جب جہادی نہ ہو تو جہاد پر بھی نہیں ہو سکتا۔ امتی
اقول۔ تاہن فلان اباضانے یعنی جمل مقتدی ہے یہی یہ جو کہ وہ مسیح جزیہ کو قوت کر دے گا۔ اب خود فرادیں کیب
خادیاں جو باقی رعایا کی طرح زیر سایہ گورنٹ جملہ و امان انعام بسر کر رہا ہے۔ یہ اشتقاق نہ لکھتے کہ جہاد کا کیا و گناہینے اُسے سو قوت
کر دینا اس کا منصب ہو۔ تو یہ ظاہر ہے کہ جو زمین مجروح رہا ہوئے کے جہاد کرنے کا منصب نہیں رکھتا۔ رہا ہوا کا سو قوت کر دینا سو کب
معاذ یہ خود بھی اسی پر صادق آسکتا ہے جو جہاد کرنے کی حیثیت رکھتا ہو اور پھر جہاد نہ کرے مثلاً بادشاہ اسلام نے جس وقت مخالفین اسلام

پر جزیرہ قرار دیا گئی نہایت باقی نہ رہا۔ تو کما جاسکتا ہے کہ اس نے جہاد کو قوت کر دیا ہے۔ قادیانی نے جہاد کو گورنٹ پر کیا احسان جہاد سکتا ہے۔ اور بدیں وجہی جو غلام گورنٹ کے شکار کیا جاسکتا ہے کہ اس نے جہاد کو قوت کر دیا ہے، ہرگز نہیں گورنٹ کا بدیہہ تحریر یہ خدمت کا کوئی جتنو لگایا ہوگا کہ وہاں ہے۔ اور اگر صرف بیان دوم فرہیت جہاد کا فرض منہی ہے تو عدم فرہیت کے بیان گنہگار کو بدیہہ جہاد نہیں کہا جاتا۔ چنانچہ فرہیت کے بیان گنہگار کو جہاد نہیں کہا جاسکتا۔ الغرض قادیانی کو فیض الجریہ کا بعد ازاں خیال کہ مثل سنو تو مان نہ مان میں تیرا احسان کا بعد ازاں بتا ہے۔ جزیرہ کا قوت کرنا بھی اسی سے منظور ہو سکتا ہے جس میں غلام القبول الا لیسف لوالا اسلام اور کی لیاقت ہو۔ تاکہ قبضہ نہیں ہو جہاد اسلام میں داخل ہونے کے بل جزیرہ نہیں چنانچہ مسیح کو خود کے زمانہ میں ایسا ہی ہو گا۔ اور وہ جہاد قبول جزیرہ کی بغیر ذرا حال یا اسلام پہلے گنہگار ہے۔ اس تحریر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جہاد پنج دس سال ہو گا کہ بدیہہ جہاد قوت ہو سکتا ہے اور موضع جزیرہ واجب، جب تک سب اسلام میں داخل نہ ہوں۔ لہذا موضع جزیرہ دلیل ہے نہیں جہاد سنی پر مسیح کو خود کے زمانہ میں اختلاف جہاد بالحقہ و بالبرہان کے، کیونکہ بدیہہ جزیرہ سے قوت نہیں ہو سکتا اور نہ موضع جزیرہ سے واجب۔ اور موضع الحرب کا فرض معمول ہے اختلاف اوقات پر۔ مینا گنہگار و کثرت ہزاروں و دو جو ایک کثرت و عدم ایک کثرت و دو جزئی میں وغیرہ وغیرہ۔ اس تحریر میں مذکور کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ ضروری صاحب نے جس حدیث میں کہیں قدر بدل سے کام لیا ہے۔ ویسے ہذا ہا دل قادرہ کسرت فی الکمال و ہمارت مسطورہ ذیل صفحہ ۹۰ بطور ۱۳ شمس ہانڈا کی کو خط ہو۔ اور موضع جزیرہ کے لیے حجت و برہان سے ابطال ہیں نصرت نہایت مناسب ہے کیونکہ کوئی جہاد اور خود اسلام ہانڈا جزیرہ حجت و برہان کو قوت نہیں کہ سکتا بخلاف پنج دس سال کے کہ ہانڈا جزیرہ ان کا موضع ہو سکتا ہے ۱۱ انتہی ۱۲ اس عبارت میں جو تعلیل قابل توجہ ہے جس سے صحت ثابت ہوتا ہے کہ حدیث میں ابطال پنج دس سال مذکور ہے قابل۔

قول ۱۰۔ پھر ضروری صاحب صفحہ ۹۰ میں دیہات اللہ فی زمانہ الحلال لکھا الا الاسلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ عالمی دلیل ہے جہاد بالبرہان پر کما قال اللہ فی ہذات من خلاق عن ایقینۃ قیقین من حق عن ایقینۃ قیقین انما انما آیت ۱۲۷ اسی مسیح پر جہاد یہذات اللہ فی زمانہ المسیح الدجال سے مذکور ہوا ہے۔ انہی مختصر۔

اقول۔ یہ عالمی مخاطب اعلیٰ حضرت کوئی اتصال کے الیٰ ہے ابلاک بنی الحرب پر۔ اور خصوص قلبیہ و اعدادیہ صبر سے۔ جن کو برہم خود ضروری صاحب نے سنی ظہر ہے جواب پہلے گنہگار ہے۔ اور اس جہاد اور دینا ہی جہاد یہذات اللہ الح کو قیاس آیت مذکورہ **یہذات من خلاق عن ایقینۃ قیقین** افسر کرنا کہیں قدر جہالت ہے۔ اور نے طالب علم بھی مانا ہے کہ بروقت لکھ ابطال بالبرہان کے تصریح بخط برہان ہیقت یا قیہ ضروری ہے۔ چنانچہ آیت مذکورہ میں عن یقینہ کو خود ہے۔ لہذا و کما اھلکنا من قویۃ و ایقینۃ و حوام عن قویۃ اھلکنا اھاد و قضا اھما من ابلاک و ابطال بالیقینہ ضروری نہیں۔ محمد سے دھاس تک سوا قرآن مجید نہ مذکور۔

قول ۱۱۔ صفحہ ۹۰۔ فی کما اللہ عنی سے جس صحت میں کیونکہ قادیانی صاحب نے بھی تجدید کا دعویٰ چالیس سال کے بعد کیا ہے اور کثرت تجدید بھی چالیس سال تک ہو گا لہذا اس اہم کے جس سے اسی سال کی تحریر معلوم ہے۔ انہی مختصا۔

اقول۔ فی کما اللہ عنی سے صحت ظاہر ہے کہ دنیا میں مسیح کو خود کا کثرت چالیس برس ہو گا۔ اور جس روایات میں سات سال کا ذکر ہے اور جس میں بیست تیس سال، محمد بن علی علیہ السلام نے جن میں سے وہ کثرت بھی ہیں، ان میں روایات میں تطبیق بیان کی ہے کہ تیس سال قبل از رفع اوسات بعد از نزول اور پانچ دہائی کسر ملاحظہ آتے قادیانی صاحب میں جن کی اہم تحریر سات سال ہو گی روایات مذکورہ میں سے ایک بھی نہیں ہو سکتی۔

قولہ صفحہ ۹۶۔ وصلى عليه المسلمون، غنا بنارہ توہر ایک مسلمان کے لئے پڑھی جی جاتی ہے، اس بیان کے لیے کوئی غرض خاص چاہیے، معلوم ہو کہ مراد اس جگہ سے غنوم مخالف کے طور پر یہ ہے کہ جو لوگ اس پر غنا بنارہ نہ پڑھیں گے وہ مسلمان نہیں رہیں گے۔ غرض کہ حدیث کے تمام جگہ یہ صحیح ہو کر ہو کر ہو کر ہی صادق ہیں، انتہی مختصراً۔

اقول۔ وصلى عليه المسلمون کا مطلب تو یہ ہے کہ صحیح چونکہ بعد از نزول حکام بشرع محمدی علیہ السلام ہوگا، لہذا اس کا بنارہ بھی صحابہ کی ہی شریعت کے مسلمان پڑھیں گے، اور نیز چونکہ اس نے بعد از نزول دین نصرانیہ وغیرہ کا اہل آدھک کر دیا ہوگا، لہذا اس پر غنا پڑھنے والے سانسے ہی مسلمان ہوں گے اور کوئی غیر مسلم باقی نہ ہوگا تا کہ اس کی طرف جسکی علیہ کی بغض کا جسکی علیہ مضروب کی جاد سے گویا جو سب کا مدہ و مقدرہ و رتبہ الحاکموں المشفقین علی عینہ العاصیوں کے جب نماز بنارہ پڑھنے کی عبت اسلام ٹھہر تو دم دم اسلام سبب تو بنارہ نہ پڑھنے کے لیے، مگر چونکہ دم اسلام کا عمل یہی ظہیر مسلم باقی نہ رہا تو لایسے عید کی نسبت کسی کی طرف حضور نہ ہوگی، اور نیز تصریح و وصلى عليه المسلمون کے ساتھ دفع ہے اس وجہ کا جو ناشی ہے وہی اس اصحاب سے یعنی یہ خیال نہ کیا جائے کہ صحیح کا ہم بعد از وفات بھی بغیر از نماز و تدفین آسان کا اٹھا یا جاد سے گا، جیسا کہ مذکور علیہ حالت سیات میں اٹھا گیا تھا، بلکہ اس وقت جو تحقیق وفات کے باقی موتی کی طرح تجرید و تمیز میں کی جاسکے گی، بعد اس کے نہ نسبت غنوم مخالف مروی صاحب کے گناہوں سے کہ ہے شک یہ غنوم مخالف ہے سیاق اس حدیث و خلافہ سے سمجھا اس میں خود غرضی بھی ہے، کیونکہ قبل از مرگ داؤد کی طرح گویا بھی سے قادیانی صاحب پر نماز بنارہ کا اہتمام ہونا ہے، یعنی حدیث سے ثابت ہے کہ اس پر نماز بنارہ نہ پڑھنے والا اسلام سے خارج ہوگا، محمدیہ لہجہ کہ یہ اہتمام باطل جہت و فضول ہے خنفسو۔

قولہ صفحہ ۹۷۔ و الحمد للہ کہ پیشین گوئی محمد بنارہ کی اس صحیح ہو کر اور مہدی مسعود ہو کر پوری طور پر صادق ہے، فالحمد للہ۔ **اقول۔** حدیث شریف کی تحریف کا ہم بعد از نزول کرنا کیسے نہ رہا ہے، بجائے اس کے اسٹغفر اللہ و القاب الیہ نہ پڑنا چاہیے تھا معلوم ہو کہ بعد از تدفین اس امر کے کہ مرگ ادا میں ہیں وہی مسیح ابن مریم ہے نہ شبل اس کا ہم کو کوئی ضرورت، ایسے فضول تحریکات کے جواب دینے کی نہیں، مگر تاہم ناظرین کے افادہ و اطمینان کے لیے ہر ایک تحریف کا جواب لکھا جاتا ہے۔

قولہ صفحہ ۹۸۔ ۹۹۔ کا حاصل مسلم کی حدیث پر جس میں اباست مینے کا بھی ذکر ہے بنی اسرائیل کیسے ہیں، اذل ہر حدیث میں ہے ان اس حدیث سمجھ کے جس میں صحیح ہو کر اور انکار از امامت مذکور ہے، دوسرا ثابت ہو چکا ہے کہ صحیح ہو کر اور وقت ہر دو وقتوں سے جو جائز ہے گا اور اس حدیث میں جاد کا ذکر ہے، تیسرا اس حدیث میں عقول نوری الودود کا احسان اجداد ابن موجود ہے چنانچہ صحیح ابن مریم کی نسبت قبل از تدفین ہیں، مزید واد و جاد ہے پس چاہیے کہ غرضی ابن مریم کا نزول بھی ایسا ہی ہو جیسا کہ مذکور کا نزول اہماق یا دانی میں۔ **اقول۔** پہلے اسرائیل کا جواب ہے، یہ تعارض جاد سے مذہبی کو جو نزول صحیح کا ہے وہیہ لا یشعلہ من غیر بنی حضرت، بیٹھے

بعد از نزول امامت سے انکار کریں واد ہر حال نزول تو مشرک الثبوت ہے بنی اسرائیل، حافظ ابن کثیر علامہ سخی کا لافان احادیث کو اپنی تھا میر جی ہی ثابتہ رخ و نزول جی کے لیے ہے، اور ایسا ہی شمس الہدایت میں نقل کرناں کا بھی اسی غرض سے ہوا غایت مانی آتا۔ **بات صحیح کے تسلسل تعارض کا جو ذکر مؤرخین نے کیا تو ہمارے اور مؤرخین کے مدعی کی طرف متبادلت نہیں ہو سکتا اور مذہب حدیث کی بحث کو متبر جو سکتا ہے شمس کا اس حدیث کو اپنی صحیح میں جس کی بحث پر کل محدثین کا اتفاق ہے کافی ثبوت ہے اس کی صحت کے لیے اور صحیح ابن مریم کی اباست بد وقت نزول نہ کسی دوسرے اوقات میں ہو نہ ثابت ہے چنانچہ شرح حماید شریف میں ہیں امر کی تصحیح کی جاتی ہے کہ کسی لوگوں کی اباست کریں گے اور مہدی ان کا اقتدار کریں گے کیونکہ وہ افضل ہے، لہذا اسی کی اباست اذنی ہے، انتہی اور محدثین نے تطبیق کی**

سکے صاحبہ انصاف و انصاف شریک جناب واقعہ جنتیہ اولیٰ راستہ کے صاحب اور جن انصاف العراق سے بھی مراد و صلی علیہ وسلم
 بلکہ عراقی اور مشرقی اہل عرب یعنی مدینہ و قرآن میں کفر و انصاف العراق سے بھی تعبیر کی گئی ہے، بہ نسبت شام کے قریب عراق ہے۔
 لہذا و قال کا مخرج طبرستان انصاف و العراق بھی اور مشرق بھی ہوا، اہل ترمذی کی حدیث بخاری حدیث مذکور کے معارض
 معلوم ہوتی ہے جس میں و قال کا مخرج طبرستان سے مذکور ہے، مگر یہی الواقع کوئی تعارض نہیں، چونکہ و قال کا گذران سب مقامات سے
 ہوگا، لہذا کثیف بخاری کا پتہ دینا ہر ایک مقام سے بحسب اوقات مختلفہ صحیح اور بجا ہے۔

دوسرے اعتراض کا جواب ایسا بخاری ہے جسے طالب علم سے مل سکتا ہے، لہذا جلال انصاف (صغریٰ) اللہ لیس، بلعد
 (کبریٰ) فلاجل لیس، باللہ اللہ لیس، باعد پر یہ اعتراض کر چاہیے کہ جو شخص احمد بن حنبلہ پر وہ اللہ جو کے کسی قدر جہالت ہے، کیا ایک
 اور یہ کہ کسی ایک نے منیٰ بالوہیت خیال کیا ہے، بغیر اس کے آؤ کوئی وصف حکمت کے اوصاف میں سے منافی بالوہیت نہیں
 کہا، پنا، باب شہادہ و غیرہ و غیرہ، سب منافی بالوہیت ہیں، تو یہ شخص احمد بن حنبلہ پر وہ اللہ جو کے کہنے بیٹے یا اب ہونے یا بیٹا ہونے
 کے باب ہو سکتا ہے، اور وہی صاحب حدیث آؤ قرآن کی تشریف کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے، کہ خطیوں اور بالوں کی طرح منکر عقلا ہو سکتا ہے
 آپ نے اسی کو پتہ سنو، میں تم، کہا، پھر آپ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ آپ کے آؤ کی منیٰ پر یہ آپ کا لالہ شہادہ وار نہیں ہوتا
 کہ اس کی منیٰ میں، لکھ لکھی ہو تو چاہیے کہ وہ شخص رب ہو سکتا ہے، آپ نے ایسا بھی خیال نہ فرمایا کہ یہ منیٰ باریا تو بارے یعنی پریمی
 جلدی ہو سکتا ہے۔

تیسرے اعتراض کا جواب اہل صاحب یہ ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کو شیطان و دجال و غیرہ میں اتنا مہما کے صو کے
 سے بچا، چاہتا ہے تو ان بھتے پڑے، و غیر معلوم ظہری کے اس میں علم و جدائی پیدا فرمادیتا ہے جس کی وجہ سے وہ بھی بالادنیٰ اہل علم میں سے
 شمار ہو سکتا ہے، پھر اس نیاز خداوند و خدا نے جو نعمت سے قبول جس وقت و حدیث و قال کے نام تک بھی نہیں سنا
 تھا، و قال کو اب میں شرقی جانب سے آتا ہوا دیکھا، و اتیں لکھ اس کی بھوتی بھوتی میں دیکھ داتا، اس نے بھوکہ کہ اللہ ایک نہیں
 میں سخت غضب تک ہو کر تھا کہ مرود شیطان، خدا ایک ہی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، پھر اس نے چند میری طرف
 بھوکہ میرے پر خدا کی وہ کی بھر اس کی وہ خدا ہو کر خدا اس کی زمین پر جا پڑی، پھر وہ جیسے کو حینڈ کے کی طرح انہی
 دھڑلے پر ہٹ کر پلے جگہ پر کھڑا تھا، پھر وہی لکھ اس نے کہا آؤ، کو اب اس کے میں نے بھی وہی کہا ہو پنے کہا تھا، پھر اس نے دوبارہ میرے
 گلے پر خدا کی داد کی، پھر وہ خدا ہو کر زمین پر جا پڑی تیسری دھڑلے ایسا ہی ہوا، بلکہ آخری دھڑلے تو ان کا غضب اس کے ہاتھ میں رہا اور خدا
 قبضہ کر لیں، جا پڑی، ان میں خدا جنہاں اس کے کہیں نے سر کو ٹھکرا کر جو کھڑا اس کی میرے سر کے آؤ سے ہی گذر رہی، اب خیال
 فرمائیے کہ اس کو پلے کی حالت میں مجھے کسی نے بھوکہ یا کہ یہ و قال ہے، آؤ اس نے بھوکہ کو ایسی قسم لیں حالت میں غافغ نہ ہونے دیا، اور اس
 نے میرے منہ سے یہ دھڑلے کی شہادت دہائی، آؤ اس نے باؤ داس کے کہ اس نے میرے گھر کی کو نشانہ بنایا خدا اس نے سر
 کو ذہ غم میں نہیں دیا تھا، تو لڑکے کے آؤ سے گذر کر زمین پر مارا۔

پھر فرمائیے کہ قبر میں ہر ایک اس کو عربی سوال میں دیکھ و ما دینک آؤ ما مقبول فی هذا الرجل کے مجھے یہ قدرت
 کون دیتا ہے، آؤ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھٹ پلے کون کون جاتا ہے جس کو میں بغیر اس کے کہ پنے دیکھو، و پھر ان کو کہتا ہے کہ
 یہ ہاں بغیر میرے ہے، پھر فرمائیے کہ ہاتھ پاؤں کو زبان کی طرح کون قیامت کے دن گواہ کر کے شہادت لے گا، یہ وہی لطیف و رحیم ہے جس کے
 خاص شای اللہ بکائنات عبدہ کی ہے، جب اس کی حمایت شامل حال ہو تو فیہا کتاب بھی کتاب کے مساوی فی الجملہ ہوتا ہے، آؤ

دونوں بیعتوں میں داخل ہے، کاتبین میں وہی رہا جو مؤثر اور کاتبی علم دونوں سے خالی ہو۔

قولہ ۱۷: چراس کے بعد اسی صفحہ ۱۷ پر امر وہی صاحب نے اس حدیث کا معنی کیا ہے کہ وہاں پھر کوئی کی طرح چیشانی سے پہچانا جاسکے گا۔ یعنی اس کا لفظ کا فرائض سے ہے، اس کی چیشانی پر لکھا ہوگا۔

اقول، یعنی باطل بر خلاف ہے، اختلاف صرح ذیل سے، مکتوب بضرہ کاتب وغیرہ کاتب یعنی المکتوبون بسیمہا۔ فقارہ کما اور حدیث مذکور کما۔

قولہ ۱۸: کاسمیل، وہاں کے ساتھ جنت اور نہ رکاوٹ مخصوص قرآن کے معارض ہے اور نیز بر خلاف ہے تصریح شمس البیادیت کے کہ اس میں وہاں کے ساتھ روٹیوں کے پھاڑا درد نہ رکاوٹ خاص خیال لکھا تھا ہے نہ واقعی، اور نیز مراد وہاں سے سلطان ہے، کیونکہ ابو سعید خدری بنیست اس شخص کے جس کو وہاں قتل کر کے پھر زندہ کر کے فرستے تھے کہ وہاں بغیر قتل کے اور کسی کو ہم نہیں جانتے تھے مگر وہاں سے مراد وہی شخص مین محمود ہے تو پھر وہ وہاں مقول حضرت محمد رسول کے ہو سکے ہیں۔

اقول جنت اور نہ بھی خیالی ہوگا، روٹیوں کے پہاڑ کی طرح، فلا تعارض، دیکھو قاضی قادی وغیرہ شرح حدیث اور نفوس قرآن کے تعارض سے جواب پہلے گزر چکا ہے، اور ابو سعید خدری اپنے خیال اور رائے کو ظاہر فرما رہے ہیں جس میں یہ بھی فرما دیا کہ جہاں خیال ٹھیک نہ نکلا، دیکھو عبارت صفحہ ذیل قال قال ابو سعید والله ما كنا نرى ذالك الرجل الا مصوب الخاطا حتی معنی بسبيله، انتہی، اس عبارت میں فقرہ (ذنی) اور (حتی معنی بسبيله) محل اشتباہ ہے۔

قولہ ۱۹: کاسمیل، ان من خلفه ان یا أبا السعید ان تمطر الفریضین گوئی بھی پوری ہو رہی ہے، یورپ اور امریکہ میں بلکہ ہندوستان میں بھی بڑے بڑے خاص ممالک کے پانی برسا گیا۔

اقول مالن من خلفه میں ضمیر پھر تفسیل کا مرجع چونکہ وہاں شخصی محمود ہے، لہذا اس میں غنی کا پورا ہونا یا خیال کرنا کہ قبل قبل از مرگ وادیا کے ہے اور نیز اس حدیث میں فقرہ ان یا أبا السعید ممالکی سے تاویل مذکور کے لیے۔

قولہ ۲۰: کاسمیل، انہ کاسمیت منی من الاضلاع والادھن وظهر علیہ المکسک وھدینہ یریشین گوئی بھی واقع ہوتی ہے، مختلف ہوا سے کہ کوئی ملک اور قوم کلاں زمین کا ایسا ہے جس میں یہ وہاں نہیں پھر گیا۔

اقول اس حدیث میں بھی وہی اور ظہر کا ذیل چونکہ وہاں شخصی ہے لہذا یہ پیشین گوئی بھی واقع نہیں ہوتی، اگر کوئی شخص سفر زمین پر پھر جانے سے وہاں کما ہوا ہے تو پھر پادریوں کی کیا تخصیص ہے نیز زمین پر جاسی دن کے اندر پھر جانا وہاں کے لیے خاصہ قرار دیا گیا ہے نہ صحت۔

قولہ ۲۱: کاسمیل، وادعہ وادعہ جل صالح قد تقد مر فی صلیطہ یھو الصبح، یا اس مجاہد میں ابام ہمدی کا کہیں پرتو نشان نہیں، دوسرا ضبط دیکھ عند باب لد الشریقی فیقتلہ الی قولہ فیکفرہم الله الیھود اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں یروشلم ہوگا، مگر اس وقت ضوہت علیہم الی لہ والمکسکہ ان کی ہو کہ یہ شوکت بغیب نہیں ہونے دیتی، پھر انکی صفوں میں منہی لکھا ہے کہ مادی اعادیت ابن کثیر کی ہمارے حق میں عید ضرر اور عیالین کے حق میں ضمیر۔

اقول، کیوں صاحب دجل صالح تبیر ہمدی سے کوئی نہیں ہو سکتی، کیا ہمدی محمود و صالح نہ ہوگا، جہاں تبیر ہمدی اس حدیث میں نہیں ہو سکتا، اس میں خاص لفظ کا ترک کرنا مضروب نہیں سمجھا جاتا، دیکھو اس ہدف کے ہی صفحہ کی پہلی سطر کہ جس میں آپ نے احادیث متعلقہ پیشین گوئی کا تذکرہ کیا، روایات، ایسے کے مقرر کر کے ترمیم بیان فرمایا ہے۔

بل صحت ہذا لا احادیث ہنا وما سبق فی کتاب الکایمان وغیرہا لہ یغزل حکماً مقطعاً بحکمہ شوعاد یحی من المورث شعاً ما یحی الناس۔ (انتہی)۔

قولہ پھر میں یضیع البحر نے کے متعلق لکھتے ہیں کہ یصح سورج کے زمانہ میں زمانی بالجمت والبرہان ہونے کی وجہ سے جزیرہ بوقت ہوگا۔

اقول۔ اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے۔

قولہ صفحہ ۱۸۱ کا مائل۔ دیکھو ان الصدفہ کہ یہ ہے کثرت احوال سے اور وقوع اللحن کا وقوع بھی ایسی سے ہو رہا ہے۔

اقول۔ یہ سب قبل ازمرگ واولیاء کا مصداق ہے کما هو۔

قولہ صفحہ ۱۱۲۔ ۱۱۳ کا مائل۔ وہاں قبل خروج اللہ جل ثلث سنوات والی حدیث پر ہمزہ میں کی یہ معارض ہے

دوسری حدیث کہ جس میں تینوں قصوں کا ہونا خروج وقبال کے زمانہ میں لکھا ہے۔ فقال ابن ہبہ بن یہ ثلث سنین ۶۱
دوسرا یہ پیش کرتی ہیں قصوں والی بھی واقع ہو چکی ہے۔

اقول۔ خروج وقبال کے پہلے بھی خط ہوگا اور اس کے زمانہ میں بھی موقوفے بن باقی رہے گا۔ بدین مصداق قبل خروج وقبال اور بن بدیدہ کا لکنا صحیح ہے۔ محاورات حرفہ میں تقریبی حساب اکثر ملحوظ رہتا ہے نسبت تفسیری کے۔

دوسرے اعتراض کا جواب بھی قبل ازمرگ واولیاء لکھنا چاہیے۔ اب تفسیر اوقات کے لحاظ سے اختصار سے کام لیا جاتا ہے ورنہ کوئی فقرہ ان کا جس میں متغز ہیں جہالت سے غالی نہیں۔

قولہ صفحہ ۱۱۲۔ ۱۱۳ کا مائل فاس بن مہان والی حدیث میں جو فرائع سورہ کہف کے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ وقبال ضارونے سے ہوگا۔ کیونکہ سورہ کہف کے فرائع میں حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ ہونے کا رد فرمایا گیا ہے۔ قال قعاسے

وَبَشِّرِ ذَٰلِكَ ابْنَ مَرْيَمَ قَالُوا لَنَنصُرَهُ لَنَصْنُفُ اللَّهُ وَلَنُفِضَنَّ اللَّهُ مَا لَمْ يَلُفْ بِهِ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا فِي عَيْنِ رَدِّ (کہف۔ ۳۰)۔

اقول۔ فرائع سورہ کہف کے پڑھنے کا حکم فرماتے سے ثابت ہوا کہ وقبال ضارونے سے نہیں کیونکہ سورہ کہف کے فرائع میں اصحاب کہف کا موقوفہ رہنا لکھا ہے مذکور ہے جن کا بادشاہ جزا قرار پاشک کرتا تھا۔ چنانچہ وقبال بھی جزا قرار پاشک ہونے لگا

لَمْ يَلُفْ بِهِ مِنْ قَبْلُ نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی قبضہ وقبال سے بچنے کے لیے فرائع سورہ کہف پڑھو۔ مگر اصحاب کہف کی طرح اللہ تعالیٰ تم کو اس شر سے بچا دے۔ اور ظاہر ہے کہ آج تک گورنمنٹ اور اُس کے پادریوں نے کسی کو باہر صیائی نہیں بنایا۔ باقی مضامین ان

صفحات کی تردید پہلے گزر چکی ہے۔

قولہ صفحہ ۱۸۱ کا مائل۔ منہجہ کی حدیث میں اس جملہ پر فی کثرت اربعین کا اور ی اربعین یوماً وادعین منہجہ اربعین عاماً اضعافاً اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرت وقبال کا علم نہیں۔

اقول۔ اس حدیث میں اللہ علیہ وسلم کو جس جس مضمون میں علم تقیفاً قدریاً دیا گیا تھا۔ اس کو آپ بیان فرماتے رہے اور جس حدیث میں جب تک علم نہ دیا جاتا ہے اُس کی لاہمی بیان فرماتے تھے۔ چنانچہ وقبال کی نسبت پہلے آپ کو پورے طور پر معلوم نہیں ہوا۔ اور پھر معلوم ہونے کے بعد علیہ فیصلی طور پر بیان فرمایا۔ ایسی ہی نسبت آیام اس کے بھی لکھنا چاہیے۔ باقی مضامین اس صفحہ کی تردید

متموری ہوئے اونی صاحب علم ہی کر سکتا ہے۔ اور پہلے بھی گزر چکی ہے۔

قولہ صفحہ ۱۸۱ کا مائل۔ ہنی فضلہ عند باب لکھی کے متعلق فرماتے ہیں کہ لکھ جمع اللہ یعنی جملہ الامور اس سے لٹ پاری

معارض میں تسادی شرط ہے۔ اگر مروی صاحب کی طرح کہہ جائے کہ بخاری کی روایت کو آیت ذیل معارض ہے۔ وَتَحْمِلُ اللَّهُ ذُنُوبَهُمْ وَلَا تَزِيلُ عَنْهُمْ مَثَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ
 اُولَئِكَ رُفِيقًا (نساء۔ ۶۹) تو ہوا یا معارض ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیں مسلم باہم بنی رفاقت کہتے ہیں۔ اس کو ہم کہہ
 اٹھا کر کہتے ہیں۔ ہمارے ہم سفر ہیں۔ اس آیت کا مطلب اگر یہ ہو گا کہ ہمیں مسلم کا ایک دوسرے کے ہمراہیں دفن ہونا نہیں ہو سکتا۔ تو آیت
 آیت مذکورہ معارض ہوتی بخاری کی حدیث کو۔ واین هذا من ذلک اور مراد معنی سے اس حضرت علیؓ کا مدعیہ و اکرم کا مقبرہ ہے اور
 ترمذی کی حدیث مذکورہ بخاری کی روایت کو جو عدم تسادی وضیعت ہونے کے معارض نہیں ہو سکتی و قال ضربہ فی السناد عبد الرحمن
 بن یحییٰ الدبکی یضعف من قبل حفظه و تخطی قاری شرح مشکوٰۃ اور باعراض اور اس روایتوں کا نا بھی جادے تو
 بھی ترمذی کی حدیث معارض نہیں ہو سکتی بلکہ مؤید ہے۔ کیونکہ حاقض اللہ بنیہ الا فی الموضع الذی یجب اس سے صاف ظاہر ہے
 کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو اس کی طرف جگہ میں نہیں فرماتا ہے اور اس حضرت علیؓ کا ذکر و ذکر کو منع فرما دینا جو محبوب تھا جس میں
 تھا ہر کسٹا بل نہیں ہوتے تھے۔ لہذا مصنف کی طرف سے فرمایا۔ اذ فوضہ فی موضع خواہے۔ اور معنی ابن مریم کو کیا بلکہ ہر ایک مسلمان کو۔ بغیر
 فرقہ و تازیہ کے۔ چونکہ ترمذی اس حضرت علیؓ کا ذکر و ذکر کا ہی محبوب ہے لہذا بلکہ اسی حدیث ترمذی کے ان کو اس حضرت علیؓ کا مدعیہ
 و اکرم کا مقبرہ طلب ہیں۔ دفن ہونا چاہیے۔ ہر ایک کو معارض سمجھنا آپ ہی کا کمال ہے۔ ہاں اگر بجا ہے فقرہ مذکور حاقض اللہ بنیہ الا فی موضع
 خواہے ہوتا ہر طاہر آپ کے فرائض کی مخالفت تھی۔ اگرچہ بعد الغور یہ فقرہ بھی بخاری کی روایت کے معارض معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ
 اس حضرت علیؓ کا ذکر و ذکر نے حاقض اللہ بے سبب ماضی فرمایا ہے۔ اور اس کے وقت بیچ غاص تھا۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ما
 قبض اللہ کی جگہ اگر ما قبض اللہ بھی بے سبب ہوتا ترمذی کی کہا ہو مولا المصادر ہوتا تو بھی یہی روایت بخاری میں ہوتے ہو سکتے تھے۔

قول نمبر ۱۳۱ اکامہا من یزول بیح ابن مریم بودی طور پر ہو گا۔ مستند بود کو تو معات کے باب ۱۳۶ اور ۱۳۷ میں ملاحظہ
 کیا جائے۔

اقول۔ فتوحات کے ابواب مذکورہ کا ماحل پہلے بیان کیا ہے جس میں اصناف بودی فرمایا کہ انہیں۔ اور جو داخل آیات سے
 مروی صاحب نے لکھے تھے ان کا جواب بھی گزر چکا ہے۔

قول نمبر ۱۳۲ اکامہا من یزول بیح ابن مریم بودی طور پر ہو گا۔ مستند بود کو تو معات کے باب ۱۳۶ اور ۱۳۷ میں ملاحظہ
 کیا جائے۔

اقول۔ کوئی حدیث دوسری حدیث سے معارض مسئلہ نزول مسیح ابن مریم علیہ السلام میں نہیں چنانچہ منتقل کیا گیا ہے۔
 آپ کے قواعد ہر یاد اصول اور یہ مشکوٰۃ ہر ہے ہیں۔

قول نمبر ۱۳۳ اکامہا من یزول بیح ابن مریم بودی طور پر ہو گا۔ مستند بود کو تو معات کے باب ۱۳۶ اور ۱۳۷ میں ملاحظہ
 کیا جائے۔

صفر ۱۳۶۔ ۵۔ ایک کامہا من یزول بیح ابن مریم بودی طور پر ہو گا۔ مستند بود کو تو معات کے باب ۱۳۶ اور ۱۳۷ میں ملاحظہ
 کیا جائے۔

سمانی کے محاورہ یا کتب لغات معرب عرب میں سے اس قسم کے محاورہ کے معنی سوا قبض زرع کے اور کچھ نکال دیوں تو حضرت اقدس مرزا صاحب ایک ہزار نو پیر دینے کو تیار ہیں۔

تاخر تک کو معلوم ہو کہ در واقع میں خوف صاحب نے مجھے فرادہ سے بخوبی تسلیم کر لیے ہیں۔

توئی یا ہمیں غیظ ہوئی یا مجھے موت کے اور چوگرگ آیت نبی رُفَعَهُ اللَّهُ الْكَبِيرُ سے ملائی تھیں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اس میں دفع روحانی مراد ہے۔ لہذا آیت مُتَوَكِّلِينَ اور عَلَمَاتُ قُلُوبِنَا میں چوگرگ غیظ کے معنی ہو نہیں سکتے لہذا اسے موت کو ہی متین قرار دیا۔ پھر اگر تسلیم کیا جائے کہ آیت متنازعہ دنیا کے معنی پورا قبض کر لینے کے ہیں تو اس معنی سے ہم کا دفع آسمان پر کیوں کر لازم آیا کیونکہ یہاں پر پورا قبض کر لینا بہ نسبت ذم کے کہا جاسکتا ہے۔ اس وجہ سے کہ موت میں قبض نام مبنی قبض مع الاسما کہ جوتا ہے۔ اور غیظ میں قبض مبنی قبض مع اللساما۔

اقول۔ الحمد للہ اگر مروری صاحب کو بھی بذریعہ شمس الہدایت کے ایسی روشنی توئی کوئی کامیابی موت میں نصیب نہیں ملے۔ میرا قبل از کو حد شمس الہدایت اپنی تصانیف میں جو تقلید و ادائی توفی کا معنی موت ہی سمجھتے رہے۔ اور غیظ پر توفی کا اطلاق مجاز سمعہ کے طور پر خیال فرماتے رہے۔ دیکھو اور ازالہ اوہام جلد اول قریب ۴۲ آیات۔ اب اس جگہ مروری صاحب صفحہ ۱۳۹ ص ۱۳۹ پر لکھتے ہیں تو معنی اس کے سوا قبض اشد و حر کے اور کچھ نہیں، جس سے صاف اقرار پایا جاتا ہے کہ غیظ ہی موت کی طرح مبنی جنتی ہے توفی کے لیے بعد از موت تحائف بن المشرق والمغرب ناب نازین کی توفی جو اس طرف دلتی جاتی ہے کہ مروری صاحب نے توفی کا معنی صرف قبض زرع ہی لیا ہے۔ چنانچہ عبارت مسطورہ ان کی (قبض الله روحه) اسی پر دال ہے۔ تو موت اور غیظ چوگرگ وہی مطلق قبض کے لیے۔ لہذا موت اور غیظ میں مجازی مشربے۔ کما هو المقرر والمطابق لموضوع المطلق لئلا يستعمل فی غیرہ من افرادہ و یكون مجازاً۔ اور یہ خلاف ہے ان کے مزعم سے کیونکہ وہ موت کو توفی کا مبنی جنتی سمجھتے ہیں۔ پھر ہر نظر ثانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ موت توفی کے گل قمریات کے ملامح سے خارج ہے۔ اس پر آیت اَللّٰهُ يَتَوَكَّلْ الْمُؤْمِنُونَ (تفسیر جلالین ص ۱۲۷) شاہد کافی ہے۔ کیونکہ نفس کو جو مبنی از روح کے ہے ضمیر دہ کر لیا گیا ہے۔ اور قول، پھر یہ جیسا کہ مروری صاحب نے صفحہ ۱۳۸ کے منہ میں لکھا ہے مستلزم ہے صدارت علی المطالب کہ غیر منافی ہے آیت مسطورہ کے لیے یہی معلوم ہو کہ توفی کا د اول صرف قبض ہی ہے جس کے لیے اضافت الی الروح یا الی غیر الروح ضرور تقدیر پر اول تعقید ہاں ساک یا ارسال، ملامح میں سے ہے کسب اختلاف ملوث، اور چوگرگ آیت ہل رُفَعَهُ اللَّهُ لِيَلْقَاهُ سے مبنی ابن عربی کا دفع مبنی ثابت ہو چکا ہے جس کے بخلاف مروری صاحب نے ۲۳ آیت سے متکبر ہو کر بہتر سے اقد با قوس سال ہر ملکوت کی طرح اسے اور چوگرگ اَوْ هُنَّ اللَّيْثُونَ يَنْفَعُ الْغُلَامُونَ (تفسیر جلالین ص ۱۲۷) شاہد کافی ہے کہ کھر کا اردہ چوگرگ اَللّٰهُ لِيَلْقَاهُ لَعَلَّ الْغُلَامَ توفی یا توفی اللہ جلی یا قولہ تعالیٰ اِنِّيْ مُتَوَكِّلٌ اور عَلَمَاتُ قُلُوبِنَا میں قبض مبنی لیا جاتا ہے گا۔

اور یہ خیال کہ اگر کچھ توفی سے معنی موت لیا گیا ہے لہذا اس جگہ مبنی موت ہی لایا جاتا ہے گا۔ بالکل جہالت و جهالت ہے۔ گویا ہزار اس قول کے جو اگر ہم علیٰ سلاطین میں دلیل اَللّٰهُ يَتَوَكَّلْ الْمُؤْمِنُونَ (تفسیر جلالین ص ۱۲۷) شاہد کافی ہے۔ اور دوسری آیت جو آدم علیہ السلام کو توبہ کے طور سے مٹائی شہرہ بخروج من بینہم الضلّٰب و اَللّٰهُ يَتَوَكَّلْ الْمُؤْمِنُونَ (تفسیر جلالین ص ۱۲۷) شاہد کافی ہے۔ اور دوسری آیت جو آدم علیہ السلام کو توبہ کے طور سے مٹائی شہرہ رہی ہے مبنی حلفہ مبنی مٹوایا۔ اس کی دلیل مثالیہ ہے کہ قرآن سے تقدیر لایا جاتا ہے کیونکہ لفظ غامی (انسان) سے خارج ہو چکا ہے۔ اور غمک و اضطراب کے ہر ملامح کا لفظ ہے۔ یا تو دینی تاریکات کی طرح کہ وہ ایمان سے قرآن میں طبعیت اشدہ ہے قرآن کی طرف مبنی تردادہ دینی وغیرہ کجاسات۔ اور یہ سوال کہ اگر قرآن مجید میں محل متنازعہ فیہ کے سوا کس جگہ توفی سے قبض مبنی لایا گیا ہے۔ یہ ہزاروں اس

قول کے ہوا، جیسے خدا کا جلد سے کھٹختا جن کو ثواب کا کسی ٹکڑا لالہ اس بنو واجب ہو سکتا ہے کہ نور انسانی میں سے کسی شخص کا خاک سے بنایا جانا ثابت کیا جادو سے۔ اور آدم کو بھی بہشت کی تسکون کا مثال کے ہو نور انسانی میں ہو جو میں مخلوق میں مختلف شہر آباد سے گا۔ اگر کما جادو سے خلیفہ جن کو ثواب میں بزرگ تبار کا ہر صریح طور پر واقع ہے بخلاف بل دفعہ اللہ علیہ کے کہ اس میں قید آدمی، مذکور نہیں تو ہم کہیں گے کہ ثابت ہو میں قطعی کا لفظ کور ہو تا ہے۔ بڑے تعجب ہے کہ اس سوال کا استحقاق ہم کو حاصل ہے وہی سوال میں ہر وارد کیا جاتا ہے۔ اس امر میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کو صحابہ اور تابعین و تبع تابعین حضرتین و محدثین کا اتفاق اور جامع ہے، اس میں ہم سے احادیث و اقوال صحابہ و غیر ہم کے محاورات کا اطلاق کیا جاتا ہے، اس سے بڑھ کر اور شواہد کی جستجو ہو سکتا ہے، کہ احادیث نزول و قولی و غیر نزول و اوقات شریف (انما دفع کما دفع عینی) جس کے پسے فقر (انما دفع عینی) کی ترویج خطبہ نصیریہ میں کی گئی اور حضرت زید (کما دفع عینی) اور ہر کلمہ اور جامع ہونے کے معنوں نظر میں مشتبہ بظہر کیا گیا، اور اجماعی ہونے کی وجہ سے غلبہ صدیق کی ترویج بھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتی۔ دوزخ و جزوت مراد مقرر نے (کما دفع عینی) کے احکام کے اقوال مسطورہ ذیل کو پسے میں باجستہ رکھتے گئے ہیں کیسے صحیح ہو سکتے ہیں جن کا ماحول یہ ہے کہ سب اہل بیت مراد کا اجماع ہے نزول میں ابی ہریم عبیدہ کا، عرق البزیر پر ہر مستورم ہے دفع بھی کے جمع علیہ ہونے کو کیونکہ نزول عبیدہ کا جمع علیہ ہونا میزاس کے کہ دفع بھی مسیح کو جمع علیہ مانا جادو سے ہو ہی نہیں سکتا بلکہ سبوی کتاب اعلام میں لکھتے ہیں، انہ عموکو ہنوع ہینا ووردت بہ الاحادیث والنعقد علیہ الاجماع اور شواہد کافی نے مختلف مستقبل میں اس کو بالوضاحت لکھا ہے، اور طبرس کے نے اپنی تالیفات میں اس اور طبری نے اس کی تصحیح کی ہے، ویکو فتح البیان صفحہ ۳۳۰ جلد (۱) اور دوسری صفحہ مسکو کی شرح جلد (۱) کے صفحہ ۳۰۰ پر لکھا ہے کہ نزول میں علیہ السلام وفضلہ الدجال حتی صلیح عند اهل السنة للامامین الصلیحۃ فی ذلک، ویلیس فی النعقد وکافی الشرح ما یصلحہ فوجب البیانۃ الخ ابی ہریم مائل کو بعد لولہ مضمون اس میں کوئی تردید نہیں ویکو کہ بعض بھی کا متعلق حمادہ وقرآن و شفت و اقوال صحابہ و تابعین، وازہر جمہورین و مختبرین و محدثین و انہما کے ہے، یہ سوال کو نا تو باقی ہے کہ آپ حمادہ و قرآن بامدہ شواہد اقوال صحابہ و غیر ہم سے نزول ہر دوزی کو ثابت کریں یا صرف دفع و احوالی کا مکرر ہو کسی حدیث یا تفسیر یا نقلی صحابی یا تابعی و غیر ہم سے و کلمات میں، یہی علت سوا اس کا علیحدہ نہیں کہ اس میں اختلافات نہیں ہیں سے مواد استنباط کا ذکر بھی ضروری لکھا ہوا ہے تاکہ قرآنی اندیشہ یعنی نفع اللہ ہم میںے کا ذکر واجب ہو جب گفت نے میں مجاہد معانی تو فی کے میںے دفع کا بھی شاکر دیا تو بعد قیاس قرینہ ایک معنی کی تعین میں بین المعانی ہو سکتی ہے، اور ہر متواترہ اور اجماع سے بڑھ کر کوئی ساقیہ ہم کا اجماع کے برخلاف صرف جس مستحکم کا قول نقل کیا گیا ہے، میں میں الکا، اذ احادیث نزول ان کی طرف مشتبہ ظہر ہے، اس قول کو علامہ نے ہر جہاد فاسد مل العاصم کا لغو خیال کر کے مصدوم اجماع نہیں فراد و کیونکہ خودی کا ہر کلمہ سے پہلے بالاعتیاب مذکور ہو چکی ہے، اسات ظاہر ہے کہ قول بالرد کو کھولنے کے لیے مخالفت اجماع و احادیث پر موقوفہ کر کے مراد لکھا ہے جس کا پسے گزشتہ ہے، ان کا رد بالی صاحب اس قول کا ہر ضمیمہ کر کے کہ نزدیک مراد مقرر ہے ضمیمہ کر کے امی کی طرف مشتبہ کہتے ہیں کیونکہ انہما بعد بہشت اس امر کے کہ کسی دفع بھی کا قرآن اور حدیث و اقوال صحابہ و غیر ہم سے ثابت ہے،

و اجماع صحابہ و غیر ہم کے قبضہ میں کائنات کو دیا ہے جس پر نعت بھی شائد ہے۔ کیونکہ تو فی ائمتہ میں قبضہ صریح نعت میں موجود ہے۔ اور خصوصیت قبضہ میں کی خصوصیت متساوی ہے۔ اور اسی میں کی طرف ایمان فرما دین روائی نے صحت کی نسبت کی ہے۔ ان میں توفیق التوفی اخذ اللہ فی الخلق و فی الخلق قولہ رفع ہمتا علی المسلمین و وجہ و محمد ۶۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے و ہو جنس تحتہ انواع بعضہا بالانوار و بعضہا بالاصداد علی المسلمین (تفسیر کبیر) اہل اہل ابن جریہ توفیقہ ہو دفعہ (ابن کثیر) اور نعت میں صریح کی گئی ہے کہ تو فی کائنات میں پر بعد تحقق موت نماز ہو گئی ہے۔ حقیقت چنانچہ آج اعراس میں ہے۔ ومن الہدایہ ان ذلک الوفاة ای الموت و الخلیۃ و تو فی فلان الاموات و تو فاہ اللہ عزوجل اذا قبض نفسہ و فی الصحاح و وجہ اس عبارت میں تو فاہ اللہ کے معنی کو سننے موت میں نماز لکھا ہے۔ جس سے ثابت ہو کہ فلما توفیہ یعنی جس سے موت کا دینا نماز ہے۔ اور جو کما مرثیہ نزول اجماع کی دوسرے ارادہ میں توفیق قبضہ کا متعین اور جاری یعنی موت کا بغیر تقسیم و تاخیر توفیق اور انکس میں متعین ہے تو قرآن اور حدیث و اقوال صحابہ و تابعین و غیر ہم و نعت سے ثابت ہو کہ تو فی اللہ فلان کا معنی نماز قبضہ میں ہی مستقل ہوتا ہے۔ جمع اجماع میں ہے و قد یکن الوفاة قبضۃ النفس بصوت چنانچہ سورۃ انعام اور نور کی آیات سے مراد ہے۔ اُنہم زور سے کہہ گئے ہیں کہ تو فی کا بہ قول تفسیر نفس قبضہ میں ہے۔ اور موت اور غیر میں مجازاً تو بارہ موت یا غیر نیز قرینہ صارد کے جائز نہ ہوگا۔ ۷۵ مقام میں سے دو مقام متضاد ہیں یعنی توفیق و توفیق میں بعد نماز خصوصاً اعلیٰ و قلت مجاہد لا رادۃ الیہ یعنی توفیق موجود ہے۔ باقی تفسیر تعلقات میں بعد قیام قرینہ کی موت کہی ہو گئی ہے کہ کسی جگہ اور مراد ہے۔ لکن لسان العرب و تفسیر مجاہد و ذکر کا استعمال استعمال مقرر میں ہی ثابت ہے۔ جمع اجماع میں متفقہ سند سے متوفی کو نعت فی الاصل اور توفیق جمع اجماع میں تو فی کے معنی کا استعمال میں استعمال مقرر میں معلوم ہوتا ہے۔ تو فی اصحابہ الذین اکلوا من الشاة ظاہرہ کا یہ لفظ مراد ہی نہ ہو بل صیب احمد ائمہ و نبی۔ اس سے ثابت ہو کہ تو فی کا معنی اکلی مقرر ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم سے تو اس معنی کے لینے پر شواہد بھی جاتے ہیں جس کے بارہ پر سادہ عالم کا بغیر انہما کے اتفاق ہے۔ اور اسی حقیقت میں کجس تصریح کتب نعت دی ہے۔ اور اپنی خبری نہیں کہ مراد مرثیہ و تحریف و مخالفت اجماع و استنباطات قاسدہ و غلط بانی سے کھدایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ آئین کی طرف خلاف حسب ان کا منصب کیا گیا ہے اور غیر ہوائی کو کھائی و بالکل شہر کیا گیا ہے۔ آپ کا یہ سوال کہ ایک آیت میں سواد آیت متضاد فیہا کے بطور تفسیر کے ایسی پیش کریں جس میں کسی خیرتہ اس قسم کے معنی مراد ہے۔ اس کے مقابلہ جاری در خواست کہ ایسی تفسیر پیش کریں گے جو پہلے کتب کسی آیت میں نہ ہو۔ ۲۴ آیت کے تو فی کے وقوع کا اعلیٰ افسوس بتا دی جس کے زندہ اطفال جانے پر احادیث و غیر متواتر و اجماع اُفت نماہ ہوں تاکہ ہم وہاں پر ہی قرینہ ہو بل تفسیر میں کہ جسے معنی قبضہ میں کایوں۔ کیونکہ جو سادہ ارادہ کی مراد تو اسی پر ہے۔ مگر لکھا جاتا ہے کہ اس سوال کی تفسیر ہے۔ کوئی کے خلاف مگر قرآن میں آدمی کا پیدا ہونا غرض سے مذکور ہے جس پر قانون قدرت کے خلاف کثرتہ بھی شائد ہیں تو کل متضاد خلقہ من ثواب میں ہوا تو اول آدم کا معنی سے پیدا ہونا ہے کہ آدم کے بغیر کسی اور کا پیدا ہونا معنی کسی آیت میں دیکھا جاوے۔ ورنہ ایک شخص کا خلافت ہونا اپنے فرع سے پیدا نہیں جس میں کیا معنی لکھا ہے۔ اور اور تو فی یعنی

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی (۱۴۳) میں موجود ہے لہذا خلقہ من ثواب واجب القادیل شہرا۔
 ۱۔ تاخرین قادیانی و امروہی صاحبان کے استدلال اس قسم کے ہیں۔ اہل اصل میں نزاع میں ہو کہ خصوصیت علی ہی تو فر ہے
 تفسیر معنی قبضہ میں ہی۔ لہذا ظاہر کہ صاحب جہالت ہے۔ ہاں اس نزاع کا فیصلہ ایک آسان طریق سے ہو سکتا ہے۔ اثبات خصوصیات کے

بالقابل استماع خصوصیت پیش کریں۔ اور وہ مستلزم ہے انکشاف مادی شیعوہ اجماع و تصریحات کلمہ و کتب لغت کو۔

انہیں امر وی صاحب نے آیت تبارک فیما بین معنی آیت کا تو مان لیا ہے مگر قبض مع الاساک کو بہ نسبت قبض مع الارسل کے ناقص قرار دینے کی وجہ سے استلزام دفع جسمی کا قول نہیں کیا اور ظاہر ہے کہ وہ ناقص خصوصیت عمل بعد از قرار ہونے قبض کے جزا استلزام مذکور کو تسلیم کرتا ہے۔ فلسفہ معنی الغبض، بالاجتماع عذاب، اقوال بالرفع الجسمی میں حجت کا انکشاف۔ اور ہم نے مشول ہدایت میں سو فی صحت قبض من کل ما ہے پس ہم پر یہ الزام کہ کوئی کا جسے قبض دُوح مان لیا ہے بالکل ہستان ہے۔ ویکو جس ہدایت کا مضمون ۵۰۔
قولہ ۵۰ کا ماحول۔ وہی ہستان بہ نسبت کتاب اللہ و تحقیق علم بہ سلام و خوشیہ کرام کے کہ یہ سب برودت کے مثبت ہیں۔

اقول۔ بالکل خواہر ہدایت ہے پھر پچھلے بیان جو پکا ہے جو یہاں میں کو کتاب سلاطین سے تشکیک، اور مضمون اعلیٰ سے انکار جو دونوں اسی میں مذکور ہیں یہی مطلب ہے مشول ہدایت کا۔

قولہ ۵۱ مضمون ۵۱ کا ماحول فصلی ہدایت کی ہدایت (یا مسیح کے صلوب ہونے میں اپنے اچیل و اجد سے کام لے کرانی تو نہ فرمنا نہیں ہوتے) اس پر امر وی صاحب لکھتے ہیں لعنة الله على الكاذبين۔ مسیح کے مقتول بالقتیب ہونے کا تو ہم تو ہی کہہ رہے ہیں۔ ہمارے تمام رسائل میں اس کا رد موجود ہے۔

اقول۔ امر وی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ کاذبانی صاحب نے مسیح کا صلوب ہونا اچیل سے نہیں لیا، کیونکہ مسیح کے مقتول بالقتیب ہونے کا تو وہ رد ہی کر رہے ہیں۔ ہاں صرف بتیب پر چڑھا یا ماسیح کا اندھ قتل بالقتیب سے مضمون بنا لیا ہے۔ مگر وہ بھی قرآن مجید سے گواہ یا دانی صاحب پر وہ دوجہ سے ہستان باندھا گیا۔ ایک یہ کہ اس نے مسیح کو صلوب نہیں کیا مہذب اس کی طوطیہ ناکستہ قول منسوب کیا گیا۔ دوسری وجہ یہ کہ اس نے صلیب پر چڑھایا یا ماسیح کا اندھ پر مضمون بنا لیا۔ اچیل سے نہیں لیا۔ یہ ناکندہ گناہ بھی اس پر مانا گیا جاتا ہے۔ لہذا ہم مفسر کا ذنب پر لعنة الله على الكاذبين کہنے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ بعد از مسیح عرض امر وی صاحب کے جو اباحہ مومن ہے کہ ان کے اہل ایمان حضرت اہل آل کے مضمون پر نہ خط ہو کہ کاذبانی صاحب لکھتے ہیں (مواضعوں نے تین مضمونوں کو صلیب پر سے اُڑا لیا، پھر اسی مضمون پر ہے (بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ وہ صلیب اس قہم کی نہیں تھی جیسا کہ آج کل کی پچاسی جوتی ہے اور لکھے میں در سوال کر ایک لکھتے ہیں کام تمام کیا جاتا ہے پھر اسی مضمون میں ہے (ان کی وجہ سے چڑھت میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اُڑا لیا گیا، اور پھر مضمون ۵۰ مضمون پر لکھتے ہیں (اب اس خود سے مسیح زندہ نہ کیا گیا) ناظرین عبارت مسطورہ ۵۰ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ مشول ہدایت کے دونوں الزام قادیانی صاحب پر واقعی اور ہے ہیں کیونکہ انہیں انجیل کی روایات سے متفق نہ لیا گیا ہے۔ اور زندہ مسیح صلوب کا اطلاق بھی کیا گیا ہے۔ لہذا فصلی ہدایت کا استنباط صحیح اور بجا فطرہ اور لسان العرب کی نقل (معنی قادیانی پوچھی) باب مرتبی بہ ترکی عنفت نہیں دیتے بلکہ جو اسے لعنة الله على الكاذبين کے کہتے ہیں یعفر الله الذنوب اللہین ہاں تمام پر امر وی صاحب نے اس کی لغت کا حوالہ دے کر اپنے فخر شہ صاحب کو پچا ناپا یا مگر یہ معلوم نہیں کہ ان سے صلیح الخطا زمانہ الضد والذہور اس کو جانے دیکھتے ہیں لکھتے پادش عنفت بہ عنفت تو ہم نے معاف کیا مگر یہ لکھتے ہیں (وکیو بحث حرف نکم کی جو واسطے وضع کرنے دھرم نامی عن الکلام السائق کے آتے ہے کہ اس کی صلیبی واقعہ غیر قریب کی واقعیت کے آپ قرآن مجید سے ثابت کر سکتے ہیں ہرگز نہیں لکھم۔ الغرض انہیں کو بوجہ مضمون کے ماننے ہی ہیں۔ اور اسی وجہ سے پھر لغت ہی جوتی ہے۔ اور بحث قرآن قویہ میں پیدا کرتے ہیں کیا یہ چڑھ مومن آپ کے (قرآن قرین) (قانون قدرت) (تعارف) (اور (تساخا) ہے عمل تو دھن کے آپ کے علم نہیں۔

قولہ صفحہ ۵۶ کا حاصل دہی ہے جس کی تردید بحث لغت و احادیث نزول و اجماع میں گذر چکی ہے بطور ۵۵ کا حاصل

یہ صحیح بخاری میں ہے۔ قال ابن عباس متوفیک حیاتک جس کی اسناد صحیحہ اللہ ہی میں حسب ذیل لکھی ہے۔ عثمان بن عفان ابن عباس ہذا رواہ ابن ابی حاتم عن ابیہ حدیث ابو صالح حدیث ابی معاویہ عن علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس کہ یہ مخالف ہے ان مرویات کے جوہل دفعہ اللہ علیہ اور ایسا ہی و لکن شبہ ظہور ایسا ہی فلما تو فیستنی اذ یبصر قبل موتہ اور ایسا ہی و انہ فعلوا للتعاہد کے متعلق کہتے تھے ہیں جب تک وہ روایات علی شرط بخاری نہ ہوں۔ اور دیگر خصوص تعلیق کے برخلاف بھی نہ ہوں۔ اور اب ہم بھی متعارض نہ ہوں تب تک کہوں کہ ان کو قبول کیا جاوے۔ آپ اپنے مرویات کی روایت کی توثیق و تعدیل علی شرط بخاری کیجئے۔ اور بعد اس کے وجوہ ترجیح بیان کیجئے پھر میں قبول کرنے سے کیا انکار ہے۔

اقول۔ روایت قال ابن عباس متوفیک حیاتک ہمارے مرویات متعلق آیات مذکورہ کے برخلاف نہیں بلکہ وہ روایت کہ متوفیک و اذ فعلک الی میں قول بالتقدیم و التاخیر کیا جاوے۔ اور فلما تو فیستنی کے حد میں قال یعنی یعول نہ کیا جاوے۔ مگر قاعدہ سے قولہ سبحانہ الی متوفیک و اذ فعلک الی میں الی اذ فعلک الی و متوفیک مروی ہے۔ جس کو مسخری نے منظور کیا ہے۔ اور بخاری نے قال یعنی بقول لے کر آیت فلما تو فیستنی کو متعلق واقعہ بعد النزول مقرر کیا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری اس ہی صفحہ میں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بخاری نے متوفیک یعنی معینک کا تحقق فیما بعد النزول کیا ہے۔ یہ تو بخاری کا فیصلہ ہے۔ روایت قال بالتقدیم و التاخیر قاعدہ سے مروی ہے سو اس کا قائل بخاری بھی ہے۔ بخاری اجماعی معلوم ہو چکا ہے۔ اور منہ سے روایت بھی تفسیر تفسان میں لایا ہے۔ اور چونکہ منہ سے روایت کی نسبت انہ اذ ہم میں ہر سے زور اور بسط سے لکھا گیا ہے کہ ان کے پاس صحت کا معیار کشف بھی ہے۔ دیکھو انہ اذ ہم جلد اول صفحہ ۵۰ اسے ملے گا جس میں یہی مندرج ہے کہ صاحب کشف قال حصن اللہ کے نزدیک آیت اور حدیث کی مانند ہے۔ اور پھر صفحہ ۱۵ پر جلال الدین سیوطی کو اہل کشف میں سے شمار کیا گیا ہے۔ جنہوں نے یہی روایت کی تصحیح یا رد کیا کشف کی تصحیح کو مقرر حدیث کی تصحیح پر ترجیح دی گئی ہے اب ہم قادیانی صاحب و اردوسی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا فیض فلما تو فیستنی کو متعلق واقعہ بعد النزول کہنے والا اور آیت متوفیک و اذ فعلک الی میں تقدیم و تاخیر کے قول کو منظور رکھنے والا وہی امام بخاری ہے۔ اور وہی امام جلال الدین سیوطی ہیں یا کوئی اور۔ بر تقدیر اول حسب تمنا اپنے کے تابع ہو کر اہل اجماع و مؤیدین بجا جاوے اللہ رسول علیہ السلام کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ اور بر تقدیر ثانی ان کی مخالفت اپنی بخاری و مقرر جلال الدین سیوطی کو مستلزم گمان سے ثابت کیجئے۔ وہ دنہ خطہ القناد۔ جب یہ ثابت ہو چکا کہ بخاری کی روایت ہمارے مرویات مذکورہ فی حقیقت الحدیث کے برخلاف نہیں تو قاعدہ میں کہاں ہے تاکہ بیان توثیق و ترجیح کی ضرورت ہو۔ ہاں اگر آپ کو صرف رفع ہمت کی غرض ہے تو اثر ابن عباس متعلق بل دفعہ اللہ علیہ کی اسناد کو حسب ذیل ابن کثیر میں دیکھو۔ قال ابن ابی حاتم حدیث ابی معاویہ عن عثمان بن عفان حدیث ابی معاویہ عن علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس المتھال ابن عمرو بن سعید بن جبیر عن ابن عباس انہ مروی کے متعلق کہتے ہیں۔ و ہذا السناد صحیح الی ابن عباس و رواہ النسائی عن ابی کویب عن ابی معاویہ بنحوہ و کذا رواہ الاثیر و احد من السلف انہ ان کے کسی لغت میں رواہ کا اختلاف قدر مشترک کو جس پر اجتماعی عقیدہ کا دوسرے مجتہد نہیں ہو سکتا۔ اور ابن جریر نے ابی مالک سے اور عبد بن حمید و ابن المنذر نے شریح و شریح سے متعلق آیت و ان میں اہل الکتاب کے اخراج کیا ہے۔ اور حافظ بن کثیر و علامہ سیوطی و غیرہم من اشاعت کی توثیق و تصحیح کافی ہے۔ اور چونکہ یہ روایت بخاری کی روایت مذکورہ بالا بلکہ مذہب اس کے لیے تہذیبی۔ لہذا

واجب التسلیم ٹھہری گئے۔ دیکھو مختصر فتح البیان جس میں خلاصہ کے طور پر یہی مندرج ہے کہ سید علی بیہ لوگوں کا اخراج کافی ہے فریق مساند میں، انور دہلوی صاحب کے نزدیک تو کشتی معیار والوں کو اکثر صحاح ہشت پرچی فوقیت ہے، ہذا علیہ اگر بخاری کی روایت آور جائے مردیات میں، بالعرض مخالفت بھی ہوتا تو سوال مذکور کے تسلیح تھے یعنی یہ کہہ سکتے تھے کہ ہماری مزایت چونکہ کشتی معیار سے تصحیح کی گئی ہیں، لہذا بخاری کی روایت بحسب صحت و صحرا آپ کے، ان کی محافل میں ہو سکتی، اور برتتہ دیر عرض السادی لکھ ان فضلا و افضلا و افضلا کے دونوں ساقط الاقتدار ٹھہری گئی ہیں سب آیات توفیق میں دی قبل سبھی کا حکم مخصوص اہل حقین ہوگا جب آپ یہ شمار دے ملے فرمادیں گے۔ و دونہ خوط الفناء پھر بھی آپ کو اہل جماع ہی کے ساتھ شامل ہوتا ہے گا۔

قول ۵۲ صفحہ ۵۸ کے اخیر سے صفحہ ۵۹ تک کاما مل، پیشین گوئی کی حیثیت میں پر جماع کا انعقاد کوئی معنی نہیں رکھتا، اگر امت ایسی پیش گوئی کی قطعاً حقیقت پر جماع کرے تو یہاں جماع کو انکسیر تو آور کیا ہے۔

- ۲۔ جس کے دفع ہمانی پر کس وقت میں تمام مہتدین نے اجماع کیا، بلکہ ذات شریعت کے دلی گئی صحابہ کا اجماع کل مرسلون کی بالخصوص مبنی ابن مریج کی وفات پر مستند ہوگا، دیکھو ہذا درالاستقلاص المستقیم و طریقہ کو۔
- ۳۔ آں حضرت علی رضی اللہ عنہ و آلہ و سلم کا جماع آور سید علی ابن مریم کا دفع مجرم کے ساتھ ہوتا تو تکبرین کو اس کا دکھایا جانا ضروری تھا۔
- ۴۔ کوئی حدیث صحیح باضیحت دکھائی جاوے جس میں مبنی کا دفع مجرمہ العصری مذکور ہو۔
- ۵۔ بڑا افسوس ہے علمائے اہل حق میں جہانے کو نزول کا معنی کسی مقام پر ٹھہرا ہوتا ہے۔
- ۶۔ قدر مشترک احادیث نزول کا بعد مذاق بالعرض و حضرت اقدس ہیں۔

- ۷۔ مطالبہ اس امر کا کہ مشترک ہمارو دیات کے کل روا کی توفیق و تعدیل علی شرط البخاری کی جاوے۔
- ۸۔ ابن عباس کے نزدیک اگر متوفیات کا معنی معینتک نہیں تو پھر دوسرے کوئی معنی ابن عباس سے نقل کرنا ضروری تھا۔
- ۹۔ تمام قرآن مجید و احادیث عرب میں نوافل اللہ کا معنی قضی اللہ روحہ آیا ہے۔
- ۱۰۔ دبت اقامت صحیح کی روایات میں جو تعارض ہے جس کی تطبیق ہی تو ضروری ہے۔
- ۱۱۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ آپ ناقل اس منظر میں شامل ہو کر وقت میں پڑ گئے آپ کو جہاں میں مستربنے کے بیسے گدے لٹھنی کی کافی تھی۔

اقول پیشین گوئی کے قدر مشترک پر جو نزول صحیح ابن مریم بعد لا مینش ہے، اجماع ہے، نہر ایک خصوصیت متعارفہ بلا غرضے پر، چنانچہ آپ کا اقرار فرمایا میں جو غرض ہے، اجماع امت کو گوارہ کرنا آپ ہی کا کام ہے۔

- ۲۔ مجتہدین کے اقوال منقطعاً ابتدائہ و امداد میں آوایا یہی خطبہ صدیقہ کا بیان بھی پہلے گندہ ہے۔
- ۳۔ یہ اصلاح اللہ تعالیٰ کے الیہ اذ باللہ دیکھئے، تاکہ وہ لغویہ من آیتنا اور عصمت عن البعوض کے اور فتاویٰ حاصل ہو جائے، نعوذ باللہ من ہفوات الیہ اہلین۔

۴۔ حدیث چونکہ نقل صحابی کو بھی شامل ہے، لہذا ابن عباس کا انرجس کو اور پستون صحیح ہوالا ابن کثیر و سانی وغیرہ کے ذکر کیا گیا ہے بلکہ کل احادیث نزول کے بعد بطلان احتمال خبر کو دفع مجرمہ العصری کی طبت ہیں۔

- ۵۔ علمائے نزول بعد از دفع ایسی کامیے خوب معلوم ہے۔ آپ کی نادانی قابل افسوس ہے۔
- ۶۔ آپ نے اس مقام میں اپنی ساری کتاب کے برخلاف احادیث نزول سے مشترک کے ثبوت کا بڑا کر دیا، گویا علی کار دانی

اپنی کا آمد و بود اٹھا دیا۔ ۷

مرد شود بسبب غیب کہ خدا خواہد

۸۔ اس کا جواب گذر چکا۔

۸۔ آپ کو کچھ فنی منہ نہ سے ہی وقت ہے، کیا مانع کو مدعی خیال فرماتے ہیں؟ ہاں دفع بہالت کے لیے اگر سوال ہے تو تبرعاً و کھلیا جاتا ہے۔ اس بات کا وہ قول جو بوالہو و مستور فلما تو فیستی کے متعلق انہی جود الشیخ صہ اسہن صاحب الشیخ الہدایت میں لکھا ہوا ہے۔

۹۔ اس کا جواب پہلے گذر چکا ہے۔

۱۰۔ ابو ہریرہ کی حدیث مرفوعہ میں جو ابو ہریرہ سے ہے جس کو باسناء و جہم اسلم نے بھی روایت کیا ہے، مدت اکامت بیسی یا بیس سال مذکور ہے۔ اور مسلم والی حدیث میں سات سال کا ذکر ہے۔ ان کے مابین تطبیق پہلے بیان کی گئی ہے۔ اور قیم میں سال والی حدیث میں بیس سال کا ذکر ہے، وہ چالیس سال والی حدیث کے جو عدم تسادی معارض نہیں ہو سکتی۔ البتہ بحوالہ اثبات قدر بشر کہ جامعہ مدنی کے لیے ضمیمہ ہے، بیرونی کی مرقاۃ الصغیر اور سیوطی کی کتاب الجہت والشمس کو ملاحظہ فرمادیں۔

۱۱۔ ایوان اہل علوم جو ہے، لہذا میں اقرار کرتا ہوں کہ ۱۱

بہر زمانہ کہ خواہی گفت آنی

قولہ ۱۱۹ صفحہ ۵۹ کے نصف سے صفحہ ۱۱۱ تک کا مائل :- ان صفحات میں امر وہی صاحب نے ابن عباس وقت ۱۱۹ و ہجری، بلکہ جتنے مفسرین کتبوں نے متوفیک سے معنی عینیت کے کر آیت میں تقدیم تاخیر کی ہے، سب کی طرف تفسیر کے طور پر نسبت اصلاح فی القرآن کی ہے، یعنی :-

۱۔ قابل بالتقدیم والآخر قرآن میں اصلاح کرتا ہے کہ اصل عبارت یوں ہونی چاہیے تھی :- یا عیسیٰ انی رافعک الی شرموتوفیک۔

۲۔ بعد الاصلاح بھی ناکامیابی رہی کیونکہ بعد دفع کے بھی قتب تک آسمان پر حضرت عیسیٰ کی وفات نہیں ہوئی۔

۳۔ پیش گوئی و دعا علی الذین اتبعوا حقو الذین کفرو الذین یومرن بالظلمۃ الذین کفرو الذین یومرن بالظلمۃ ۵۵ کی بھی جو کلمہ شمس الہدایت کی تصریح کے مطابق واقع ہو چکی ہے۔ دیکھو صفحہ ۴۵ مطر ۳۲۰۔ لہذا اس وقت کے نزدیک ظہر قرآنی یوں ہونی چاہیے کہ یہاں عیسیٰ انی رافعک الی و معطوفک من الذین کفرو و ادبوا الذین اتبعوک فوق الذین کفرو و احتوفیک الی یوم القیامۃ پھر متوفیک الی یوم القیامۃ کے کیا معنی ہوں گے۔ اور اگر الی یوم القیامۃ کو بھی آپ متوفیک سے مقدم کریں گے تو آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ کی وفات بعد قائم ہونے قیامت کے ہوگی لیکن الناطقون : کیا ایسا ہی عقیدہ اجماعی اسلامی ہو سکتا ہے۔

۴۔ قول تقدیم و تاخیر کا بیزان فرامد کے ہوتے وقت اسے عاجز بادفت میں محض غلط ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ و لقد و صلت النعمان لعلکم تہتکونون لا نصص۔ ۵۰ یونہی کہ جب ملنا العربیہ فی ما بین اللہ بہ فیہ بالصفاء فہو فیہ صہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع امت ہر مقرر کے گفت ہیں اس امر کے کہ تہتہ فہو قرآنی کے جو جب صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں۔

اقول۔ ۱۔ اہمیت و اہمیت کا سہارا نہیں کہ اصل وحدت بجائے نظم قرآنی کے یوں ہونی چاہیے تھی جیسا کہ آپ نے
 سمجھا ہے۔ بجا قرآن کریم کا یہ شان ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ لِّیْسَ بِنِعْمَتِیْ اَنْ اَمُنَّ بِرَبِّیْ عَمَلٌ یَّاتُوا بِمِثْلِیْ هَکَیْ
 النِّعْمَ لَیْ اَنْ اَتَاوُنَّ بِمِثْلِهِمْ وَذَلْکَ اَنْ یَّکْفُرُوْا بِنِعْمَتِیْ عَلَیْہِمْ اِنَّہُمْ لَیْسَ بِاَشَکَرِّیْنَ۔ آیت ۸۸ اس میں یوں نہ چاہیے کہ یوں چاہیے
 کیے تصور ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس کا یہ معنی ہے کہ ترتیب و کوری مطابق ترتیب و قومی کے نہیں یعنی قدر میں اگر خدا تعالیٰ کا وقوع
 ہے لیکن اختیار و کوری اس طرح ضرور کوئی ہو کہ اس کے بغیر جو وہ ایمان و وفائید پر جو حق نہیں ہو سکتے پس فکر میں
 جو وہ اختیار و کوری اس میں ہونا چاہیے۔ اگر مقدم و کوری شاذ و جود اور تحقق میں تو غریبی ہو۔ ایہا الذالکھون امروہی صاحب نے
 کہاں کی کہاں نکالی۔

۲۔ انی راضی انی شوق و فیک یا و متوفیک کیا اس کا متعلق یہ ہے کہ حضرت امین آسمان پر رہے؟ بجائے کس مادہ یا
 ہیئت کا مدلول ہے۔

۳۔ پیشین گوئی جو ابتدا و استمرار و وقت و مہر و قیمت تحقق میں ہوگی اور شمس الدیست کی عبارت کا یہ مفاد ہے دیکھو مگر
 مذکورہ ص ۲۳۔ ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ و کرم یا غفار و اشید کے وقت میں یہود کا مغلوب ہو گیا اس پر فوہیت ان میں
 انی وہم القیامہ کا اطلاق کیا جا سکتا ہے، مگر نہیں۔ اور ترتیب فی الحق و انوار و برکات مدلول اس امر پر تو ارفی انزل
 اس طرح پر معلوم ہوتی ہے۔ انی راضی انی و متوفیک من الذلین کفر و انی وہم القیامہ کہ جو کچھ جعل مقدر اسے
 یوم القیامہ کا تحقق قیمت کے قبل تصور ہو سکتا ہے۔ یہاں ان میں کی جگہ ایہا انظرون چاہیے دیکھو ولایت انوار و کافہ۔
 ۴۔ الحمد للہ کہ آپ قدیم و اخیر کو مان گئے۔ ہاں صاحب و دوسرے لوگ بھی قدیم و اخیر کو یہی معنی سے لیتے ہیں۔

ہر چہ دان گشت گشتہ نادان یک بصد از ہزار رؤسوانی

اور آیت وَذَلْکَ اَنْ یَّکْفُرُوْا بِنِعْمَتِیْ عَلَیْہِمْ اِنَّہُمْ لَیْسَ بِاَشَکَرِّیْنَ و صفحہ ۵۱۔ کا یہ معنی نہیں کہ ترتیب و کوری اور
 وقعی کا مطابق ضروری ہے۔ ورنہ حسب بلاغت آپ کے کلام الہی کا ذب تو اہمیت ہے۔ لوجود شواہد القدر و الی الخیر
 اور حدیث شریف ابجد و مبادی اللہ کا یہ مطلب نہیں کہ آیت انی الصفا و اللہ فی ترتیب و کوری اقطع نظر بیان
 حدیث سے اس کے مثبت سبب و موجب تقدیم صفا یا مسنونیت یا استہاب کے لیے جب کہ مثبت ان کی حدیث ہے
 چنانچہ معنی شرح صحیح بخاری میں ہے۔ لانیہ یحتاج یقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ابجد و مبادی اللہ بہ فکیف
 یستدل بخلاف الواحد علی اثبات الفرضیۃ انتہی موضع الحاجة۔ گویا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابجد و مبادی اللہ
 کی جگہ ابجد و مبادی اللہ بہ فرما محض بلاغت سے تھا۔ انی ترتیب نظم و حکم میں بیان مثبت قوی یا ضعیف کے۔ یا
 بیان تاریخی کے احکامات میں، اگر وجہ ہو تقدیم انی افرح کے لیے، تو چاہیے کہ حسب آیت آت جہا انصاف و انوار و انوار
 کے لئے ذکرہ کی اہمیت و اہمیت پر تاہم جو جس کا کوئی بھی قابل نہیں۔ ایسا ہی تہا اذ اکتلک نفسا الیس ترتیب
 و کوری مطابق ترتیب و قومی کے نہیں۔ ہاں اس طرح بیان کو اختیار و کوری بلاغت کے لیے ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ
 تقدیم صفا کا مراد یہ مفاد ہے۔ حدیث ابجد و مبادی اللہ و مبادی اللہ بمبادی اللہ کا۔ ماضی و مضی یعنی تو فی صبح کا
 جو کچھ بیان امام ربّ نزول کی رو سے متعلق الفرض ہوتا ہے۔ ہاں انی متوفیک و راضی انی و متوفیک کو تقدیر اور اہمیت صحت کے
 قبل تقدیم و تاخیر اٹھایا۔ گویا جانب کی نظیر پیش کردہ ہمارے مدعی کی توحید مہری۔

قولہ صفحہ ۱۶۱ کے اخیر سے صفحہ ۱۶۳ تک کا حال۔ درمنثور وغیرہ میں جو تعلیم و تائید مروی ہے اس کی نسبت سوال کیا جاتا ہے کہ اول تو آپ ان روایات کی اسناد وغیرہ کے رجال کی قویٰ شمس اس تراجم قباس کے جو ترمیم بخاری میں مندرج ہے علیٰ شرط ابن ہادی ثابت کیجئے بعد اس کے ہم سے جواب دیجئے۔

۲۔ ہماری تطبیق بین انفسوس کو کوئی حاجت نہیں جو تعلیم و تائید کا قول کیا جاوے۔

۳۔ تفسیر عباسی کی نسبت کوال جمع اجماع اور اتفاق و قول شافعی ثابت ہو چکا ہے کہ اس کی روایت کا سلسلہ بخواتین ہے پس قرآن مجید کی ترتیب نظم میں تعلیم و تائید کو ایسے کذا میں کے روایات سے ہم تسلیم نہیں کرتے۔

اقول۔ ابان بخاری نے انہو مصابیح اجماع اور صاحب اتفاق اور ابان شافعی کا جو مذہب و فاضل سیح بعد از نزول کا ہے چنانچہ پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ تو بعد از نزول وہ منیٰ معینہ کے معنی فاضل سے یہ سب حضرات تعلیم و تائید کے قابل ہوں گے کیونکہ بغیر اس کے قول بالوضاحت بعد از نزول کا کوئی معنی نہیں۔ لہذا ہمارے روایات کو ختمی کے روایات غریبے۔ صراحتہ یا اقتضائے اگر آپ کو ان کی جرح و التعلیل پر اعتماد ہے تو اندر میں صورت ان کے مذہب کا تحقیق کیا جیسے دیکھا ہے ان کے مذہب سے برفلاں ہونا تو اسی وجہ سے ہے کہ ان کا قول قابل اعتبار آپ کے نہیں۔ پس چاہیے کہ تفسیر عباسی کی نسبت ان کی جرح بھی ماسقلا اعتبار ہو۔ بنا برہان بہ نسبت تفسیر عباسی کے آپ تو جرح نہیں کر سکتے مگر ہمارے نزدیک چونکہ ان لوگوں کی جرح وجہ اتحاد مذہب کے غیر معتد نہیں غرض کہ ہمارے مذہب کا جرح جو نہ ہو سکتا ہے۔ مگر عباسی کی نقل سے ہم کو ثابت شدی کا مقصود نہیں بلکہ صرف شواہد و قرائن کے طور پر ذکر کی گئی ہے۔ پہلے ہی گذر چکا ہے کہ ہماری روایات بخاری کے تراجم ہمارے کے برفلاں نہیں بلکہ اس کے لیے ترمیم ہیں۔ قطع نظر ہماری روایات سے آپ ہی فرمائیے کہ جس شخص کا مذہب و فاضل بعد از نزول کا ہے وہ بعد از نزول سے معنی معینہ کے معنی فاضل سے ترتیب نظر اور ترتیب تحقیق و وجود کو باہم متضام خیال کر سکتا ہے؛ مگر ہم نہیں ہم نے تو آپ کے مسلمات کو پیش کیا تھا یعنی علامہ سنی کے بالصفات و مذہب کو۔ دیکھو اللہ اولیٰ علیہ السلام کہ آپ کو بغیر اس آؤ کے کسی مسئلہ نظر آیا کہ اپنی مسلمات کی نسبت اسناد میں کلام کیا جاوے مگر معلوم ہو کہ کائنات والے تو ایسے ہیں جنہیں غلط فہمی جب کسی نے خلافت شکوہ کو تسلیم اثبوت مان کر حاضر و شروع کیا ہو۔ اور اس کے مقابل میں اپنے دینی کا ثبوت جھکاؤ سے دے دیا ہو۔ اور پھر اس نے شکوہ کے قول رد اہل خلافت پر اسناد دینی کی۔ تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ شخص اپنے مسلم شدہ سے اجماع کیے جاتا ہے تسلیم کو بھی صاف کیا مگر آپ پہلے ہماری روایات اور بخاری کے اثر کے مابین مخالفت جہت تو کریں۔ بعد اس کے ہم تطبیق و قویٰ بین بیان کریں گے۔ یاد ہے جس شخص کی روایات کو آپ میں گئے وہ اجماعی عقیدہ کے برفلاں ہمارے مذہب کے۔ لہذا بغیر اس کے کہ آپ اس شخص کی نسبت بالاسم صحیح یا بلا اقتضائے صحیح یا بلا مذہب اس کے قول برزوقل بودی ثابت کریں۔ د دومہ خوط القناد۔

۷۔ آپ کی تطبیق بین انفسوس مستلزم ہے۔ ہنگام یا تحریف اسادیت متواترہ اور نیز مخالفت اجماع کو، اس لیے قابل اعتبار نہیں۔ لہذا اجماع کی تطبیق ہی معتبر ہے۔ اور تعلیم و تائید انہو بیانات میں اس کے شواہد موجود ہیں۔

۸۔ تفسیر کی نسبت جواب نمبر ۱ میں لکھا گیا ہے۔

صفحہ ۱۶۳ سے صفحہ ۱۶۴ تک تعلیم و تائید کے شواہد جو ہم نے تفسیر اتفاق سے دفع استبعاد کے لیے پیش کیے تھے ان پر مروی جتنا کہ کلام سے پہلے یہ جتنا نامزدی لکھا جاتا ہے کہ اس میں اہل حریص مقابل نے جملہ دینی کو تسلیم کر لیا ہے یعنی یہ مان لیا ہے کہ

ہے۔ اذہا پر ہے کہ ازال قرآن مجید کا آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر چالیس سال کے بعد عہد عرائس شروع ہوتا ہے۔ جو عورت
فی الحقیقہ ہے بہت پہلی کتابوں کے۔ اموی صاحب نے جو سی آورا حنین کو حذف کر کے اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
وجود شریف میں کام شروع کر دیا۔ اس مقام پر وہ جہالت کے لطافت کا بھی ثبوت دیا ہے۔ یہی لوگوں پر ظاہر کرنا چاہا ہے کہ یہاں حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیع نکاحات میں افضل جانتے ہیں بہت غافلوں کے۔ مگر ناظرین کو جانتے ہیں کہ تمام یقین کی ٹھکانہ توڑنے پر
میسرہ کتاب اور موسیقی وغیرہ کے بعد جس کی عزت کی۔ یہی قدانی صاحب اور اس کے شاہرہ خود ہیں۔ دیکھو قدانی کا اہل شہرہ
نبرہ سلسلہ جس میں اپنی نوبت و رسالت کا بڑے زور سے دھونے کیا ہے۔ اور نیز امروہی صاحب کا خود مورخ ۷۴ نومبر ۱۹۱۷ء جو
اجدار الہم یا خیر الشریع شائع کرایا گیا ہے۔ ج

چودہ روز دست و زور سے کوکھ چرخ دارو

ہم تو کہنہ نسیب آدہ درین الجسد والروح کے قاتل ہیں۔ لہذا یہ مسئلہ ہم کو کتنا فضول ہے۔ آپ یہ دھنیا پئے مغنیہ
سکھیں جو روح انسانی کو کم و بیش کیزا کرتا ہے۔ دیکھو قدانی صاحب کا بیان جو انھوں نے ۵۲ جلد صاحب میں بتا دیا ۷۷۔ ہرگز شہرہ
پیش کیا ہے کہ روح کا گھر سے آسمان یا قضا سے ازل ہو نہ نہ خدا کا شائبہ اور نہ خیال کی طرح مجمع غم نہ کہ ہے بلکہ یہ خیال
کو قوت و قدرت حاصل کرتا ہے۔ ہم روز شاہد کو کہتے ہیں کہ گندے دھول میں ہرگز پاکیزہ سے چمکتے ہیں۔ سو ہی استیج ہے کہ گندے ایک
طیف ثوب ہے اس جرم کے اندر ہی سے پیدا ہوا جانتے ہیں ہم میں بدوش یا ہے اور جس کا غیر ہوتا ہے اس طیف میں موجود ہوتا ہے یہ
آگ پھر کے اندر جوتی ہے۔ یہی ہے ہم کو کچھ ہوتا ہے۔ یاد ابھرے آتا ہے اور لفظ کے مادہ سے تیز تر پاتا ہے۔ اور اسی سے اس کا شائبہ
ہو تا ہی ثابت ہو گیا ہے

قدانی صاحب کا یہ قول میں پر جاہلوں نے تقریباً کسی نو کتب کے آوانے بلند کیے بال کتاب اور سنت کے بغاوت ہے۔ قال
اللہ تعالیٰ (قل التورۃ من عند ربی) و قالوا لا امر عبدہ عن العبودۃ الخاریجۃ عن العبد والعباد والحق والحق والحق
والحق و هو ما یدخل تحت المساحة والغدیر ولا تنفاه للکسۃ من رسالۃ الروح الغنائی و قال اللہ تعالیٰ (و انما
عزضنا الانامۃ علی الشیوۃ والادۃ) و البغیال فایکون ان تجعلہن لا استغنی عنہا و حسنتھا الانسان انہ کان
خلوقا متبذرا لا فای (اعمالہ ۷۷) اور اب انسانی عقل سے اس آیت کریمہ کے قبل از ہر دھنری بابا بات اٹھا کے اہل حق ثواب
مذاب قرار دیتے گئے۔ مگر قدانی صاحب کے نزدیک جو کہ روح اللہ زوی ہم کے لفظ کے گندے کیڑوں کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ لہذا یہی
طرح اس آیت شریف کا مضائقہ نہیں ہو سکتا۔

وقال اللہ تعالیٰ (و انما اتخذ ربک من ربی اذ مر من) طہ یوہو و یوہو و یوہو۔ (اعمالہ ۷۷) آیت (۷۷) و قال صلی اللہ
علیہ وسلم لما خلق اللہ آدم وصح ظہرہ فسقط عن ظہرہ کل نسمۃ ہو خالقہا من ذریعۃ انی یوم القیامۃ ان
یعنی میثاق کے روز اللہ تعالیٰ کی اپنی قدرت کا طے کرے تو سے عالم ہر کی وہ تمام زمین اور نہشت نوبہ حضرت آدم علیہ السلام کی
نہشت سے ذرات کی صورت میں نکل آئیں۔ و قال صلی اللہ علیہ وسلم الا ولاح جود و جودہ فاما لغار منها الشیخ
دعائتاک و منها الختلف الغنی اور اب حق تعالیٰ کے جوع جمہ اور الازلی مختلف ہیں۔ اور دنیا میں ان کا ہر کام پیر اور فرار
ان کی ابتداء ہی غفلت اور اہل غفلت کی رو سے ہے۔ ج

اور صلی کریم اللہ وجہ اور سہ بن عبد اللہ تہری اور سلطان المشائخ حضرت خواجہ غلام الدین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ

اولاد سے علیٰ غرہ اجماع سے تو ایک زاد ولد کو کام نہ رہا ہے۔ کیا قبل بٹھری۔

چشم تو زیر ابرو باشند دندان تو جمد در دوا باشند

اقول۔ چونکہ امروہی صاحب صفر ۱۶۹۷ ہجری کے ہیں کہ دیکھو کہ حذف غروف وغیرہ کا موجب اصول علم ہجرت کے محکم پر ولادت کرنا ہے۔ ہستی برصغیر الحجابات، تو بموجب اس تقریر آپ کے سوال و اولاد ان کے بر تقدیر تحقق (فی الحقیۃ اللہ نیام) کے (لیحد منھن) ساتھ مام شہریں کے یعنی دنیا میں ہی اور قیامت میں بھی، اور بیسے دنیا میں ان کے سوال و اولاد دیکھنے والوں کو محسوس نہیں گئے۔ ایسا ہی قیامت میں۔ اب امروہی صاحب کے ہجرت کے دوست آیت کا یہی یہ مکرر ان کے سوال و اولاد جو حرکت حنفی اپنی کے دنیا اور قیامت میں تھو کہ موجب میں نہ لیں۔ گو کہ سوال و اولاد خوب و عمدہ دنیا و قیامت میں ان کے نصیب کیے ہیں، مگر جوہر جاکت و فداست کے مشاغلوں کے ہاتھ ان کے لیے موجب مذاب کا شہریں گئے۔ ایشیا انٹارکٹون جب کفار کو دنیا اور قیامت میں یہ سبب نصیب ہوئی جو موجب ثواب ہے مشاغلوں کے لیے۔ تو ایک ملکہ ہر کی تکلیف میں جو بن الرحمن کا عدم کھینچا جائے۔ ان کا کیا نقصان ہوگا۔ دونوں جہانوں کی خوشی و بموجب علم معانی امروہی صاحب کے نگارے گئے پھر مشاغلوں کے ہاتھ میں باقی کیا دہائی سکنست و عورت و شگی سبب لذت اذ آیت حق جنینہ ۵۰ (جہ ۷۰)

قولہ۔ پھر کہتے ہیں (دوا) عزت کا مذاب سو دن نہیں سکتا۔

اقول۔ کیوں صاحب جب آپ کے علم ہجرت کے نگارے دونوں جہانوں کی نعمتیں عزت کر دیں تو پھر عزت کا مذاب کیا۔

قولہ۔ پھر کہتے ہیں کہ کمال ان کا یہ ہے کہ وہ تو بصدق ہیں و توفیق انفسہم و توفیقہم و توفیقہم (نوبہ ۵۵۰) کے

اقول۔ ایشیا انٹارکٹون ہجرت کے جہانبات کو تو دیکھا ہے، اب علم نوکے قوانین کو سنئے، بذات الخیر صلا علیہما السلام کے کمال اور عامل حال کا نہ ایک جوتا ہے، بشا وایت و نیت اذ انکنا، یعنی نہ کہ میں نے ساری کی حالت میں دیکھا، تو آپ تکلم کے دیکھنے والے ذہن کے سوار ہونے کا ایک ہی وقت ہوگا، امروہی صاحب کا گویا میں یہ حکم و سبب کہ مذاب تو ان کو دنیا میں ہوگا، اور زہری ان کے نفسوں کا جو حال ہے یہ قیامت کے دن ہوگا، سبب ان اللہ بانی کو معانی و حدیث و قرآن وانی اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر نگارہ موجود تک ذہنیت کا دور ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو آپ امر کا اعلیٰ مقصود تھا کہ احوال و اولاد چند روزہ کا تھو کہ خوش نہ گئے۔ کیونکہ مذاب ان کے لیے ابدی اور غیر محدود ہے، امروہی صاحب کی تفسیر کے مطابق سنئے یہ تو کہ سوال و اولاد دہائیوں کے تھو کہ خوش نہ لیں کہ صرف دنیا ہی میں ان کی جاکت ہے، پھر ہمیشہ باقی رہیں گئے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کو بجاتے تسبیح و تحمید ان کے کمالی شہادتیں، ہنوز ان کو معلوم ہو کہ فی الحقیۃ اللہ دنیا متعلق احوال و اولاد سے ہے، اور یہ غرضیں ملکہ یہ قید ہر روزہ میل کے سبب قابل کے لیے یعنی اسے سبب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ان کے سوال و اولاد خوش نہ لیں، کیونکہ یہ تو چند روزہ ہیں، داعی معاملہ ان کا تو مذاب سے پڑے گا، فکان کدحوی الشبی بہینہ و بدھان پس بجاتے شہرہ مذکور یہ سبب ہے۔

چشم تو کہ زیر ابرو سے تست زدہ کردہ کسان باہو سے تست

یوں کیے۔

چشم تو زیر ابرو باشند زہ کردہ کسان بعاشقا مانند

دندان تو جمد در دوا باشند در حشہ معسل لولوا مانند

ان مضمون بالا اور لحاظ قاعدہ مذکورہ ہجرت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

یہ قرآن مجید میں بھی اگر (بسم اللہ) کو لکھو غلط ثابت نہ کرے۔ تاہم متعلق زمانہ اب اس سے میرا کہ امر وہی صاحب نے صفحہ ۱۶۷ کے اخیر پر لکھا ہے تو چاہئے کہ لکھنے کے لیے غلاب شدید و نیا و قریب متوفیوں میں جو ۱۵۸۱ھ کو ہجیر سے کفار و نیا میں جس جہاد شہادت میں ہیں تو صاحب تفسیر امر وہی صاحب کے آیت میں کذب لازم آئے گا۔ و العید بائد اور ہا مناسو میں عمر و نسیان سے نسیان آیات اللہ کا قریب تمام ہے۔ خدا پرورد مانعہ و الاھدی۔

قولہ صفحہ ۱۶۵ میں بخدا پرورد عز و جل کہ کہتے ہیں جس کا کمال یہ ہے۔ **قولہ** لعل انزل علی غیبنا و انکتابہ لعل یعقل لہ و جونا و قتیما و کعبہ آیت میں ہمت و ید و تفریق نہیں کیوں کہ محفل کہ میں حدیث نے انزل علی غیبنا و انکتابہ کے فوراً اس کی طرف کی گئی کہ شاید منزل میں پرکام آوری گئی ہے مگر یہ نہیں کیا جو۔ لہذا ضروری ہے کہ فوراً ہی ارشاد فرمایا جاوے کہ **لعل یعقل لہ و جونا** کیونکہ جس میں وہ بیش و فراہم باقیات اس کا علی و فراہم چاہیے۔

اقول۔ آیت انزل علی غیبنا و انکتابہ کے میں میں پیدا ہوئی اور اس کا وہ فیہ میں طرح پر ہرگز کہہ نہیں لکھ جوتا۔ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کی نہیں دیکھی جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں جو حج و اخلاق میں رکھا کہیں کو جو اور کہیں کو جو اس میں وہ فیہ کو لکھ کر مل ہے اس وہم کے وضع کرنے میں پھر خود فرماوی کر کیا انزل علی غیبنا و انکتابہ سے وہم نہ ہو پیدا ہو سکتا ہے۔ اور میں خود پرکام الہی آوری ہا سے ان میں خدا بننے کا ہمتا کوئی تخیل کر سکتا ہے۔ ہاں ہے شک ایسے وہم کا دینی صاحب اور امر وہی صاحب کو پیدا ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے **لعل یعقل لہ و جونا** کا لفظ ہی کے سننے سے رشول بن گئے۔ اور آیات اہل بیت کے سننے سے خدا بن گئے۔ نہ صرف دعویٰ ہی کیا بلکہ نیا آسمان بھی پیدا کر دیا (دیکھو کتاب البریہ بقا وانی) قمری پھر پھر خلیل فرماویں کہ ہرگز نہیں اگر وہم نہ ہو پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کے وضع کرنے کے لیے کافی نہیں ہو سکتی جس نے غیب کا کو زمانہ و لعل یعقل لہ و جونا کو کیسے لکھا۔ بلکہ غیب کا ہی تفسیر کو اس برائی وہم کا وہ فیہ بہ نسبت و لعل یعقل لہ و جونا کے لکھ کر دیتی ہے کہیں تک ہم جہالت اور خود و مضائقہ کی توفیق میں توفیق اوقات کریں جس شخص کو اتنا ہی معلوم نہیں کہ **لعل یعقل لہ و جونا** کا لکھنا سبب محض ہونے کے انزل علی غیبنا و انکتابہ پر صلہ و وصل کا اصل ہاں امر وہی صاحب ہے جس سے پایا جاوے کہ کوئی شخص اس کا محجب (الکتاب) سے نہیں جیسا کہ قتیما کہے کہ کو گروہ مالی و اقدار ہے (الکتاب) سے وہ کیوں کہ کتاب اور سنت کے متعلق لکھنے کا ہمارا ہو سکتا ہے۔ اور خود ہر ذرہ اللہ علیہ کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ قتیما کا اصل جو ہر حال و اقدار ہونے کے الکتاب سے قابل کا ہے بہ نسبت (لعل یعقل لہ و جونا) کے اور تاخیر اس کی خواہ جہالت کی رُو سے کی گئی ہے۔ اس مقام پر شاید امر وہی صاحب نے ضعیف اور مسوی و دوف طریق پر علم بلکہ کو خود رکھا ہے یعنی آیت (لعل یعقل لہ و جونا) میں ایک سنوٹوں کی بیان کیا گیا ہے اس کے کہ آیت میں کی گئی کہ کوئی ہے نیز آیت قرآن مجید (لعل یعقل لہ و جونا) کی کے ساتھ اور امر وہی صاحب نے (لعل یعقل لہ و جونا) کو ان سے فرمایا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۶۷ سطر ۲۔

قولہ صفحہ ۱۶۷ میں (۱) ارا اقول و تلامذہ من قبل پر ہے! اعتباری اندھیر
۴۔ **قُلْنَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَلْفًا** میں بھی تفسیر ہا نہیں کیوں کہ جعفر بیسنے ظاہر و حیاں کے ہے۔ اور قوم کوئی کا سوال حیا ہی رویت سے ہی تھا۔ اور رویت قلبی تو ان کو بدیدہ حضرت کوئی کے ماہن جی جیسا کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔ بشرح

قدرت سے اپنی ذات کا دیکھنے کی طاقت
جس بات کو کہے کہ گردن گاہیں منور
اس بہ تشکیک کی چہرہ نمانی ہی تو ہے
نعمتی نہیں وہ بات خدا کی ہی تو ہے

۳۔ فقیر عباسی کی نسبت جو کچھ مذکور ہوئی ہے فقیر نے کہا ہے اس کا یہی نہیں کہ کچھ اس میں اقل سے آخر تک کچھ برابر ہے و سب خلاف واقع ہے کیونکہ اس فقیر پر مقرر ہوئی کا حق کرنا تو اس کی جہاد کو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قبائلی سے فقیر نے توفیق سے سنی رہ لیا ہے، کیا نہیں دیکھتا ہے، تو معلوم ہوا کہ جو اس کی روایت احمد بن حنبل وغیرہ فقیر ہی ہے، عباسی کی روایت اس کے مخالف ہے، اور عباسی کی روایت ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے نہ ان اہانت میں۔

قول ۱۷۔ صفحہ ۱۷۷ اور ۱۷۸ کا جملہ۔ امام بخاری نے اہل بیت متوفیہ کے معیت تک فقیر فلسطانیہ فیتی کے ذیل میں لکھی ہے۔ اور اسی مقام میں حدیث اقول کہما قال لعبد الصلح کی آیت ہے جس سے امام بخاری کو یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ فلسطانیہ فیتی میں بھی سنی موت کا اثر ہے، اور صرح ابن مریم کی وفات بھی اس حضرت علی علیہ السلام کی وفات کی طرح ہے، امام بخاری اور ابن عباس دونوں کا مذہب وفات کی طرح ہے کہ سب ائمہ ملت کا یہی اعتقاد تھا کیونکہ قرآن میں اس قبائلی متوفیہ معیت سے کسی صحابی کا انکار منقول نہیں، اور مذہب مذکور ہی ہے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ جس میں سب انبیاء کی طرح سر یکا ہے۔

احوال۔ امام بخاری کی اولیٰ قبائلی تہذیب کے نزدیک جو کچھ حدیث نزول میں مذکور ہے وہی کما مر، نیز امام بخاری کی تشریحات وفات بعد از نزول جو مستلزم ہے حیات قبل النزول کو، اور ایسی ہی ابن عباس کی روایت تعلق بل دفعہ اللہ علیہ اور وہ ان میں اہل علم کتاب الاکابر میں یہ احوال اور مدت کثرت و فصاحت یح بعد از نزول ائمہ اہل بیت کی کتب میں منقول ہیں، دیکھو ابن کثیر و درخشور اور ابو نعیم حنفی و ہذا وفات مسیح کو ان کا مذہب غیر انما بل جہاد و جہاد ہے، تاہن بیات ابی جرح کے نزدیک حدیث نزول اور آیات توفیق کے تابع تہذیب کے وہی حقیق ہیں، ایک متوفیہ اور توفیق ہی کہنے یعنی ورفی کے لفظ اور دوسرے موت کے جرح اس قدر پستوفیہ و دافعت الیٰ کہ تقدیم دیمبر کی فرج سے غرض ابانے کا جو کہ اہانت تھار قرآنیم حیات ہے، اور آپ نے بھی فرمودہ جو کہ مان لی ہے، کما مر۔ اور آیت فلسطانیہ فیتی کو حکایت وفات بعد از نزول سے غرض ہے، اور یہی مسلک ہے امام بخاری کا، دیکھو اسی مقام پر جس میں متوفیہ یعنی معیت کے لفظ ہے (وذا قال) میں کمال کو کہنے یعنی قول کے لفظ، اور کما مر کہ کما مرہ جس سے امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ یہ سوال و جواب مشترک کے مان ہوگا، کیا بدل علیہ قولہ تھا لے رھت انما مریض الفیاضین وصل فیہم اور فلسطانیہ فیتی حکایت ہے وفات بعد از نزول سے اور حدیث راہول کما قال لعبد الصلح) میں بھی حال کہنے یعنی قول کے ہے، جو اس حدیث لانے سے بھی امام بخاری کا مطلب اپنے مذہب کا اثبات ہے کیونکہ اس حدیث میں درج ہونے کے واقعہ کا ذکر ہے، لہذا حدیث فی دلیل ہے اس پر کہ آیت میں قال یعنی بقول کے ہے، اور اس مسلک کی بنا پر مسیح ابن مریم کی شہادت حضرت علی علیہ السلام کے اثر موت سے متاثر نہیں، ہاں بنا پر مسلک یعنی قبض و غیر قبض خصوصیت لازمہ کے اثر توفیق میں مختلف نہیں گئے، اور یہ عمل استبعاد نہیں، دیکھو آیت اللہ یکتوی لا تلتصق جنت موتہا و لا تفرق لکرماتہا و انما یحییٰ منہا من غلوہا مائتہ اور انہوں نے تائید مختلف ہیں اثر توفیق میں یہاں پر مردی صاحب کاسم کے طور پر کہنا، کہ انہوں نے مختلف نہیں کمال میں علیہ الصلوٰۃ والسلام ابن مریم خدا کا کھوتا تھا، اور کما مر اس حضرت علی علیہ السلام و کما مر سر جہاد اور حیات ہے، کیا جس شخص کی غم و راز ہو وہ خدا میں آیا ہے یا اس کا جہاد، ہرگز نہیں، اب امر ہی صاحب ہی جو کما مر ۱۷۷ سال سے نادم ہو چکے ہیں تو کیا خدا کے کہنے بن گئے، ہاں مجھے خوب یاد آیا کہیں کہ میں جب کبھی صریح کتب الہیہ قادیانی صاحب غافل اس موت والا میں غم سے تو مردی صاحب اس خدا کے کہنے ہوئے۔

عقبہ صدیقہ کی تشریح پہلے مذکور کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں نے کتابیں کسی استاد سے نہیں پڑھیں اور نہ اُنہی مضافین نے
 کہتے۔ لہذا آپ محدث ہیں۔ مگر پھر اسی بحث میں کہ انھوں میں ہرگز داخل نہ ہونا چاہیے۔
 صفحہ ۷۵ میں ایک اور طرح پر گویا اختیار کیا ہے جب کہا کہ بے شک اباباہم جل الدین جو بھی جیسے شخص کو چاہتا تو میں کہہ سکتے تو
 یہ راستہ کہ تاریخ بخاری کا متن وہ لکھتا ہے۔ مگر وہ بھی بذی شرف مقبول ہوگا کہ اس پر حسب آئندہ حدیث کی تصحیح ہوا تب بخاری سے دریافت کیا جاتا ہے
 کہ کیا یہ گویا نہیں، پھر صفحہ ۷۶ پر لکھتے ہیں۔ اور ایسا ہاں معتذر نہیں کیونکہ شریعت اسلام میں عیب کا توڑ ڈانا یا خیر کو کا قتل کرنا کچھ
 بدعت نہیں ہے۔

اقول۔ کیوں صاحب عیب کا توڑ ڈانا اور خیر کو کا قتل کرنا علی باہل اور مسترار متعاقب مادہ سے نہیں؟ کیا آپ نے مضافین
 کا ہرگز تجویز ہی کیے ہو یا نہیں لکھا؟
قولہ۔ صفحہ ۷۷ سے ۸۰ تک کی تردید کی جو جس کے مراد ہونے کے حاجت نہیں۔

صفحہ ۸۰ کا قائل۔ غیر مکرر ضبط قوی کا قیاس کہ خلق اللہ ذیل قیاس مع الادلہ ہے کیونکہ ضبط خلق کے معنی میں نہ من
 ترواں داخل ہے اور نہ من ماعہ مہینہ بلات کا وارہ تو فی اللہ ذیل کے اس میں حسب اقرار سنت کے بھی روح کا قبض ہے
 نہ صلی قبض۔

اقول۔ قیاس مع الادلہ میں کیونکہ قیاس کے معنی مطلق قرار دینا اور قبض کرنا ہے جس کے افراد میں سے موت اور فیض اور
 قبض کے تغیر اور روح ہے۔ دیکھو شمس الہدایہ ص ۵۲۔ لہذا یہ قیود قوی کے مضموم سے خارج ہیں۔ کیونکہ معنی مصدری کے استداد
 حصیہ ہوتے ہیں جن کی بہت سے قیود باہتلاف خارج ہیں۔ لہذا محاورہ تو فی اللہ ذیل کا اس واسطے پر بنی تو فی اللہ جنسی کو بدلیل
 خصوص بنی بل دفعہ اللہ الیہ کے قیاس میں کیا جاسکتا اور آپ نے؟ کچھ بل دفعہ اللہ الیہ میں لکھا ہے اس کا تار و پود
 بخاری کے سامنے اٹھا کر رکھا گیا ہے۔

قولہ۔ صفحہ ۱۸۲ اور صفحہ ۱۸۳ کا مضمون گمراہ ہے۔ صفحہ ۸۲ کے اخیر تک کا ماحول۔ لہذا استدلال صرف اثر
 ان قیاس سے ہی نہیں بلکہ کلام اللہ کی آیات سے۔ نیز بخاری کی حدیث اقول کما قال العبد الصالح۔ خبر۔ اثر ابن عباس متوفیق
 معین۔ خبر۔ تمام محاورات۔ خبر۔ قائم کتب لغات عرب عربا۔ خبر۔ حدیث کا مہدی الاصفی ابن حویری۔ خبر۔ ابن حزم کا
 قول چنانچہ ماحول میں لکھا ہے۔ وسمعت ابن حزم یقول ان اللہ ذیل وقل ہوتہ اور اہم تاک کا قول جمع اہل بیت ہے
 خبر۔ اولہ صلیہ۔ خبر۔ فیہ وافر اور غیر۔ وقوع جہانات و استعارات احادیث پیشین گوئی ہیں۔

اقول۔ لہذا قرآن مجید کی آیات میں جس قدر آپ کے جہات ہو وہ جہات آپ کی جہات کا ثبوت دیا ہے وہ بیگ پر
 بخاری ظاہر ہو رہا ہے۔ قیاس کیات کا ماحول یہ ہے کہ ہر ایک متعلق موت کے پیر کو نوش کھانے والا ہے اپنے اپنے وقت میں۔ دنیائیں ہمیشہ
 رہنا کسی کے لیے نہیں۔ رسالت اور موت باہم متعلق نہیں ہمز کو مضعیف الحوئے ہوا ہے۔ وافر و غیر۔ اعراض کسی آیت سے یہ ثابت
 نہیں ہو سکتا کوئی شخص قبل از متیقا۔ مگر انہی کے مرکتا ہے۔

۲۔ صحیح بخاری کی حدیث بھی صاف ظاہر شہادت دے رہی ہے کہ اقول کما قال العبد الصالح کا سوال و جواب قیامت کے
 دن ہوگا جس سے ابابا بخاری نے استدلال پر لکھا کہ آیت میں بھی قال یعنی یہ قول کے ہے۔ لہذا کما مقرر۔

۳۔ اثر ابن عباس متوفیق معین کے متعلق تفصیل بحث اور پر گزری ہے۔

۴۔ تمام احادیث سے متعلق تو فی اللہ حبیبی کا یہ نمونہ دلیل مخصوص میری ہے۔ اگر تظاہر رکھ کر تو مخصوص کا کیا معنی ہے۔ چنانچہ
 خلق اللہ آدمی ایک ہے۔ لہذا کہ ہر مخلوق خلق اللہ نیکہ اور عیسا بن ماری وغیرہ الخیال غلط ہے۔

۵۔ تمام کتب ثقات میں توفیق کے معنی قبضہ وغیرہ سے معنی لکھے ہیں۔ دیکھو مسان العرب وغیرہ۔ ہاں توفیق اللہ نیکہ
 کا معنی ضمن اللہ صرح نیکہ کا معنی معنی ہے۔ یہاں کہ پہلے لکھا ہے۔ نیز لڑاؤ سے موت کا ہم کو ٹھہر نہیں۔ کیوں کہ
 متوفیق میں وفات کا متعلق نہیں۔ اور فطرت اللہ فی خلق وفات فیما بعد النزل سے ہے۔

۶۔ ابن ماجہ کی حدیث کا کلام اس طرح ہے۔ ولا یهدی لایہدیی جس سے جہان ما قبل مسمیٰ لایہدی۔ دیکھو ما قبل اس کا
 ولین تقوہ المسامحة الاصلی شرار ان اسباب احادیث ہمہی ظاہری میں اور اس میں تعلیم بھی آگئی۔

۷۔ ابن حزم اقدام مالک کا قول موجب میں من کو اجماعی عقیدہ سے خارج نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ اگرچہ نظر ظاہر آیات توفیق و فایہ
 یسیح کے قائل ہیں مگر یہاں آیت بنی ذقنہ اللہ اذینہ اور فان کل الکتب والذین یؤمنون بہ قبل موتہم
 اور احادیث نزول کی یہ عزہ از لایہدی صریح کے قائل ہیں۔ کیونکہ وہ خود بتائیں احادیث نزول کے قائل ہیں۔ البتہ اس کے کہ
 یسیح کو من از لایہدی مانا جاسے کوئی چارہ نہیں۔ ہاں وہ خود بتائیں احادیث نزول یا تحریف ان کے یا عدم فہم معنی
 آیت بنی ذقنہ اللہ اذینہ وان من کل الکتب الا کتب اللہ وقرآن اول کے بے شک حقیقہ اجماع کے یہ بظن ہر
 کہتے ہیں۔ لہذا جب تک مخالفت چارہ ان دونوں ہرگزوں کی یہ نسبت احادیث نزول کا انکار اپنی طرح قول ہاں ہرگز باصرہ
 برضہ و معانی متعلق آیت بنی ذقنہ اللہ اذینہ کے ثابت دکر سے تب تک اقبال مذکورہ سے شک نہیں ہو سکتا کہ
 جاسے یاں وہ دلیل موجود ہیں جو ان کو اجماعی احادیث سے خارج نہیں بننے دیتے۔ دیکھو وہی کتاب کو اول سے یہ معنی پر
 اجماع کا ثبوت دیا گیا ہے۔

۸۔ کوئی دلیل عقلی یا شرعی علی السہل و نزول بھی من السہل پر قائم نہیں۔ چنانچہ اگر اذی شرعی من میں پہلے لکھا ہے کہ کوئی
 دلیل عقلی و شرعی نزول من السہل کے استناد پر نہیں۔ چنانچہ ان میں کی اصل جہالت ہے کہ اس کو معاملات عقیدہ سے خیال کرتے
 ہیں کہ اس آیت من السہل من الکتب الا کتب اللہ وقرآن اول کے عدم وفات علی الاستیلاء کو امر وی صاحب نے بھی مجبور
 ہو کر ہی کتاب میں تسلیم کر لیا ہے۔ صرف ہر زبانی اس جہالت میں ایک رو گئے ہیں۔

۹۔ انما یل و غیرہ میں سے جو خود غرضی کے کچھ زیادہ کہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ بلکہ سب تفکرات میں آدمی تیرا آدمی تیرا ہی بات ہے۔

۱۰۔ اس حضرت علی رضی اللہ عنہ و آئمہ و تمام سب احادیث نزول میں اہل بیت کے نزول سے اطلاع فرماتے سب میں کما تر فریضہ
 و کما تر فریضہ ان الکتب الا کتب اللہ وقرآن اول کے ساتھ اعلیٰ الصالح اور ان میں خاص متوفیق سے
 معینت اور آیت بنی ذقنہ اللہ اذینہ اور من الکتب الا کتب اللہ وقرآن اول کے ساتھ من الکتب الا کتب اللہ وقرآن اول
 (مشافہ ۷، آیت ۷، سب وہ قائل ہیں کہ تعداد نزول ۱۰) سے بھی زیادہ ہے اجماعی عقیدہ کی مثبت میں۔

قولہ ۱۸۹ ص ۸۹ سے ص ۸۹ ایک دوسری مضامین میں جن کی تردید ہو چکی ہے۔ ہاں ص ۸۹ پر لکھے ہیں۔ آپ فرماتے کہ
 ان میں میں حضرت پیسے داخل ہیں یا نہیں میں نے کہا کہ وہ کہ صحابہ اہل سان نے اس پر صرح نہیں کیا۔ اور ان میں اول مدعا ہمارا
 ثابت ہے۔ پھر اس بحث کے ان میں میں لکھتے ہیں کہ وہ کہ میں و کل شہرستانی کہ موجد العقولانی قولہ۔

اقول۔ رطل من رو و ما یحکم الا کتب اللہ وقرآن اول کے ساتھ من الکتب الا کتب اللہ وقرآن اول آیت ۱۳۳ میں ہے۔ اس

معیتک لکھا ہے اس کو قیودی وقت بعد الذوال من السمار سے بھی تو قید کر دیا ہے پس وہ معیتک جو قید ہو جائی تو وہ قول صاحب کثافت کے نزدیک مخرج ہے وہ وہ معیتک جو قید ہو بعد جفت انفک کاقتلا باید نہ ہو کے کیونکہ یہ قول تو اہل نہیں لکھا گیا ہے۔

اقول سنن کو تائوس وغیرہ کتابت کثافت سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل کثافت نے قوی کے لیے خود معانی پکھے ہیں جن میں سے کثافت ہی ہے اور اس میں غرضی اور پورا پورا اور بھی کثافت کا قید وغیرہ سب معانی جو ہر جہاں ہم ایک دوسرے کے معنی و معارف ہوتے صاحب کثافت اور قاضی بینادی اور صاحب جمع اجمار وغیرہ نے ظاہر متوفیک کو جب دیکھا کہ بر تقدیر اداہ سے موت کے معنی بل دفعہ اللہ علیہ اور عادیث متواترہ اور اجماع سے قیامت سے تو انہوں نے حصول تعلیق کے لیے اس مسلک کو لیا کہ یہاں ہی متوفیک یعنی معیتک کے معنی تاکہ حصول تعلیق کے لیے قیود وغیرہ تیار وہ کی طرف اختیار کرنے سے یعنی (فی ذلک) (بعد الذوال من السمار) بلکہ متوفیک سے مراد ایک اور معنی ہے جس کو اہل کثافت نے بن کر معانی قوی کے تحت کی طرح شمار کیا ہے وہ ہے معنی لاجل یعنی قریٰ عمر کو جو بھی باقی ہے فوراً کئے والا جن کثافت کی عبارت یہ ہے متوفیات اہی مستوفی اجلک ومعناہ الی عاصمک من ان یفکک اکثر و مؤشک الی اجل کتبہ کثافت ومعیتک حقت انفک کاقتلا باید نہ ہو صاحب کثافت (ومعناہ الی عاصمک من ان یفکک الکفار) سے یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ معیتک اجلک کا یہ ہے صرحہ عنی اقل سے اور عبارت دوم مؤشک الی اجل الا سے مقصود بیان لکھ ہے مابین استیفاء اجل اور صرحہ عنی اقل کے معنی استیفاء اجل کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ کو ثلث دینے والا اور اجل ہو تو دیکھ اور یہ تاخیر اجل اس طرح پر تھیں کہ کثافت کے بعد ہر جہاں سے قتل کرنا بلکہ جیسے جیسے قتل اپنی موت سے مارا دل لاجل سے مذکور ہیں جیسے فقرہ (ومؤشک الی اجل کتبہ اللہ) در بیان سے نکالی کے داخل ہے ایسا ہی فقرہ وہ معیتک حقت انفک کاقتلا باید نہ ہو بھی پس ثابت ہوا کہ صاحب کثافت نے متوفیک سے معنی موت کا نہیں بلکہ بلکہ معیتک اجلک قرار دیا ہے اور عبارت مذکورہ میں معیتک وہ نہیں جو بن کر معانی موتی سے شمار کیا گیا ہے کیونکہ بطلان بعد معیتک ہے عاصمک کے اوپر ہی (معناہ) پر عمل ہوا گویا صورت ترکیب کی ریونی و معناہ الی معیتک سے معنی اس متوفیک کا معیتک ہے حالانکہ معیتک اجلک اور معیتک اجلک اتحاد ایک دوسرے کے لیے مترسم قسم ہیں جن کا کل فیہین جار نہیں پس معلوم ہوا کہ یہ معیتک در ضمن بیان سے نکالی کے ذکر کیا گیا ہے یعنی معیتک قیود متوفیات حقت انفک کاقتلا باید نہ ہو من حیث انہ معتقد ہو گئے (معناہ) کے اوپر اور ظاہر ہے کہ معیتک قید متوفیات کا معنی نہیں ہے تجربہ رکھ کر یہ معیتک جو کثافت کی عبارت میں واقع ہے متوفیک کے معنی کے لیے نہیں اور یہی اذہابی صاحب پر واضح ہو کہ کثافت کی عبارت (وقیل معیتک فی وقت بعد الذوال من السمار) میں معیتک جو کثافت سے متعلق ہے متوفیات سے یعنی اس کا معنی قیود کیا گیا ہے لہذا یہاں پر کل کا لفظ عادیث متواترہ کا قید کر کے لکھا ہے اس میں پہلی کلام میں معیتک قیود ہو گئے اور پچھلے میں معیتک کو مل کر قید ہے امیرین کو مرزا صاحب نے بھی یاد دلاؤ اس قیود کے کثافت کے مطلب کو پہلی خبر اور طلبا کے اذہاب کے لیے لکھا ہوا ہے قاضی بینادی کثافت سے لے کر متوفیک کے تحت لکھے ہیں اے مستوفی اجلک ومعشک الی اجلک المعنی عاصمک الی عاصمک من ان یفکک من قتلہ او قتلک من الارض می توفیت علی الا اس کے مشابہ پر کتاب لکھا ہے لہذا ان ظاہر علقہ اللشہور

من انفک بہ لکنہ یزوم استیفاء اجلک وموت حقت انفک فالک انتہی موضع المجاہدۃ ینکالہ قرآن مستادانی و

آنحضرت کو ایمان بالیسح صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا کر آپ سے فرمایا اے ایمان والا کہ اس کے ساتھ عند موت الیکابی نہیں۔ کیوں کہ یہ ایمان بالیسح تو زوالِ آیت سے پہلے ہی ہو کر تائی کا عند الموت پہلا ہے۔ لہذا متحقق ہو کر آیت میں یہ نہیں گئی ہے کہ ہر ایک کاتبی زبان، آنحضرت میں عند زوالِ یسح لائے گا۔ اور عند زوالِ یسح سے یہ مراد نہیں کہ فوادیس کے آنے کے ہوتے سب اہل کتب مسلمان ہو جائیں گے۔ بلکہ یہی کہ موت مل کر پھر تقدیر سے ان کے چاک کبے جانے کے بعد کما جود مل احوال اہل ابوابی، اقوام جود و سب ایمان آئیں گے۔ کما کل حلیہ التلامذہ و سکون الظل کا حاصل و وعدہ اور یہ خاص نہیں آیت و نہ جہنم لکن جن التبعون کے فوادیس نے کتب و اہل کتب کو مرافقہ کیا ہے کیے کہ ان تمام ایمانی و اہل دینی کیونکہ سورۃ مذکورہ میں فوقت کا لفظ اسلئے استعمال میں ہے کہ ان کا ہونا چنانچہ نسبت عرب شریف کے ہونا جو آپ کے عرب ہیں کوئی فکر نہیں رہا جس میں اسلام داخل نہ ہو جو یعنی ہر ایک عربی مسلمان ہو گیا۔ اور اس کی یہی ضرورت ہوئی کہ ان کے چاک مل کر پھر تقدیر میں ان کی ہر ایک سے بعد قضا اہل عرب سے ہر ایک مسلمانی مشرف باسلام ہوا۔ ایسے تعارضات صرف خوش فہمی پر مبنی ہیں۔ و در اہل اسان کے نزدیک حدیث مذکور اور آیت مذکورہ کے مابین کوئی تعارض نہیں۔ اگر یہ تو مسلم کی نسبت ثابت کیا جاسکے کہ وہ قضا میں سے قائل ہوتے ہیں۔ اور حدیث مذکورہ جو ہر قسم اہل کے معرکہ اتفاقاً و غیر اتفاقاً و در صورت غلط افتاد ہیں جب تا حدہ مسلم آپ کے جو اصول عشر میں ذکر کیا گیا ہے اہل اسان اور فقہائے امت کی روایت و درایت بمثل کئی جا پہنچے، مانند دفع ما توہمہ الاھم و فی الصلحۃ العبدیۃ السابۃ و اللزۃ لافترض علی منکرمین ان کے مخالف نا وہیں۔ قائل کی غرض کچھ فوری ہو رہی ہے۔ اور یہ خدشہ کہ اوسو یا مانے جاسکے۔ فقہ اب اس سے آگے کہ ایسے روایات پر جو صریحاً ثابت ہیں عرب میں قائل نہ ہوتے تو اسی سے چند عقائد میں یہ کہہ کر دوسروں کو جاہل اود کہ عارف و خال کہتے ہیں چنانچہ بڑا بڑا دینی جیسے دلی حدیث کے بعد ص ۲۷ میں ہماری نسبت شرعی کہتے ہیں۔

گوشت خربزه و کش و گیل گوشت حسه کبک سخن را و دنیاید گوشت حسه

[illegible]

ان کے معنی ہر عبادی سب سے زیادہ ترجیح ہو گا۔ چونکہ غیر مؤمنین ہی نہ رہیں گے تو ان کا اختلاف کیا ہو گا۔

اس عام پر امری صاحب نے ہندی دھرم پر شوبہ کیلئے کہ جب فائدہ غیر مؤمنوں کے قرآن مجید میں جس جگہ یہاں اشتہار الہ کے ساتھ آیا تو وہ آیت مؤمنوں کے نزدیک زمانہ ربیع ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایشا نازون اخصاف فرمادیں کہ کس قدر حماقت ہے۔ و تفریح و امری صاحب کی خوش فہمی پر مبنی ہے کیونکہ (من وجودہ) کو آپ نے حضور کو رکھا ہے نہیں مرعوم میں جس کے زمانہ کی سچ کے زمانہ کی طرح کوئی غیر مرعوم الیٰ نہ رہا ہو۔ صاحب من وجودہ کی شان کو انہی زمانہ مرعوم کو جس کے زمانہ میں غیر مرعوموں کا اندفع الابداد بقولہ تعالیٰ وَكَفَّضْنَا لَكَ الْإِنْسَانَ لَقَدْ خَلَقْنَاهُ أَكْثَرًا مِنْ أَلْفَيْنِ اِنْ شَاءَ اللَّهُ (سورہ ص ۳۱) و بقولہ تعالیٰ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ أَمْشٍ وَ عَالَتِي ۝ (۲۰۵)

اور پھر ہم پر یہ اہم لگا گیا ہے کہ تو کائنات میں الہیات کے نزدیک مسئلے سے عرب اشتہار کے لانے سے کل مسئلے ہو جاتا ہے۔ جو الہام پر کہتے ہیں کہ یہ آپ کی اسی خوش فہمی پر مبنی ہے جو الہی بیان پر مبنی ہے۔ خلاصہ دعا و دعا و دعا بقولہ تعالیٰ سَتَقَوُّنَكَ وَ كَلَّا لَنُنْفِخَنَّ بِالْأَسْوَاقِ أَفْئِدَةً تُوَدِّعُنَا رُحُودَ الْوَادِعِ ۝ (۲۰۶)

اور پھر الہام من وجودہ کو بر تقدیر اشتہار منتفع کے جہات کا کہ سے شہر کا اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ رب انقطاع میں بھی من وجودہ سے انسان مراد ہیں نہ تو کہ (کیونکہ ہندی (الہام من وجودہ) اَلَا مَا سَاءَ مَا يَحْكُمُهُمْ فَهُمْ فِي عَمَلِهِمْ كَلِمَتًا مِثْلَ مَا هُوَ مِنْ أَصُولٍ ۝ دین الحق والعمدہ فیہ انتفی موضع الحاجة۔ اس پر شہاب حاشیہ ہندی میں لکھا ہے (فَالَا مَسْنَاءَ مِنْتَقِصَ) ایشا نازون فرمادیں ہم تک تک ان کو پڑھاویں۔ ہندی صاحب کو لازم تھا کہ پچھلے کسی عالم سے شہر الہیات کو پڑھ کر اس کچھ میں قدم رکھا، تاہن اس کو رسوا ہونا پڑا۔

قولہ۔ صفحہ ۲۲۲ سے ۲۲۳ تک کا جہل :- ان صفات میں اس وہر یقین کو رد کرنا چاہا ہے جو شہر الہیات میں مولیٰ علیہ ابن مریم کے متعلق لکھی گئی ہیں یہی شرح رنگ سے مراد کہ درجہ کا شرح ہے جسے گندی رنگ بھی کہہ سکیں اور جو گندے دالے ہل سے مراد کہ گندے دالے جن کو بہ نسبت اہل بیت کے بعد ہل کہہ سکیں۔ لکھتے ہیں کہ اس تاویل کو نو حدیث تنقیح علیہ رد کر رہی ہے۔ عبد اللہ بن عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی اللیلۃ عند الکعبۃ فرأیت رجلاً ورجلاً ازہر کاحسن حالانہ راہ من آہ والوجال۔ الحدیث جس کے معنی ہیں نہایت عمدہ گندی رنگ آدمی۔ ظاہر ہے کہ شرح رنگ دالے کو عمدہ رنگ گندی نہیں کہا جاسکتا۔

اقول۔ (عمدہ گندی رنگ) جسے کمال گندم کوئی نہ آپ کی خوش فہمی ہے۔ حدیث کے ٹکڑے (کاحسن حالانہ راہ من آہ والوجال) کا یہ مسئلہ نہیں۔ بلکہ اس کا معنی ہے گندم گول مروں میں سے زیادہ خوشبودار۔ آپ نے زیادت کو جس افضل نفیس سے منوم ہوتی ہے گندم کوئی کے ساتھ لگا دیا۔

قولہ۔ پھر فرماتے ہیں کہ سب سے بڑے تفسیر ہے جس کی لہذا ایک کا اطلاق دوسرے پر جائز نہیں۔

اقول۔ جس کی شک ہے۔ اس کا اطلاق مراتب مختلفہ پر آتا ہے اور ایسا ہی سبب بھی پس ہر ایک مرتبہ کا اطلاق اپنے مقابل پر نہیں آتا۔ ہر مادی بنی اللہ ہے نہ مطلقاً۔ اب مٹایا خاصہ کو بہ نسبت اہل بیت کے نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اور بہ نسبت کمال مجبور کے یعنی آدم نور۔ ایسا ہی کہ سعادت دالے کو بہ نسبت خیر مرتبہ کی سعادت دالے کے چنانچہ حبشی و زنگہادی سبب الہام کہہ سکیں گے۔

قولہ۔ پھر لکھتے ہیں کہ دوسری روایت بھی اس تاویل کا ایک کو باطل کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ ابن حبش من التبی

صلی اللہ علیہ وسلم ولایت حنیفی و جلال و ربوب الخلق فی الحسرة والنیاض. ظاہر ہے کہ جو رنگ گدھی ایسا ہو کہ باقی ہر مرغی اور پسندی کی طرف اس کو بھی الجھلا کر نہیں کہا جاسکتا۔

افقول۔ ایسا الٹا نظریہ تو بڑی ہی تاویل کی توجیہ ہے، کیونکہ جب سرحدی اور سپیدی کی بی بی ہوتی ہیں تو اس صورت میں یہ لہذا اختلاف بہت دلائل و اعتبار کے تو ہم بھی کہا جاتا ہے اور اگر بھی، امر وی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ حدیث مندر ہمارے کتب صحیح اقدس کہہ، جو مندر ہی دور امت، خواص و اہل علم و فہم جو پہلے ہی زمانہ میں گئے تھے ہیں وہاں صاحب کو کوئی رکھتے ہیں، آپ کا تفسیر و جب وہ فرد تاویل و تاویلات چند عقائد کو دھوکے دے سکتے ہیں۔ اس مقام پر ہماری قدر جواب میں کوئی سمجھنے میں کہ کسی اہل علم نے آپ کے فرائض کو آج تک گونہ شر سے نہاد، کوئی وقت نہیں دی، ایسا اثبات و قرین شمس الہدایت اور شرح حدیث کو بالذات، کہ کہ خلاصہ فرمائیے، اپنے صفات کے بغیر مینا بین کی تو طلبہ میں وہ جہاں ادا سکتے ہیں۔

قولہ صفر ۳۳ کا حاصل فیض الہدایت میں جو کچھ ہے کہ حدیث لو کان العلم معلقاً بالثبوت لئلا یزالہ رجل من ابناء
الغسل کا مصداق سلطان فارسی ہے، اسی پر فرماتے ہیں، شرم، شرم، شرم، جیسے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت (وَاحْذَرُوا
مِنْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُفْتَنُونَ) (جمعہ ص ۳۲) جب انہی کو تمہارا پیچھا کرے گا تو لوگ ہیں، تو آپ نے سلطان فارسی کے کلمے پر
بات مبارک رکھ کر فرمایا۔ لو کان کا یہ معنی معلقاً عند الثبوت لئلا (رجل من ہذا الخ) اور سلطان فارسی جو کہ صحابی تھے انہی پر
میں ہر مسکا کو وہ کتاب غفر اللہ عنہ کے مصداق ہیں۔

اقول فیس الہدایت میں تو اس حدیث کی نسبت نہیں لگنا لگایا کہ اس کا مصداق سلمان فارسی ہیں، بلکہ لو کان الفلح معلقاً بالثقلین لانتالہ رجل من ابناء الفلاس کے متعلق حکم ہے، اور صفحہ ۷۷، ۷۸ میں عبارت ذیل (مصداق جو تا اس حدیث کا ثابت ہوتا ہے) سے مراد یہی حدیث ہے، دیکھیں کی حدیث، الغرض صحیحین والی حدیث کے فقرہ (وضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو ذریعہ تفسیر لکھ لیا ہے اس پر کوئی توجہ نہیں دلی حدیث میں مراد رجل سے سلمان فارسی ہے، دیکھو شمس الہدایت صفحہ ۷۷، تو اس حدیث میں (رجل) سے مراد یا تو واحد نبی ہے اور یا سبھی فارسی یا تفسیر اول یہ حدیث جواب (من) ہو گا تو کیا رسول اللہ صوال کا ہر جمعیت (اسخوین) اور (ہو گا) کے نہیں ہو سکتے، اگر سلمان فارسی جو جہالتاً لفظاً ایہ قول کے مصداق اس حدیث کا ذہن کے، بلکہ آپ کا ارشاد سلمان فارسی کے کف سے پڑا ہے کہ اگر انا کما فی احادیث الصحیحین یہ دلی ہے اس فقرہ کے مراد رجس سے سلمانہ رجل الی حدیث میں سلمان فارسی ہے، اور یہ تفسیر ثانی لفظہ رجل اور لفظہ رجس کا قائل ایک ہو گا، اس ضرورت میں یہ تفسیر مستحق توجہ و ملاحظہ لفظاً ایہ قول اور سوال میں ہو گا تو کیا رسول اللہ کی دونوں حدیثوں کا مصداق اہل فارس میں سے وہی ہوں گے جو شریعت سے شریعت نہیں، اس شوق کا ذکر جو شریعت میں لگیا کیجے، دیکھو شمس الہدایت کی عبارت ذیل (اور ثانیاً اگر جمیعۃ اخصیال اور ہر لاکھ کے بیش مقرر ہو، یعنی ہر رجل سے جو (للفلاس) ہیں) میں واقع ہے، اگر کہا جائے لفظہ رجل اور لفظہ رجس کا ارشاد جواب اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ قوم الفلاس کے متعلق ہے، اس سے ثابت ہو گا کہ شمس الہدایت کی عبارت کا مطلب اطلاق دلی حکم ہے جمیع شقوق و مختلفات میں ہر وہی صاحب کا شرم، شرم، شرم کو شرم شرم شرم ہے کہ اعلیٰ و خیر و الجہل شریعتیہ مسئلہ ہے، الحاصل قادیانی کسی ضرورت میں اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا، گو کہ اس نے بجا سے (لانی اور اتارنے) کے ہر کوئی کو گناہ کیا ہے۔

قولہ: مصحف ۴۳ کا جملہ، جو اسان قاری کا محبوب ہے۔ اور معرکہ فخر اسان میں جو تومر قد قاریس میں ہی ہوا، لہذا لکھ دیا

صاحب مرقندی الاصل اور فارسی الاصل ہوئے۔

۲۔ آپ کی ایک سترہیں حضرت اقدس کو بتا دی کہ وہ کذاب و مفت سے کی جی غلت رکھتا ہے۔

۳۔ ہمارے مع موخود اپنے دھوسے پر کتاب اللہ و مثبت محمد روایا اور مکاشفات صاحبین اہمیت بیان کرتا ہے۔ آسمان و زمین اس کے دھوسے کی تصدیق کر رہے ہیں۔

اقول۔ اہل عبادت شمس الہدایت کی یہ ہے (اور مرقندہ فرماں سے ہے نہ فارسی سے) دیکھو فرست اغلاط اور اس عبادت میں نفی خالص کی اوتھام ہے کہ بقا بدعنوان مندرج ازالہ اوایام کے ہے۔ اور نفی فرماں کی بنیست اس قدر تریا بخرو کے ہے شمس الہدایت کے بکھتے کے آیام میں کسی صاحب نے پیش کی تھی چنانچہ آیت (وَاللَّهُ قَدِيرٌ) کے متعلق جو مرجع (بھڑ) کا انبیا کھن جو اسے برفان بیان آیت کے حضور انصاف و حق مبیحہ المسلموہ جو قادیانی صاحب کے ایک مجلس کی حوزہ میں نے فرمائی تھی یہی ہے۔ وایا قادیانی صاحب کے تصنیفات میں کسی مقام پر آیت مذکورہ کا بیان اس طور پر نہیں دیکھا گیا تھا بسل بعض مضامین میں من طلب قادیانی صاحب میں تو بعض میں من کے احباب جنہوں نے اسی آیام میں اس کی جانب سے جہاد سے سامنے لشکر کی تھی۔

تہنیت الشیخون شمس الہدایت کا مرقامل قادیانی پر اپنی راہ میں حدیث (درج من ابناہ فارسی) کا جو یہ مرقندی اصل کھنے کے بصدائق نہ بنا کہ جو مرقندہ فارسی سے نہیں۔ دیکھو نصیحتات۔ اور نیز قادیانی صاحب علم کو زمین سے اٹھانے کی وجہ سے حدیث کا بصدائق بزرگ نہیں ہو سکتا۔

قولہ صفحہ ۳۰ کاکال۔ آیت سبحان ربی کے متعلق بکھتے میں کہہ کہتے ہیں کہ آیت ماضی خدہا میں جو اٹھارہ کلمہ اس دہ بنیست قادیانی کے متعلق ہیں، کلمہ و ماشا و نحوہ اللہ منہ۔

اقول۔ جب آپ کو ان جملہ امور نہ بد آیت کا میں میں سے آسمان پر صعود و مجیدہ العنصری میں ہے عدم امتناع منقول ہے تو اب ہم کو کچھ ضرورت نہیں رہی کہ اس پر کلام کریں۔ صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ اس آیت سے حسب اقرار آپ کے عدم امتناع صعود علی المناہج باسم العنصری کے ثابت ہوا اور آیت مسبحان الذی فی آسمونی یحییٰ و امواتہ بنی و کفہ العنصریہ سے وقوع صعود و مجیدہ العنصری ثابت ہے۔ اور الذالیم جو قادیانی نے منے اور پڑانے فلسفہ کے دوسے صعود علی المناہج باسم العنصری کو مستحکات سے لکھا ہے۔ بالکل وہی اور غصہ ہے۔ کیونکہ ہر وقت اور حرارت مواضع ہادی میں سے ہیں جو اوزار کے بجائے جن کا انشاک برہنہ است و کونہ تعالیٰ (قَدْ تَلَوْنَا لَكَ الْكُتُوبَ) بَرَزْنَا وَمَلَأْنَا لَكَ لُبًّا وَنُفُوسًا وَنَبَاتًا۔ آیت ۹۹ ثابت ہے۔ ایسا انافروں جب اللہ تعالیٰ کو کسی اپنے بند کا آسمان پر سے ہاتھ پھوڑا ہو تو کیا کڑھ کر تھوڑا نہ ہو یہی جی ہوسکتا ہے اور حرارت کے دوسے اس انسان کے لیے ٹھیک ہو سکتے ہیں ہر زمین (وَتَجْعَلُ لَكَ فِی سَبِيلِ الْمَعْلُوفِ کُلَّ شَيْءٍ ذَلَالًا) بنی و کفہ العنصریہ سے ہے قادیانی کا کڑھ پڑاں کہ وہ حرارت و دفع علی المناہج جو حرکت آسمان کے پس کو اتنی مراتب میں جلا جو کلام آتا ہے کیونکہ اس زعم کی بندہ ٹوٹا آسمان کے حرکتک ہونے و طرف پر ہے جو شرما ثابت نہیں۔ بلکہ انباء و آیات اس کے خلاف پڑاں ہیں (وَاللَّهُ تَعَالَى وَیَجْعَلُ لَکَ فِی سَبِيلِ الْمَعْلُوفِ کُلَّ شَيْءٍ ذَلَالًا) و تہنیتہ۔

لے آپ نے اپنے جی کی کل کارروائی غلت ہو کر دی۔ دیکھو آراہنہ اول صفحہ ۳۰، ۳۱ اور جملہ ایک پر اعتراض ہے کہ کیا اورچرا انسانہ بالاعتقاد اس بات کو عمل ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کڑھ نہ کر سکرے گی پہنچ سکے۔ الخ ۱۲۰ منہ

دقی لغیر جان نہ دیا۔ اور۔ ہاں کہہ کر اسے کھڑک جہنم قرآن کریم سے پایا جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا یصلح لکم ان تفسحوا عن صدورکم ذلک
 فممن ذلک الذین یسألونکم عن الذین یقتلون فی سبیل اللہ فممن ذلک الذین یسألونکم عن الذین یقتلون فی سبیل اللہ (سورہ بقرہ ۱۹۰)
 مکتوبہ ۱۶۰) دقت علیٰ تبغی علیٰ حق تعالیٰ اللہ تعالیٰ اسلام کے نزدیک قابل اعتدال نہیں۔ الغرض حراج جیسی اور فتح جیسی
 ایک اجمالی تفسیر یہ ہے جس کے خلاف درمقل اور درمقل شہادت دیئے ہیں۔ اسے کوئی تم کو کہتا ہے جیسا کہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم رسول رب العالمین افضل الاولین والآخرین سے کیا عداوت اور دشمنی ہے جو آپ کے معجزات اور احادیث و فضیلت کی کاغذ کا
 کرتے ہو۔ بلکہ قادیانی کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل مانتے ہو۔ قادیانی اگر کہے کہ پیشین گوئی ہرگز نہیں کی۔ تو ایمان لے آتے
 ہو۔ تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئیوں میں اس خبری ہادی کی طرح کیا کیا رنگ دکھاتے ہو۔ لہذا قادیانیہ جو جینوسی
 اجداد اور بھانجے اس نبی کے جو باعث کائنات اپنے کے شرع محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بجا لانے کا استحقاق رکھتا
 ہے۔ اور اس منصب خلافت کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے۔ ایک ایسا دستور رکھتے ہو جو امتدادی طرح مروجہ فتنہ و عقیدہ
 ہے بہرہ ہے۔

قولہ: صفحہ ۲۳۹، اور ۲۴۰ کا محال۔

- [illegible]

جواب یہ ہو سکتا ہے کہ وہی زمانہ کی تحریک انما ہرگز نہیں کہی کہ یسوعون آیت مذکورہ کا مدلول نہیں بلکہ اس سے خارج ہے۔ اور
براہتہ یہ قسم ہم مٹویم آیت کا ذکر اہل ہر زمانہ کا مل ہے۔ لہذا اسی بات سے سال کی قید کا خوشن اس کی طرف سے کیے مٹائی ہوگا۔
۳۔ حدیث صحیح سے حضرت عیسیٰ کی مدت کشف قبل الرضی ۳۰ سال ہے۔ دیکھو ابن کثیر صفحہ ۲۴۵ میں۔ فائدہ رُفَع وَلَهُ ثَلَاثُونَ
ثَلَاثِينَ سَنَةً فِي الصَّحِيحِ وَقَدْ وَرَدَ ذَلِكَ فِي حَدِيثِ أَهْلِ الْبَيْتِ اَلْجَنَّةِ اَلْمَعْرُوفِ صَوْرَةَ اَدَمَ وَجِلَادِ عِيسَى
ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ سَنَةً وَاَمَّا مَا حَكَاهُ ابْنُ عَسَاكُونَ يَعْضُهُمْ اَنَّهُ رَفَعَ وَلَهُ مِائَةٌ وَتِسْعُونَ سَنَةً فَذَاذَا غَوِيْب
بَعْدَ اَلْمَعْنَى۔ اور طبرانی نے ہمارا جدید اثر سے روایت ۲۲ سال کو ذکر کیا ہے۔ وَاخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ
اَبِي قَتْلَبٍ قَالَ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ اَهْلَ الْبَيْتِ عَلَى طَوْلِ اَدَمَ وَتِسْعِينَ ذِرَاعًا ابْنُ رَاحِ الْمَلِكِ
عَلِيٍّ حَسَنٌ يُوْسُفُ وَعَلِيٌّ بِلَادِ عِيسَى ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ سَنَةً۔ ۱۷۰ باب ۱۰ اَلْاَسَافُ ۱۰ صفر ۱۷۰۔ اَوْ رَوَاهُ اَبْنُ اَبِي سَعِيْدٍ اَحْمَدُ تَكْم
سُئِلَ اِسْمُ رُوَايَةِ كُوَسَا بَرَامَ كِي مَرْنُ ثَوْبٍ كِيَا بَے۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَأَى اَللّٰهُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثِينَ
سَنَةً فَكُتِبَتْ فِي رَسَالَةِ ثَلَاثِينَ شَهْرًا فَوَرَفَعَهُ اَللّٰهُ اِلَيْهِ۔ قَسْبُ نَزَارَن صفر ۵۰۴۔ وَاخْرَجَ ابْنُ سَعْدٍ وَابْنُ اَلْوَيْهَدِ
وَالْحَاكِمُ وَغَرِ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَبِّحِ قَالَ رَفَعَ عِيسَى ابْنُ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ سَنَةً۔ دُرِّ مَعْرِفَةُ اَبْنِ اَسْمٰۃ ۱۰

۳۔ شمسِ ہدایت میں صاحبِ کون کا ۳۰۹ برس تک سوانہ ذکر کیا گیا ہے جو ترجمہ ہے اہل بیت و ائمہ اطہار علیہم السلام کے کتب و تصانیف میں مذکور ہے۔
 ۴۔ دلائل و قیاسات (ص ۱۱۸) دیکھو شمسِ ہدایت میں مرقاۃ المفاتیح ص ۱۲۸ کے نسخہ کی بعض جگہوں پر لکھا گیا ہے ان کے خلاف حروفِ متحرک
 صاحب سے دریافت فرمائیں کہ کیا آیت اللہ (ع) مختلف کتب میں لکھا ہے؟ صاحب نے جواب دیا کہ ہاں لکھا ہے۔
 ۵۔ دلائل و قیاسات کے لیے ہم کہاں تک ایسے باجائز تعارضات کا وقیعہ لکھتے ہیں۔ اعراسی صاحب آپ کی ساری کتاب کا
 مابین سوانہ و گزشتہ بیان، کچھ قسمی کے اور کچھ نہیں۔

قولہ بصرفہ ۲۲۴ نور ۲۵ کا ماحصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام آتے ہوئے لکھو کہ میں جوں کی توہم و جادو سے آؤں گا اور میں سے وہ نہیں آؤں گا جو انجیل میں داخل ہیں۔ ارباب ضرور لکھ جائیں گے کہ جادو کے جادوکار جو کہتے ہیں تو یہ وہاں کی وہ شیعوں میں سے وہ نہیں آؤں گا جو انجیل میں داخل ہیں۔ ارباب ضرور لکھ جائیں گے کہ جادو کے جادوکار جو کہتے ہیں تو یہ وہاں کی وہ نہیں آؤں گا جو انجیل میں داخل ہیں۔ ارباب ضرور لکھ جائیں گے کہ جادو کے جادوکار جو کہتے ہیں تو یہ وہاں کی وہ نہیں آؤں گا جو انجیل میں داخل ہیں۔

۴۔ جس بلکہ پرنسٹن صاحب شمس الہدایت نے تعلیم کر لیا ہے کہ آسمان پر جانے کا حال ٹھکانہ حالات تو سطیہ سے ہے لہذا اس کا بلکہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ و لعمریہ اقول درود گوئی سے راجعہ نہ باشد۔

۳۔ واقعہ جلیلہ کا ذکر جب کہ اللہ تعالیٰ و مآفلوہ و ماصلوہ و ذلکین شریعہ الخویس فرمایا تو اس محبت پر ذکر کرنے کی
کہ ضرورت تھی۔

اقول ۱۔ بُرِّدُوا إِلَى الْأَذَى الْعُمُومِ مِمَّنْ هِيَ جِنَاحُهَا مِثْلُ رِجْلِ الْبَعِثَةِ بِأَنْ يَكُنْ فِيهَا عِلْمٌ بِمَوْتِهَا
وَلَيْسَ فِيهَا عِلْمٌ بِمَوْتِهَا مِمَّنْ هِيَ جِنَاحُهَا مِثْلُ رِجْلِ الْبَعِثَةِ بِأَنْ يَكُنْ فِيهَا عِلْمٌ بِمَوْتِهَا وَلَيْسَ فِيهَا عِلْمٌ بِمَوْتِهَا
يَتَوَقَّعُ مِمَّنْ هِيَ جِنَاحُهَا مِثْلُ رِجْلِ الْبَعِثَةِ بِأَنْ يَكُنْ فِيهَا عِلْمٌ بِمَوْتِهَا وَلَيْسَ فِيهَا عِلْمٌ بِمَوْتِهَا
مِمَّنْ هِيَ جِنَاحُهَا مِثْلُ رِجْلِ الْبَعِثَةِ بِأَنْ يَكُنْ فِيهَا عِلْمٌ بِمَوْتِهَا وَلَيْسَ فِيهَا عِلْمٌ بِمَوْتِهَا

۱۔ چنانچہ آیاتِ معلومہ میں۔ ۱۲۱ عدد

بَعَثْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْقَضَ لَيْلَهُمْ أَجَلَهُمْ فَأَخْلَفْنَا بَعْدَهُمْ وَجَدَ لَهُمْ فِرْعَوْنَ سَاكِنًا
لَيْسَ لَهُمْ دَارُ الْعِلْمِ أَهْلٌ يَنْصَرِفُونَ ۚ إِنَّ إِلَهُهُمْ لَعَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكُونُونَ (آیت ۱۹)

- ۳۔ افسوس ہے امروزی صاحب کے ایمان پر کہ اُس نے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیانِ وحی (فَقَالَ غِيَاظُ نَبِيهِمْ مَا غِيَاظُ نَبِيٍّ لَّمَّا تَرَاكَمْ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ اللَّهِ رَبِّهِمْ وَأَخْلَفْتَ بِكُمُ الْغَيْبُ) کے تسبیح و تحمیل کیلئے وہ بے تیر ہے اس کو قرآنِ کریم کے کلمات کے معنی صحیحی و مجازی سے غور نہیں کرتے تو کھٹکے کہ ہمارے پیغمبرِ افضل الاولین والآخرین سے کیا عداوت اور دشمنی ہے کہ ہر جگہ آپ کے ارشاد پاک اور قرآن مجید میں تمام غیور لکھتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اللہ تعالیٰ و مصلحتِ مصلحت کا بھی خیال رکھو۔ جتنی عداوت تو چاہو تو آؤ۔ اور توں وغیرہ بھی نہیں کی کہ قرآن و حدیث میں ایسا بے جا مدخل کریں۔
- ۴۔ عدمِ اکل عصا من شانہ ان یکون الخواکمال ہے جو عداوت پر صادق نہیں ہو سکتا۔ دیکھو جلعنی ربی ویسقی فی مَنَاقِبِ عَلِيٍّ۔ ثبت ہے۔

بعدہ را بجز او کوئے دل حشر ام
نا کہ ہے پردہ زنی آید سلام
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
ادجی ہو پاسے ہر تلاش نیست
للمحرب رجالاً وللمؤید رجالاً
۲۴ صفر ۱۲۸۸ کا حاصل ہے۔

- ۱۔ آیت وَجَعَلْنَا مُبَارَكًا عَلَيْهِمْ تِلْكَ آيَاتُ الْكُتُبِ سے حضرت عیسیٰ کا بار بار و کثیر الخیرات ہونا ثابت ہوا ہے۔
- ۲۔ ارشاد ۱۰ صفر ۱۲۸۸ پر جو عرض کیا گیا ہے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ و معجزات کو مرزا صاحب نے منکر و قابلِ نفرت کہلایا ہے) اس میں ہم صرف اتنا ہی پوچھتے ہیں کہ کسی حیوان کی تصویر کا بنانا شرعِ محمدی میں منکر و ہے یا نہیں۔ بیشِ اول ارشاد کی بات ٹھیک اور حق ثانی کے آپ قائل نہیں۔ فاین المنفر۔
- ۳۔ اِنَّا بِعِزَّتِ اللَّهِ جَوَّارِی طَرَفِ مُتَوَكِّلٍ کیا جاتا ہے۔ جواب اس کا یہی ہے کہ لعنة الله علی الکاذبین۔
- اقول۔ اس آیت سے عیسیٰ معلوم ہوتا کہ عیسیٰ علیہ السلام مال کو اپنی ملک میں شہر اور گئے تھے تاکہ اُن پر اوارہ و کفر لازم ہو۔ اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیگنوں طرح کے احوال آتے۔ مہمنا و صعب فقر جس پر آپ کا فخر ہی لازم ہے۔
- ۲۔ اگر بیشِ اول ارشاد کی بات ٹھیک ہے تو پھر یہ تصور فرمائی کسی جس سے بزرادوں روپیہ بھولی بھالت سے ہلے گئے ہیں اُن کو مرزا صاحب سے تو اترام کی طرح مندرج نہیں ہوتا۔ کیونکہ انھوں نے قبل از شرعِ محمدی مسیح کے زمانہ میں اس کے معجزات کو سرسبز اور مکتونے وغیرہ لکھا ہے۔
- ۳۔ دیکھو ارشاد کے ۱۰ صفر ۱۲۸۸ جس طرح میری نسبت لکھا گیا ہے کہ یہ ایک بحرِ بڑی میں بحرِ دو و لعب کے قادیرو و غیرہ ایسی تحریف کو انکار ہی کیا جاتا ہے۔ اب فرمائیے لعنة الله علی الکاذبین کا جملہ ان کوں ہوا۔
- قولہ ۱۰ صفر ۱۲۸۸ میں غلبہ صدیقہ کا ذکر ہے جس کی تشریح امروزی صاحب کی کج فہمی پیٹے گذر چکی ہے۔
- قولہ ۱۰ صفر ۱۲۸۸ جو پرچمِ آیت علماء و فقیہین کے زمانہ ماضی میں تحقق موت کا حضرت عیسیٰ ربی مریم کے لیے واضح ہو

قولہ: صفحہ ۲۵۳ اور ۲۵۴ کا مائل: حضرت مثنیٰ کو مثنیٰ وہ ہے جہدہ رسالت سے معزول کیے گئے۔ نادان کی دوستی ہی کا
 زبان کیا آپ نے آیت میں مثنیٰ (ان الله لا يخلق الا ذل) کا لفظ کو مثنیٰ پر مثنیٰ (مثنیٰ وہ ہے جس کا وہ رسالت سے معزول نہیں کیے گئے بلکہ اپنی شریعت کی تفسیر سے فارغ ہیں۔
 حضرت مثنیٰ کا معزول سمجھنا یہ آپ کا عاہد ہے جس پر سوال مذکورہ کا رد و رد ہو سکتا ہے۔

قولہ: صفحہ ۲۵۶ کے اخیر سے ۲۵۶ کے نصف تک کا حال۔

۱۔ آیت (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) کو جو صفت شمس الہدایت نے قیاس استثنائی کے رنگ میں
 بیان کیا ہے اس آیت میں قیاس استثنائی کا ماویہ مذکور نہیں، مگر شرطیہ بیان پر مذکور نہیں صرف لیکن کا نشان نہیں۔

۲۔ پھر مذکور کہ اپنی طرف سے بہت سے قصائد اصل کر دیئے اور (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ) کو اصل سے خارج کر دیا۔

۳۔ پھر اعتراض شکل اول پر وارد کرتے ہیں وہ ان کی تقریر پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ دفع منافات میں الموت والرسالة خطبہ صحیفہ
 کے وقت سے پہلے ہی متفق ہے۔ تو چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی فوت ہو جاتے۔

اقول: انجیل اٹھارون پہلے آپ کو یہ جملہ لایا جاتا ہوں کہ شمس الہدایت کا مقصود قادیانی و اموی کے استدلال کا ابطال
 ہے جو انھوں نے وفات مسیح پر آیت (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) سے بکڑا تھا۔

ان کے استدلال کی ضرورت مسیح ابن مریم میں (مضرعے) اور سارے رسول آپ سے پہلے مر چکے ہیں (گہرے) پس مسیح ابن مریم کا
 (تجربہ) اس پر شمس الہدایت کا اعتراض شکل اول کا گہرے ٹکڑے نہیں کیونکہ میں قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ مسیح ابن مریم کے بڑے ہیں

بولگیا ہے مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اب (الروس) کے لام کو استغراقی ضمیر ارجاع ہے
 تو مثنیٰ یہ بتا کہ سارے رسول مسیح سے پہلے مر چکے۔ اور یہ خلاف واقعہ ہے کیونکہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسیح سے پہلے

فوت نہیں ہوئے تھے جب (قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) میں (الروس) سارے رسولوں کو مستغرق زہرا و مصلیٰ فوت ابھری
 مضرعے گا۔ لہذا استدلال آیت مذکورہ ملی وفات مسیح جو ہر استغراقی شکل اول کے جمل ہوا، بلکہ میں (قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) جو

مسیح کے بارے میں بولگیا ہے، دلیل سے جانب مسیح کے لیے اور زمانہ قبلہ (مضروب جاتے ہیں یہ آیت دونوں جگہ صرف اسی وقت ہر
 حال ہے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسیح پر موت کا آثار رسالت کے متلائی نہیں کیونکہ مطلقاً مستتب الہیہ کے رسول مرنے

وہ ہیں اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیح مر چکا سرمر جات ہے۔ اگر یہی سب تو چاہیے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس
 آیت کے نزول کے وقت وفات پہنچے ہوں۔ جو جملہ لکھا۔ بعد اس کے تاخیر کی خدمت میں اہتمام ہے کہ اموی صاحب

نے اس کا جواب کو نہیں دیا جو مثنیٰ مرفوع ان کا، کیونکہ ایک تو ہر صاحب کی جانب سے عجیب تھے۔ اور دوسرا مثنیٰ اپنی جہت
 میں بڑے زور و شور سے آیت مذکورہ وفات مسیح کے ثبات میں پیش کیا کرتے ہیں، اس مقام میں ایسا نال شولی کیا کہ تاخیر کو ان

کی عاقبتی و کالیائی کی طرف تو جہی مذہبی یہ بنا ہوا ہوتا۔ پھر گزارش ہے کہ شبہ تفسیر میں بھی یہی آیت (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ
 خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) مذکور ہے، جس پر انجیل کا استدلال یہی آیت اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریعت کے تحقق

پر ہی، و موقوف اس پر نہیں کہ (الروس) میں لام الاستغراقی ضمیر ارجاع ہے۔ چنانچہ پہلے مضمحل طور پر گذر چکا ہے۔
 اب اموی صاحب کے اعتراض مبرا کا جواب ٹھیکے کیوں حضرت کیا ابراہیم قرآنیہ میں یہ ضروری ہے کہ سارے صدقات

قیاس کے علی مرتبہ الاقصدہ مذکور ہوں ہرگز نہیں۔ و کما آتے لا یخلفون شیئاً و لا یخلفون شیئاً (الفضل) آیت ۱۱۱۔ یہ سبیل ہے

اعمالِ مہربانیتِ اصنام وغیرہ کے لیے۔ ہو گا دلِ لیسوا بالہۃ لانہ لوکانوا الہۃ یخلقوا شیئاً لکنہم لا یخلقون شیئاً بل ربنا
 رحمہم یغفلون، ہو گا دلِ لیسوا بالہۃ لکنہم مخلوقون ولا شیئ من المخلوقین بالہۃ فہو لا یریسوا بالہۃ لیسوا ہی (مستحق
 اور ایسا ہی (غیر خدایہ) ہی ایسا ہی قولہ تعالیٰ لَوْ کَانَ بِہِیْمَا الْہِیْمَةُ الْاِکْہٰثَةُ لَفَسَدَتَا بَلْکَ سَارٰی رَبِّہِیْمَ (ماوردی دھوا اور
 تعالیٰ قطعاً نہ ہو گا، بعض افرغزی آیات قرآنیہ میں سیکڑوں برگِ پران کے حتمیات میں سے ایک مستشرق کے ذکر پر اکتفا
 کیا گیا ہے۔

نمبر ۱۸ صفحہ ۸۵ مجلس المدینۃ العلمیۃ کا ملاحظہ ہو جس کے حاشیہ پر ضرورتاً استدلال میں لکھا جاتا ہے (المؤمن لیس بمضانی للرسالة) کیا اللہ تعالیٰ سے رسالہ منقول اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دینے سے پہلے ہی مخصوص مقام، ناظرین، صنف و مذکر کے حاشیہ پر منقول قرآن ملاحظہ فرمایا ہو۔

نمبر ۱۹، شکل اعلیٰ پر صفحہ ۸۵ مجلس المدینۃ العلمیۃ کے حاشیہ میں جو اجراء میں ہے یہ کہ وہ حضرت حبیب سلم کو ہونے رسالت آپ کے عندالطینین و اور غیر مذکور ہے۔ اور آپ کا اجراء میں باطل، خود اذہانت ہے کیونکہ عنایت مرحومہ حاضرین کا واقعہ و خطبہ صدیقہ سے ہی جوتا تھا یہ سے تیس ہوا۔ اس لیے کہ عرف الشیخ فرغ سے تحقیق اس شے کے اندر حاضرین کے افواہ میں منافات ہیں الوت والرسالت صمدہ وفات شریف کے رد سے اسی وجہ میں کہ ہوتی تھی جس کا عرف خطبہ صدیقہ سے کیا گیا۔ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ اعلیٰ صاحب کا جواب سے جو جواب ہے اور افویات و احادیث کی طرف سے پائے ہو کا جواب ہے۔ سادہ و سوں کو کیا خوب ہے برائے ہی سہ کائنات کی۔ ان بے چاروں کو کس طرح پر ایمان دے دیتے ہیں کہ ان کے اندر (نکلی) اور پھر اتنے عقائد قرآن کریم میں کہاں مذکور ہیں۔ گویا ان کے دلوں میں یہ جاننا منظور ہے کہ قرآن کریم کی تحریف ہو رہی ہے۔ امروہی صاحب ہر چند یہ اصول سے کہہ رہے ہیں کہ ان کے دلوں میں یہ تو تھانے ہیں کہ آپ مرفن سے بے بہرہ ہیں۔ اور قرآن و سنت کی پٹری اٹھانے کے وہ بے ہیں۔ مرحوم صاحب کو کمالیہ (لا تاتوا فیہ) لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۹) کے کا جواب میں رہیں گے۔

قولہ: صفحہ ۵۰ کا حاصل نمبر: شخصِ ہدایت میں آلِ حضرت علیؑ علیہ السلام کی برأت جن اوقات کو مرحوم صاحب کا منہ لگایا ہے، جو تخصیص ہے، اور پھر سادہ لکھی گئی معنی (کا) صنفی جن ان کی سبکی یہاں لکھی ہے؛

[illegible]

۴. جب مرقوم صاحب کی یہ ہمت اور استعداد الٰہی میں راسخ رہا۔
فہم سن کر غصہ مستحق وقت صبیح از شکر ہوتے

قولہ: صفحہ ۱۶۵ اور صفحہ ۲۵۷ پر مرکز مضمون کا حاصل :- منافات بین الموت والرسالت کو صحابہ کرام علیہم السلام پر باطل خلا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات تک صحابہ کو یہ مسئلہ بدیہہ کہ قتال انسانی حتمی الاذیتاً ووجہ معلوم نہ تھا اور جبکہ صحابہ کرام علیہم السلام کو بھی یہ تھا کہ جب تک بہت سی پیشین گوئیاں اور آپ کی حیات میں باقی ہے۔

اقول۔ جہاں شاد دل کا ہی حال ہوتا ہے کہ اپنے محبوب کی قربت کے حوصلے سے بدیہات کو بھی قبول جلدتے ہیں اور یہی ہے متفقہ رائے (یعنی من بعد کوحسنی) کہ ان صاحب الیہ من اولادہ واولادہ والناس بجمعین) کا کیا صحابہ کرام علیہم السلام نے

اقول۔ شمس الہدایت میں جس حالت کو مذکور کہا ہے اس سے فرقہ تبلیغ شریعت و احکام ہے مطابق اپنی اپنی شریعت کے۔ مندرجہ اودعت ہم آور قرب کامرانی اقول بذلک کتاب۔

قوله۔ ۲۸۴ سفر ۲۸۴ ہم نے نزول بُردوسی مسیح کا در صورت حضرت اقدس کے «لا قبل قاعدہ سے ثابت کر دیا۔

اقول۔ غاک کر دیا کامر۔

قوله۔ بخلاف معترضین علیہ السلام کے جو الی التمام بحمدہ العنصری جو اود نزول کی گزرتیہ وغیرہ کے جس کو انھوں نے قطعیہ رد فرما رہے ہیں۔

اقول۔ ہمنو نزول کی تردید انھوں نے قطعیہ وجہ ملتے آپ کے فرم ہے ہیں۔ در بُردوسی انھوں نے حسب ملتے آپ حضرت علی اللہ علیہ وسلم صاحبہ و قاضیہ فریم الی یومنا زمانہ انہیں بلکہ بعض ان میں مع عدم ثانی ثابت بھی ہیں کامر۔

قوله۔ ۱۷۸ سفر ۱۷۸ اگر ضرورت نہیں کہ متعین ہی تو نہیں۔

اقول۔ یہاں پر صفت نے عوامیہ کا بابت ثبوت نہ ہونا جو شمس الہدایت کا مقصود تھا قبول کر لیا۔ اور اتباع بُردوسی کو مہربان کر کے ہیں۔ ۲۸۵ سفر ۲۸۵ کہ کر دیکر ضرورت نہیں۔ ہاں حضرت شیخ کی عبادت جو اثبات نبوت قادیانی صاحب کے لیے

فوتات سے عقل کی گئی ہے۔ اس میں ناظرین پر اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ حضرت شیخ کا مطلب عبارت مذکور سے صرف بقار مرتبہ و مقام نبوت کا ہے الی یوم التشریع (مگر دینی) در رسول اکلمان بعد ان حضرت علی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نہیں رکھتے چنانچہ اسی باب کے سفر (۳۴) پر لکھتے ہیں (فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب

فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب

فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب

فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب

فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب

فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب

فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب فصل) باب اطلاق النبوة علی هذا المقام اود نیز فوتات کے فصل تشریع میں فرماتے ہیں (وہو باب

مذہب وہو سبب غیبتہ گمراہ خواہ غیر یارہ و گاہن شیشہ گر ملک امت

لے وانہ لا خلافت انہ یخول فی آخر الزمان الی معنی اس مسیح ابن مریم کے نزول جیسی کہی کہ خلاف نہیں۔ ۱۷۸ سفر۔

قولہ: صفحہ ۶۹ اور صفحہ ۷۰ کا ماحول، جو تفسیر کہ صحت ختم الہدایت نے تقابیر سے بذریعہ احادیث لکھی ہے۔ اس کو ہر صاحب نے دیکھا ہے۔ بلکہ ہر صاحب نے اس تقبیر کو غلط کہا ہے جو اہل علم نے قبل قیامت آخر زمان سے متعلق لکھی ہے۔

اقول: یہ اردو جمل ہے کیونکہ ہر صاحب تو خود اس سورہ زلزال کو قبل قیامت آخر زمان سے متعلق کہتے ہیں۔ دیکھو ملاحظہ صفحہ ۱۱۴ میں یمنی ہن دونوں صاحب اتنی زنادیں منڈلتے تھے کہ ان کی طرف سے کوئی عظیم الشان منہج آتے گا۔ اور فرشتے نازل ہوں گے یہ نشان ہے انتہی موعج العجب۔ اگر تجھ کو اہل علم کا ہر منہج بزناد آخری قبل قیامت کے ہے۔ تو اس کا قائل خود وقت اللہ ہے معلوم ہوا کہ جب تخلیق کی یہ نہیں بلکہ تفسیر خدا کو جو ہم نے بذریعہ احادیث ثابت کر دی ہے ہر صاحب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ملاحظہ (ارض) سے مراد زمین ہے۔ اور چونکہ زمین کے زلزلہ اور ترو پلا ہونے کے وقت کسی سے کام کرنا ناممکن ہے۔ لہذا (ارض) سے مراد اہل ارض ہیں۔ اور زلزال سے مراد تحریک خیالات ہے جو عظیم الشان یعنی (قادیانی) کے زمانہ میں ہو رہی ہے۔ لہذا دیکھو صفحہ ۱۱۴ اور ۱۱۵ میں جہاں تک اس کا جانا ممکن ہے جانی جائے گی یعنی بیستوں اور دواؤں کو قیامت دور پر پیش دی جائے گی، اور پھر صفحہ ۱۱۵ میں دیکھو اور زمین اپنے تمام بھول کو باہر نکال دے گی یعنی انسان کے دل اپنے تمام استقلالیت منہج کو منہج سلطوٹ لائے گے۔ اہل علم اور پھر آئندہ کے صفحہ ۱۲۸ کی عبارت ذیل کو ملاحظہ کرو۔ (جہاں سے ملتا ہے جو ظاہری طور پر اس سورہ زلزال کی یہ تفسیر ہے کہ وہ حقیقت میں کو آخری دونوں میں منت ذلالت لگے گا۔ اور وہ ایسا زلزلہ ہوگا کہ تمام زمین اس سے زیر و زبر ہو جائے گی اور جو زمین کے اندر چھپ چکی ہیں باہر آجائیں گی۔ اور انسان یعنی کافر لوگ زمین کو پھینک دے گا۔ تب اس دور زمین باقی کرے گی اور اپنا حال بنائے گی۔ یہ ہر صاحب تفسیر ہے اور دیکھو صفحہ ۱۳۳ اللہ کا کیا ممکن ہے کہ زمین کو مادی زبور ہو جائے۔ یہاں تک کہ اگر کا حقیقت خدا اور خدا کا حقیقت باہر آجائے۔ اور پھر لوگ زندہ نہ رہیں۔ بلکہ اس جگہ زمین سے مراد زمین کے سب سے والے ہیں (انتہی موضع الجہاد) میں ناظرین خیال فرمادیں کہ جہاد متعلق بلانا سے صاف ظاہر ہے کہ قادیانی کا تخلیق خدا کی طرف سے ہے اسی وجہ سے ہے کہ ملاحظہ (ارض) سے ظاہری طور پر مراد زمین ہے۔ اور یہ غلط ہے بلکہ مراد زمین سے زمین کے لوگ ہیں۔ اور عظیم الشان یعنی (ارض) سے مراد زمین کا ہونا حق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وصالی تفسیر سے ثابت کیا گیا ہے۔ دیکھو اپنی کثیرہ مشہور تفسیر صرف خدا کی طرف نہ ہوا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی متعلق اب ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ امری صاحب نے ہر چند حیل ماری اور جمل سے کام لیا مگر ناکامیاب ہی رہا۔ اور یہی معلوم ہو گا کہ اس دن کے زلزلہ کا اثر صرف دنیائی ہوگا کہ زمین کے ہر جہاں ہر کھائے جا رہی ہے۔ اعرض ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین ٹوٹے سورہ زلزال سے گھبراہٹ کر اس کو الیذاذ اللہ ہر صاحب کا ہوا ہے۔

قولہ: صفحہ ۶۹ کا ماحول۔ ان صفحات میں امری صاحب نے جہاں سے اقتراحت سے اپنی مریم اور

اقول: جو آیتاں تھیں ان میں جہاں سے کہ جہاں کلام قدر مشترک اور معنوی آخری ہیں ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ صریح اہل علم ہر مشہور معنوی اور دینی مباحثوں آخری وقت کا تھا۔ بلکہ وہ اہل علم ہوگا۔

قولہ: صفحہ ۷۸ کی ترمیم کی حاجت نہیں۔ نوع علیہ السلام کی کشی کا شریک رکش کی بلندی سے زیادہ اونچا ہونا اس کا ثبوت قرآن اور احادیث کے دوسرے مطالبہ کیا گیا ہے۔

اقول: تاریخ ہر نظر ذرا کو کسٹرون میں بلکہ احکام سے نہیں تاکہ قرآن اور حدیث کے دوسرے ثابت کرنا اس کا ضروری ہو۔

قولہ صفر ۲۹ سے ۳۰ کا ماحصل۔

۱۔ قرآن مجید کے معانی صرف کلمہ ہی میں خلاصہ نہیں بلکہ تاویلی بھی ہوئے ہیں۔ اور حساب ہجری کے دوسرے صد یا پیشین گوئیاں صوفیہ کرام نے بیان کی ہیں۔ اور حضرت اقدس نے کہاں فرمایا ہے کہ تمام آیات قرآن مجید کی ولایت اہل بیت علیہم السلام کی ہیں۔

۲۔ اگر خلافت نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں تو خیر تمام امت کے لئے قرآن کو آپ نے خیر باد کہہ دیا۔ آپ نے حدیث حدیث کو بستی و سنتہ الخلفاء الراشدین میں اللہ تعالیٰ میں بعد ہی گوئیں سناؤ ہم پر اپنی حق ہر حرکت نماز میں اذکار و اذکار اللہ تعالیٰ صراط الہی الذی بینہم و بینک علیہم السلام کے لئے ہے۔

اقول۔ ۱۔ اشارت قرآنیہ اور مفسرین کرام کی پیشین گوئیاں اہل بیت کے طور پر محبت علی خیر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کسی مفسر نے جو قرآنی طور پر اہل بیت کے لئے قرآن کو کسی سلطان کو مجبور علی الامان کیا ہے۔ صبر کہ آپ کا نبی کرما ہے۔

۲۔ تاریخ ہجری کی نیست ہو چکا ہے کہ سنو میں نہیں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ تاریخ ہجری، ہادیہ و تقرر اس کے زمانہ نزول قرآن میں کسی آیت سے سرشار یا اشارہ ثابت نہیں ہوتی۔ جو آدائی صاحب کی تاریخ غلو میں اس آیت پر مبنی کہ قرآن کریم بھی اس پر مبنی ہو تو ترجیح مرفوع ہے نسبت مرفوعہ کے ابتداء کا اسلام پر آپ کا قبول ہے۔ آپ کو ایک وقت کی نماز کی ایک رکعت میں بھی اگر اذکار اللہ تعالیٰ صراط الہی الذی بینہم و بینک علیہم السلام کے لئے ہے کہ اثر ہو تا تو ہماری صراط کو نہ چھوڑتے۔

قولہ صفر ۳۰ کا ماحصل۔

۱۔ قرآن مجید کی مفسرین غلو و حوالہ اکثر محدثین ہوں کہ قرآن ہے۔ و کما واذ بک انک انتہی و عشقہ (۱۳۳۷) صحت شخص الہدایت کا یہ کہنا کہ (لقد اردن) سے یہ تین معلوم ہو گا کہ بالفعل محقق کرنے والے ہیں، اس کی خوش فہمی ہے قرآن مجید میں جہاں ذکر صفات کا مقتضی بھی ہے کہ ہم بالفعل واقع کرنے والے ہیں۔

اقول۔ ۱۔ اذ بک انتہی و عشقہ میں کسب محاورہ عرب کے قرین ہو جو ہے مانع، فیرہشہم پر کوئی قرین نہیں بلکہ اس کے انشاء پر دلیل موجود ہے۔ کیونکہ یہ حوالہ اجماع میں کوہرنا صاحب ذہاب القرآن کہتے ہیں مرزا صاحب کے زمانہ سے پہلے چلے آئے ہیں بلکہ زمانہ نزول القرآن میں بھی موجود تھے۔ لہذا اعداد مذکور کی تیز پس وصال نہیں ہو سکتی اور بقدر قبلیہ، بالخصوص مرزا صاحب ہی قرآن کے ذہاب اور آفتاب نے جانے کا موجب ٹھہرے کیونکہ یہ حوالہ بر خلاف اجماع آپ کے ہی فضل بکلام ہے اور آپ ہی کے زمانہ سے مخصوص ہے تو آیت ذی القیامہ لکھنا و ذی القیامہ لکھنا (۱۸) کا ایسا ہی مفسر مرزا ہی کو نہیں چاہیے۔

۲۔ قدرت و شہادت کا یہ مقتضی نہیں کہ خدا درویش ضرور محقق ہو گا کہ بالفعل بھی و کما واذ بک انتہی و عشقہ (۱۳۳۷) (سورۃ انفار۔ آیت ۱۳۹)

قولہ صفر ۳۰ اور ۳۱ کی تردید کی ضرورت نہیں صفر ۳۰ لسان العرب میں لکھا ہے و قبل لاننا یطوف الارض بکثرۃ جمیعہ۔

اقول۔ حضرت (لانہ) کی خبر کا خیال فرمانا چاہیے جس سے وہاں و اما شخص مراد ہے۔ اور اس کے ساتھ جہاں کے ہوئے کا ہم کب بخار کرتے ہیں۔

اور جیسے کے ساتھ آپ ہی ہیں قابل اہتمام اور پھر بالکل دہل سے کام لیتے ہیں۔

قولہ نمبر ۳۱۲ صفر ۱۲۱۲ کا مہل پر عرضا صاحب پر جو الزام لگایا ہے کہ انھوں نے انھیں میں بھی دخل
شیطان نکلتا ہے یہ بالکل بظنی اور گول گول کہہ کر ہے ہر عرضا صاحب نے اس طرح پر نکلتا ہے یہ دخل کسی ابتداء اور رسولوں کی ہی
میں بھی عرضا صاحب نے یہ کہہ کر تو کھنکھلاتا ہے اور یہ معنی ہے آیت وَمَا كُنْزُكَ إِلَّا فِي قُلُوبِ رُسُلٍ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا
سَمْعِي أَنفُسِي أَعْيُنِي وَلَا فِيمَا يَكْتُمُونَ (سورۃ حج: آیت ۵۷)

اقول: ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مصنفوں تو آیت مذکورہ کا جو مگر اصل مستند اہل ان کے صفحہ ۱۲۰ کی حدیث ذیل ہے: ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو بیس نے اس کی فتح کے بارہ میں سپین کوئی کی امداد کو مجھوٹے مجھے اور بادشاہ کو شکست ہوئی بلکہ وہ انہی میدان میں مر گیا۔ اطراف فریاد ہے کہ اس سے شیطانی کار کا دخل انبیاء کے حق میں ثابت ہو جائے۔ انہوں نے حدیث میں جو اہل ان کے صفحہ ۱۲۸ کا بیان کیا ہے اس صفحہ سے لے کر دوسرے صفحہ کے اخیر تک دیکھ کر کہیں کہیں ہے۔ آپ نے صرف آیت کا مصنفوں فعل کر دیتے سے مراد صاحب کو کہہ کر دیا تھا یا اگر اس صفحہ کو ایک لحاظ میں فرمایا یا بدستور دلیل کیا۔

قولہ: منہم ۱۱۔ مجدد اور محدث بھی تو مرسل ہوتا ہے!

اقول: اسلامی مہضہ کے رُوم سے اُن کو رشول نہیں کیا جاتا۔

قولہ: صفر ۳۱۵ سے ۲۱۸ تک کے قریب کی ضرورت نہیں، صفر ۱۹ میں لکھا ہے کہ درجہ ذیل میں ابھی ہر پورے قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان قلبی من عند غیر اللہ لکان حب ہم رجول من فلاحی او قال من ابتاع عمار من حلی
یستأمله، رواہ احمد وکذا صحیح ابی یوسف وتمام ابی یوسف کہ غرض میں ابھی نہیں، مگر کہہ کر کے وقت میں ابھی نہیں، میں لکھا تھا۔

اقول: آپ کے مہربانی تو نہ صرف عمر قدی اور صلہ ہونے کی وجہ سے بگڑ رہی ہو بلکہ تحریف الکتاب والسنن کے ذریعے سے بھی حدیث مذکور کا مصداق نہیں ہو سکتے۔ لہذا امام بیہقی علیہ الرحمۃ والسلام کا مصداق ہونا حدیث مذکور کے لیے ایسودہ ابسس کا مصداق ہو سکتے ہیں کیونکہ اجداد کے ذریعے سے ان پر (وہل من) اپنا مصداق (مصدق) ہے اور حدیث مذکور کا مصداق نہیں کہ وہل من، اپنا مصداق کے وقت میں اس کا ترجمہ جانا، جسے حضرت شیخ ابو جعفر غلبہ یہ کہہ کر اس شخص میں لیاقت اور استقامت و اس حد تک ہو کہ اگر علم میں سے نہ لگایا جو قومی اس کو ہو کہ ان اپنے کے قوما اور سے مکرر کہہ کر اسے نہال کر دے۔

قوله: **يُفْرِغُ فِي كَأْسِهِ**۔

۱۔ توفیقِ حق تعالیٰ کے ساتھ کہ اس حدیث کو اقر ہے کہ لاندہ فی سبعة الايام وانما فی اخرها الفاء۔ اندر میں موت کو جو کہ آپ نے حبسِ حق تعالیٰ میں ہو گیا کہ جو عذابِ حق تعالیٰ میں ہو کر رہے ہیں جب تک وہ ہو جائیں جو عذابِ حق تعالیٰ میں ہو کر رہے ہیں۔

تو مگر یہ کہتا ہے کہ آج تک سات ہزار تین سو اٹھارہ برس تو گذر گئے اندر ایں جودت کیا خوف کو انماقتل و فہم ہی نہیں ہے کہ
سات ہزار برس سے پہلے قیمت کیوں کر آگیتی ہے۔ اس سے خوف صاحب کا علم صاحب ہی طاقی ہو نہ ثابت تھا۔ خبر
نامہ و سخن نہ گھستہ باشد۔ عیب و تخریش نہفتہ باشد۔

مجموعہ

سلاہ بخود دے کئی اُسے سلاہ مرد
پھوٹاں شیرے کہ بخود سلاہ مرد

۳۔ حضرت اقدس نے مدت قیامت کی تحدید بعد گذرنے سات ہزار برس کے آدم علیہ السلام سے کہیں مگر فرمائی ہے جو ان کو بوقل
لنمنا العلم عند الله واما المسؤل عنها باعلم من الله قال كے۔

اقول: خبر غرض الہدایت کو اس حدیث کی محبت کا غرضی طور پر اقرار ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۱۶ سطر اول غرض الہدایت کا غرضی کیوں لکھا ہوا ہے۔ چونکہ احادیث نے نقل منقول کی شرح بیوقوفی و صاحب سزا جہیز نے اس کو سمجھ و بیوقوف کہا ہے لہذا اس حدیث کے مضمون کو مستقبل طور پر چونکہ میرزا صاحب نے وقیع قیامت سے روکنے والا ٹھہرایا ہے۔ دیکھو اذکار صفحہ ۱۵۵ (دعوت پر چونکہ کہ قیامت ملت بظاہر اس گزرنے سے پہلے واقع نہیں ہو سکتی) لہذا ان پر وارہ کو کیا کیا کراچ تک حضرت امام علیہ السلام سے لے کر سات جبارین کو سکھاندا ہوں تو ان کے اندر ایسی صورت کیلئے میرزا صاحب کو بھیجیہ حدیث کا قیام سے روکنے والی مضمون ہوتی ہے مع انکہ طرح انٹرس میں مفر بہ اور یا مخرج با مخرج لہذا ابابہ الاذن وغیرہ امراض کا مخرج آپ کے نزدیک ہو چکا ہے۔ الغرض میرزا صاحب نے حدیث مذکور کی مع مستقبل ٹھہرایا ہے وقیع قیامت کے لیے۔ دیکھو اذکار لہذا یہ اعتراض ان پر وارہ غیر متعلق ہی رہا۔ اور امروسی صاحب نے بھی حسب عادت مثال ٹھوٹی کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ میرزا صاحب انور امروسی صاحب دونوں نے علم حساب غلوپ پاس کیا ہوتا ہے۔ بیعت ۵

تا مرد خن زلفت باشد عیب و بختش نهفته باشد

اس سے امر وہی صاحب کی خوش فہمی بھی ثابت ہو گئی۔ اور تینوں فیروزوں کا جواب بھی ہو گیا۔

قولہ ۳۷۲ کی تردید جو بھی ہے صفحہ ۳۷۴ مطر ۲ قیمت الکتاب والیہ المرجع والکتاب .

اقول: یہ تم کتاب چاہتے کیا میری نہیں چاہو؟ اور میرا والدیہ کا مرجع کتاب جو کی جو پیسے بقرہ حساب میں مذکور ہے کیونکہ اللہ کا ذکر کو کفر (وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ) میں ہوتا ہے۔ مگر تم کتاب والدیہ المرجع والیہ کتاب یہ دونوں فرقے کہیں حساب اور کہیں پیسوں سے لگ لگ ہیں پس میں نے یہ تو کہ کتاب شریک باقرہ ہے کی طرف مرجع اور باقرہ ہے جو بالکل منافی ہے واپسیت اور امت کے لیے۔

قولہ میں فرمایا کہ کیا حاصل ہے۔

۱۔ میری بیعت لوگوں کا یہ شور مچا کر کہ میری مرضی سے میرا صاحب سے نفرت ہو گیا ہے، بالکل جھوٹ اور لغو ہے کیونکہ میں نے صرف ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء میں اپنی تالیفات میں میرا صاحب جب کے حصے کو اپنا جین ساکھ سے ثابت کر دیا ہے۔ پس ایسے شخص کا کہنا کہ میرا صاحب نے میرا دست بردار کرنا یا میرے لئے رکھا ہے۔

۷۔ ہمارے رسائل کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا سچی حکومتیں شاہی نے بھی ادا جو مدعو جواب نہ کیے اور مولوی محمد شہر صاحب پانچو ہمارے شدید تھانہ کے ملام فرست کا نذر پیش کرتے رہے۔

اقول: خیر آپ غواہ کی جیسی کہیں عمر سوچ کو انکلی سے بڑا چھپائیں گئے۔ تاویان سے آپ کا جاننا بھی درجہ معززہ میں کس واقعہ ہونے کی وجہ سے تھا۔ میرا کہ نامیر قصان کے سبب سے تھا۔ (حق) کا غلطو آپ نے اپنے لیے لعب دیا ہے۔ گویا اپنے من سے میاں قبضہ بنایا ہے۔

۲۔ ہاں صاحب مگر اس وجہ سے کہ

۴ جواب پانچواں باشد غموشی

قولہ - صفحہ ۳۲ سطر ۱۲ کہتے ہیں کہ اس امر وہی۔

اقول - امر وہی چاہیے۔ دائرے کے کونے کا کوئی قاعدہ نہیں۔ دیکھو شافعی فقہ کی بکری۔ اور نیز جو یہ قرین لفظ اس اور نکات امر وہی کے معنوں اور محبت کے درمیان معاشرت بھی نہیں۔ لہذا امر وہی چاہیے تھا۔

قولہ - صفحہ مذکور سطر ۱۱ - بی تاریخ ۱۲۴۰ گشت ستارہ دوم انجمن۔

اقول - (بی تاریخ) اور دوم انجمن (جسٹس) کہتے ہیں۔ معنی یہ ہے کہ لکھا ہے اس کتاب کو سید صاحب نے ۱۲۴۰ گشت ستارہ انجمن کے دن۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی اس سید صاحب نے کتاب کو ایک دن میں لکھا ہے ہر گز نہیں۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ سید صاحب نے حسبِ محنت اپنی کتاب کا خلاصہ بھی کلام کاؤب پر کیا۔ خدا کے بندے خدا کا خزانہ تو بچاؤ لاجوت۔

قولہ - صفحہ ۳۲ سطر ۱۲ اور ۳۲ لکھا جملہ - ہم ایسے ہیں اور ہمارے رسالے دیئے۔ فلان صاحب سے مرگاد۔

اقول - یہ ایسے دیئے صرف اپنے ہی شکر خانی ہے۔ وہ نہروم شاسوں کے ہاں بیٹے ہیں تیسے ہی ہیں کسی اہل اسلام میں سے کسی کے حلقہ شکر آئندہ مت رکھیں۔

بعض مقامات میں ہمارے ترکی پر ترکی جو ابوی پر آئندہ ہے کہ آپ خاندان ہوں گے کیونکہ ہم اللہ آپ ہی سے ہوئی ہے آئندہ یا زندہ محبت باقی بچھین دیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ رَبِّهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ الْغُيُوبَ وَيَشْهَدُ الْغُيُوبَ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منتخب مضامین کتاب
(سیف چشتیانی)

قلام عبدالحق محمد

(جی اے حق)

- ۱۔ سب حمد و ثنا خدائے پاک کے لئے ہے۔ ۱
- ۲۔ حضرت عمر رضی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ۲
- ۳۔ ساری مخلوق مل کر بھی قرآن جیسی کوئی سورت نہیں بنا سکتی۔ ۳
- ۴۔ حضرت عمر رضی اللہ علیہ وسلم کے وین محکم کے مجددین کرام کو یہ قوت حاصل ہے۔ کہ وہ جوئے مدعی نبوت مرزا قادیانی کو شکست دے کر اس کی ملت کی شہ رگ کٹ دیں۔ ۴
- ۵۔ حضرت پیر مرعلی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جبہ "حسنی مذہب" حنفی اور مشربہ "چشتی نظامی نقوری" ذہبی ہیں۔ ۲
- ۶۔ سب سے اعلیٰ و ارفع علم کتب و سنت کا علم ہے۔ ۶
- ۷۔ کتب و سنت کا علم صرف ان اشخاص سے حاصل کیا جائے جو اس کی اہلیت رکھتے ہوں۔ ۳
- ۸۔ سب سے مقدم قرآن کی وہ تفسیر ہے جو خود قرآن سے ماخوذ ہو، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے مطابق ہو اور لغت عربیہ مستعملہ مقبولہ کے مطابق ہو۔ ۸
- ۹۔ جوئے مدعی نبوت قادیانی اور اس کی جماعت نے خلاف مقتول و معقول اور غلط جیلوں کو قرآن کی تفسیر بنایا چاہے ان کو بعید از عقل تعلیقات ہی کیوں نہ کرنی پڑیں۔ ۲
- ۱۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کے بعد صحابہ کی تفسیر کا مقام ہے۔ ۵
- ۱۱۔ قادیانی جماعت کے لوگ صحابہ کی تفسیر کے برعکس اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہیں۔ ۶
- ۱۲۔ گزشتہ زمانے کے جوئے مدعیان نبوت میلہ وغیرہ اور ان کے مددگار ذلیل و رسوا ہوئے۔ ۶
- ۱۳۔ قادیانی نے بظاہر ظلیت اور بروز کو داخل بنایا مگر فی الحقیقت نبوت اسیدہ کا مدعی تھا۔ ۷

۲۳۔ ثانی الرسول ہونے کا سیار اتباع کامل ہے اور قادیانی کی ہر بات اس کے برعکس ہے

۹

۱۰

۲۴۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر استراحت فرماتے تھے

۲۵۔ اگر ثانی الرسول ہونے سے کوئی نبی کھلا سکتا ہے تو حضرت خلفاء اربعہؓ

اور حسنینؓ کریمینؓ تمام تر کلمات، اعلیٰ صفات اور بشارات طہیات کے اور سیدنا

۱۱

غوث اعظمؒ ساری عظمتوں کے باوجود نبی و رسول کیوں نہ پکار گئے۔

۲۶۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ کوئی ولی درجہ نبی کو نہیں پہنچتا۔

۲۷۔ قادیانی صاحب نے آسمان پیدا کرنے کا دعویٰ کیا وہ آسمان کہاں ہے اگر

نہیں ہے تو پھر یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کا کشف غیر واقعی اور ایک شیطانی خواب

۱۲

۱۳

۲۸۔ ولی کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا۔

۲۹۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول کا لقب مطلق

۱۴

طور پر بھی کسی کا استحقاق نہیں۔

۳۰۔ انبیاء و رسل علیم السلام کی وحی و الہام تلقی ہے اور دوسروں پر ماننا لازم

جبکہ غیر انبیاء و رسل علیم السلام کی اطلاع تلقی اور دوسروں کے لئے ماننا لازم

۱۵

نہیں۔

۳۱۔ قادیانی صاحب و اموی صاحب اطلیث حواترہ کی غلط تلویل کرتے ہوئے

بیینہ مسیح علیہ السلام کے نزول کو نہیں مانتے جبکہ مسیح علیہ السلام کا بیینہ نزول فرمانا

حاجت ہے یعنی حضرت مسیح علیہ السلام ہی خود نزول فرمائیں گے ان کی شکل میں کوئی

اور نازل نہ ہو گا۔

۳۲۔ آیات قرآنیہ کا وہی معنی صحیح ہو گا جو سنت اور اجماع کے مخالف نہ ہو۔

۳۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی نئی شریعت اپنے ساتھ نہ لائیں گے بلکہ

شرع محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق حکم کریں گے اور اسی شرع شریف

پر عمل پیرا ہوں گے۔

۳۴۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی حضرت محمد صلی اللہ

۲۳

علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

۲۴

۲۶۔ آیت انک میت و انھم میتون سے نزول آیت کے وقت تمام انبیاء عظیم

السلام کا مرچکا ہونا ثابت نہیں ہوگا۔

۲۵

۲۷۔ تحدیث کا لغوی معنی کسی سے بات کرنا ہے اس لئے الہام پانے والے کو

بھی محدث کہا گیا ہے۔

۲۶

۲۸۔ تھوڑائی کے کشف غیر واقعی اور جھوٹ ہیں۔

۲۹۔ آج تک سب اہل اسلام اور مجددین حضرت مہدی علیہ السلام کو بینہ

آسمان سے اترنے والا مانتے ہیں ورنہ ایسا ہی دجیل محض اور مہدی قاطعی کو احادیث کا

دلول ٹھہراتے ہیں۔

۲۷

۳۰۔ تھوڑائی کا اجتہاد اور استنباط بالکل تیس اہلس اور شیطنی دھوکہ ہے۔

۲۸

۳۱۔ تھوڑائی کے الملت تین طرح ہیں۔

۱۔ سفید جھوٹے ہیں جن کے جھوٹے ہونے پر خودی گواہ ہیں۔

۲۔ پورے نہ ہونے کی وجہ سے جھوٹے ہیں۔

۳۔ ابن صیاد کی طرح ہیں کہ اگر سر ہے تو پاؤں نہیں اور اگر پاؤں ہیں تو سر

نہیں۔

۳۰

۳۲۔ معراج شریف کا قصہ سن کر اہل مکہ میں سے جو لوگ مرتد ہوئے تھے

انہیں قرآن میں لوگوں کے لئے قندہ قرار دیا گیا ہے اسی طرح تھوڑائی معراج جہلانی

کا منکر ہو کر لوگوں کے لئے قندہ ہے۔

۳۱

۳۳۔ اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام پوچھتے

ہیں۔

۳۲

۳۴۔ اہل ذکر و خلوت پر وہ علوم لدنیہ کھلتے ہیں جو اہل نظر و استدلال کو

حاصل نہیں ہوتے۔

۳۵۔ شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی علیہ السلام کو جہد

غضری کے ساتھ زندہ پایا۔

۳۳

۳۶۔ دین اسلام کا حفظ خود خدا تعالیٰ ہے۔

۳۴

۳۷۔ قدوسی قرآن و سنت کی تحریف کرنے والا ہے۔

۳۸۔ قدوسی کا مذہب سب اہل اسلام سے الگ ہے۔

۳۹۔ قدوسی کا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو جسم کیف کرنا سخت گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا سایہ زمین پر بھی دیکھا نہیں گیا۔

۴۱

۴۰۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ کل انبیاء علیہم السلام کی نسبت کسی طرح کی بے ادبی کا مرتکب خواہ مسلمان ہو واجب الہکلی ہے۔

۴۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی یہ حالت بیداری قرآن سے ثابت ہے۔

۴۱

۴۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ۳۴ معراج ہوئے جن میں سے ایک جسمانی تھا اور باقی عالم خواب میں۔

۴۳۔ شب معراج انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح اجسام میں حشر ہوئیں مگر حضرت یحییٰ علیہ السلام جسم غیری کے ساتھ موجود تھے۔

۴۴

۴۴۔ حضرت عائشہؓ واقعہ معراج کے وقت پیدا بھی نہ ہوئیں تھیں یا منہلہ اور امتیاز کرنے کی عمر کو نہ پہنچی تھیں (دو قول ہیں)

۴۵۔ معراج جسمانی سے متعلق ایک حدیث خود حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی۔

۴۶۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ روایہ سے قرآنی آیت میں روایہ عین یعنی آئینہ سے دیکھنا مراد ہے۔

۴۶

۴۷۔ جسم خاکی کا آسمان پر جانا کسی شرعی یا عقلی دلیل سے محل ثابت نہیں ہوتا۔

۴۸۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول مدوزی طور پر ہوتا تو ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی حدیث میں ذکر فرماتے۔

۴۹۔ ”معلق اہل التعلیٰ“ میں عقل سے مراد وہ معرفت اور اوراک ہے جو کہ جوہر عقل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور اس میں انہی بعض عقلیات

(معارف و اوراکت) کا بیان مقصود ہے جو موجب تصدیق بعدق الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۳۹

۵۵ حضرت عزیر علیہ السلام کی موت و حیات سے کلام ربانی کا مطلب حقیقی موت و حیات ہے مگر قدیانی نے اس کی غلط تویل کی اور تحریف قرآن کا مرکب بنوا۔

۵۲

۵۱ مرزا جی نے سورہ فاتحہ کی جو تفسیر لکھی اس میں کہیں تو سرقت و چوری سے کام لیا گیا ہے کہیں لفظی غلطی کی گئی ہے اور کہیں تحریف معنی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

۵۵

۵۲ قدیانی صاحب نے "انجاز المسیح" نامی کتاب میں لکھا ہے (فی بسین یوماً من شر العیام) جبکہ رمضان کا مہینہ ستر دن کا نہیں ہوتا۔ اس طرح کئی غلطیاں ہیں جو بتاتی ہیں کہ اس کو عربی زبان پر کوئی مہارت حاصل نہیں۔

۵۲۵۵

۵۳ اگر قدیانی مہور من اللہ تھا تو ضرور میدان میں آتا مگر وہ تو کمرے باہر نہ نکلا۔

۲۰۵۹

۵۴ صفحہ نمبر ۲۵ تک قدیانی کی چوریاں، جھوٹ، تحریفات کے نمونے پیش کئے گئے ہیں۔

۲۵

۵۵ مرزا کی گالیاں کا جواب دیتے ہوئے حضرت پیر صاحب نے لکھا کہ مجھے منہ بھر کر گالیاں دیں مگر کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت امت میں بے جا دخل اندازی نہ کریں۔

۲۶

۵۶ وحی کا غلط ہونا شرعاً و عقلاً محال ہے۔

۵۷ نبیؐ کا کشف اہل بیت بھی بیان لا حق کے بعد کشف، تنسیلی کی طرح واجب الایمان ہوتا ہے۔

۲۸

۵۸ جو پیش گوئی مائید با قسم و نون مثیلہ اور لام مائید سے موکد کر کے بیان کی گئی ہو اس پر قبل از وقوع ایمان لانا ضروری ہوتا ہے مگر قدیانی اس کا بکر ہے تو کیا وہ قیامت کا بھی قبل از وقوع منکر ہے؟

۲۹

۵۹ قدیانی انبیاء کے بارے میں لکھتا ہے کہ ان کو شیطانی وحی ہوئی اور وہ

جھوٹے لکھے حالانکہ پیغمبروں کو اللہ نے معصوم بنایا اور ان کی وحی یحییٰ ہے۔

۷۰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں میں شیطان کا ہرگز دخل نہیں۔

۷۱ مرزا کی پیش گوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں۔

۷۲ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا نہ

نئی شریعت لانے والا اور نہ ہی سابقہ شریعت کا احیاء کرنے والا یعنی نبوت و رسالت

کا دروازہ سب مخلوق پر بند کیا گیا۔

۷۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تمس کذابوں کے آنے کی اطلاع

دی جو اپنے آپ کو خدا کا نبی مگن کریں گے، تقویٰ انہی میں سے ایک ہے۔

۷۴ تلوار مہدی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نشانیاں بیان

فرمائی ہیں وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئیں۔

۷۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا طہیہ اور

اوصاف و علامات بیان فرمادیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام

خود بیحد نزول فرمائیں گے نہ کہ تقویٰ کی شکل میں۔

۷۶ عرصہ طویل گزرنے کے باوجود تقویٰ کتب ”شس الہدایت“ کا جواب

دینے پر قادر نہیں ہو سکا، اسی طرح اس نے اپنی کتب ”ایام السلاطین“ میں لاف زنی

کی تھی کہ اہل اسلام میں کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو واقعی جھوٹ ثابت

ہو گئی۔

۷۷ کنیہ میں معنی حقیقی منتظر نہیں ہوتا بخلاف مجاز کے۔

۷۸ مرزا جی اپنے چیلوں چانٹوں سمیت تورات کا مطلب ہی نہیں سمجھ

تورات میں یہ نہیں لکھا کہ ہر صلیب پانے والا ملعون ہوتا ہے بلکہ جسے

جرم ثابت ہونے پر پھانسی دی گئی ہو صرف وہی ملعون ہوتا ہے۔

۷۹ مخاطب نے جو سمجھ رکھا ہے اگر وہ حکم ایمانی ہے تو حکم اس کی تردید

میں حکم سلبی مع اثبات وصف مثالی ذکر کرے گا۔ اور اسی طرح برعکس بھی

۸۰ انا کہتا میں انا اور ما قتلہ میں ضمیر جمع دونوں تعبیر ہیں یہود سے لفظ انا

قتلہ میں موجود نفی کہتا کی تردید ہے۔

۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا جسمانی طور پر آسمان پر اٹھایا جانا ہر صورت اور ہر تقدیر میں آیت بل رفعہ اللہ الیہ سے بطور نص ثابت ہے۔

۲۔ تھویری صاحب تو جس اہدایت میں مرقوم "الابض اہل تحقیق" کا لفظ بھی نہیں سمجھ سکے وہ اس کو مرکب تو مینے سمجھے جبکہ یہ اضافت کے ساتھ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل تحقیق میں سے بعض (اکادکا) جسم غصری برزخی کے اٹھنے جانے کے قائل ہیں یعنی جسم غصری سلب اشتہا طعام و شراب کے بعد اٹھایا گیا یعنی آسمان پر انہیں بشری ضرورتیں لاحق نہیں۔

۳۔ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کا موقف بھی یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو جسمانی طور پر زندہ آسمان پر اٹھایا گیا اور وہ اب تک زندہ ہیں۔

۴۔ حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان سے نازل ہونے پر سب ہی اتفاق رکھتے

۵۔ عامر بن نصیرؒ اور دیگر کئی اہل اللہ کا فوجی کے بعد آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔

۶۔ اصولیت مقدسہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر حاضر ہو کر حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب دیں گے اور حضرت محمد مرعلیؒ نے پیشین گوئی فرمائی کہ مرزا تھویری کو مدینہ منورہ کی حاضری بھی نصیب نہ ہوگی اور ایسا ہی ہوا۔

۷۔ موت نبوت کے متعلق نہیں ہے۔

۸۔ آیت "قد غلت من قبلہ الرسل" میں غلت بمعنی منت ہے اور

الرسل میں لام جنس کا ہے استغرق کا نہیں ہے مگر تھویری سمجھنے سے قاصر ہے۔

۹۔ مرزا نے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کشف میں غلطی ہوئی جبکہ نبی کا تعبیر کشف میں غلطی پر قائم رہنا بالکل غلط ہے اگر حضور کی غلطی تسلیم کی جائے تو تمام صحابہ اور صدیقوں تک تمام علما و صلحا اور مسلمانوں کا غلطی پر

قائم رہتا حلیم کرنا پڑے گا جبکہ یہ بھی غلط ہے۔

۸۰۔ معقولہ نے بھی میٹھی علیہ السلام کے لئے موت کا معنی نہیں لیا دیکھیں
ذخیری کی تفسیر کشف۔

۸۱۔ امام بخاری نے کتب التفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے
قرآنی لفظ متوفک کو "معنی میت" کہا ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام
بخاری موت صحیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کتب الانبیاء میں
نزدول مصطفیٰ بن مریم علیہ السلام کا عنوان قائم کر کے حدیث درج فرمائی ہے یعنی وہ
بھی نزدول عیسیٰ بن مریم کے قائل ہیں۔

۸۲۔ متوفک میں وعدہ وفات کا ہے اس لئے یہاں میت کا قول کرنے سے
بھی وفات صحیح علیہ السلام ثابت نہیں ہوتی اگر توفیسی کے متعلق کسی صحابی یا منبر
نے موت کا معنی لیا ہوتا تو وفات صحیح مراد لیا جاسکتا خود حضرت ابن عباسؓ بھی
توفیسی کو رخصتی کہتے ہیں۔ یعنی وفات سے آسنان پر اٹھایا جانا مراد لیتے ہیں۔

۸۳۔ قادیانی کا اصرار ہے کہ "توفی" کا معنی موت کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا
حالاںکہ لسان العرب میں اس کا معنی پورے طور پر لے لیتا ہے۔ اور پوری گنتی کرنا
ہے اور سوال کرنا ہے سورت اعراف میں یہی معنی لیا گیا ہے اور اس کا معنی عذاب
دینا ہے اور اس کا معنی خند بھی ہے جیسا قرآن مجید میں ہے *هو الذي يعوقكم*
بغلبيل یہ لفظ "مجازاً" موت کے بعد میت پر بولا جاتا ہے۔

۸۴۔ کہا جاتا ہے کہ قرآن میں جسم مع الروح کس جگہ آیا ہے ہاں البتہ صحیح
مصطفیٰ بن مریم ضرور آیا ہے۔ تو یہی مٹیج مصطفیٰ بن مریم ہی ہے جس سے جسم مع
الروح مراد ہے۔ جسے قادیانی حلیم بھی کرتے ہیں اور منکر بھی ہوتے ہیں۔

۸۵۔ شمس الہدایت میں جو معلومات لکھے ہیں ان میں رفع سے مراد رفع جسمی
ہے مثلاً "حدیث بیان ہوئی کہ آنحضرتؐ نے صحابہ کو انظار کا وقت بتلانے کے لئے
ہاتھ مبارک میں پانی اوپر اٹھایا یعنی پانی کا جسم اوپر اٹھایا یہ نہیں کہ پانی کا جسم تو نیچے
رہا اور اس کی مدد اوپر اٹھائی گئی۔

۸۶۔ قادیانی کے نزدیک علی رفعہ اللہ الیہ میں درجالت کی بلندی مراد ہے مگر یہ

غلط ہے اس لئے کہ آخر میں فرمایا گیا ہے "وكان الله عز وجل" بکیرا تاکہ ثابت ہو کہ بچے کوئی انسانی اور عام واقعہ نہ ہونے والی بات بیان کی گئی ہے۔ اور وہ حضرت عیسیٰ کا رفع جسمانی ہے چونکہ عام طور پر لوگوں کو زندہ آسمانوں پر نہیں اٹھایا جاتا اور حضرت عیسیٰ کو اٹھایا گیا اسی لئے "وكان الله عز وجل" صلیب کے ساتھ فرمایا گیا۔ ۱۸۸

۱۸۷ آیت یا عیسیٰ ابنی متوفیک و رافعک اسی میں جو وعدہ کیا گیا تھا کہ اللہ تم کو زندہ آسمان پر اٹھائے گا آیت "وكان الله عز وجل" صلیب کے پورے ہونے کا بیان ہے۔

۱۸۸ مرزا کہتا ہے کہ جسم مسیح کے اٹھائے جانے کی روایات اسرائیلیات میں سے ہیں۔ حالانکہ یہود و نصاریٰ دونوں برفع جسم مسیح کے قائل نہیں لہذا لازم ہے کہ صحابہ نے یہ بات حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان کی ہے۔

۱۸۹ حضرت کے درجہ کی بلندی بھی ثابت ہے اور ان کا رفع جسمانی ان کی بلندی و درجہ کی دلیل ہے۔

۱۹۰ اس نزاع کی نی اور نئے مفسر توراتی کا کوئی فقرہ بہ سبب جہالت یا افتراء کے قائل قبول نہیں۔

۱۹۱ واؤ کا حرف ترتیب کے لئے نہیں ہوتا یعنی یہ ضروری نہیں کہ جو پہلے ذکر کیا جائے واقعہ میں وہ پہلے ہی موجود ہو۔

۱۹۲ امروسی توراتی حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا جاتا بھی مانتے ہیں اور صلیب دیئے جانے سے بچایا جاتا بھی مانتے ہیں یہ ان کی لیاقت علی ہے؟

۱۹۳ توراتی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے کی نفی اصل میں صرف ان کے طعون ہونے کی نفی ہے اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ مصلوب بھی ہوتے تو مجرم نہ ہونے کی وجہ سے طعون نہ ٹھہرائے جاتے تو ان کے طعون ہونے کی نفی قطعاً اصل مقصود نہیں ہے۔

۱۹۴ چونکہ یہود کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے عیسیٰ مسیح ابن مریم کو پھانسی دے کر

قتل کر دیا اور قرآن نے اس کی تردید کر دی لہذا قرآنی آیات کا مطلب یہی ہے کہ
 نہ تو حضرت مسیح بن مریم کو صلیب دی گئی اور نہ ہی قتل کیا گیا۔

۳۶

۹۵۔ اسلام الہیہ کا تو یحییٰ یا غیر تو قینی ہونا مسلمانوں کے مابین مختلف فیہ مثلہ
 ہے یعنی دونوں فریق اسلام سے خارج نہیں۔

۳۷

۹۶۔ تھوڑی سی کاپی کہنا کہ حضرت مسیح کے صلیب پر چڑھائے جانے کا اکثر اہل
 اسلام بھی انکار نہ کر سکے بالکل غلط ہے بلکہ سارے اہل اسلام ہمیشہ اس کا انکار ہی
 کرتے رہے۔

۹۷۔ کفن کے استعمال میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) کلام سابق (۲) اس کلام سے پیدا ہونے والا وہم (۳) دفع وہم جو کفن کا مدلول
 ہے (۴) وہ مضمون جس سے وہم سابق دفع کیا جائے۔

۹۸۔ جس شخص پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کی شبیہ ڈال دی اور اس کو یہود
 نے پھانسی دیدی اس کا نام کیا تھا اور اس کی ساری تفصیل مقصود میں لہذا قرآن
 نے کچھ نہیں کہا۔

۳۸ ۳۹

۹۹۔ حضرت عیسیٰ مسیح خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے جس کو آسمان کی طرف
 اٹھالیا گیا اور پھر دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق دنیا میں
 اتر کر فوت ہو گیا۔

۴۰

۱۰۰۔ امروہی مرزا کی نے آیت ”لبو منن بہ قبل موئہ“ کو جملہ انشائیہ قرار دیا
 ہے جو نہ صرف جہالت ہے بلکہ گنہ کبیرہ ہے کیونکہ بارگاہ خداوندی میں اس سے
 نقص لازم آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جملہ خبریہ ہے جواب قسم کا جملہ خبریہ
 ہوتا ہے۔

۴۱

۱۰۱۔ اگر دو سرے شخص پر شبہ ڈالے بغیر حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھالیا
 جاتا تو کھلا کھلا منہ دیکھ لینے کی وجہ سے ایمان بالغیب جاتا رہتا ایک شکل کا مختلف
 شکلوں میں نظر آتا اور ایک ہی شخص کا ایک وقت میں کئی مکالموں میں موجود ہونا
 ممکن ہے بلکہ دیکھا جا چکا ہے۔ اور حکمت الہیہ کے منافی نہیں۔

۴۲

۱۰۲۔ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اور قرآن میں ان کی والدہ محترمہ کو

مدیقہ کنا کسی طرح بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ افضلیت کے خلاف نہیں۔

۱۰۴۔ مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے صحابہ سے صحیح اسلو کے ساتھ لکھا ہے اور کوئی مضمون آیاتِ کریمہ کے خلاف نہیں۔

۱۰۵۔ اموی مرزائی نے بڑے زور و شور سے لبومنین کو انشائیہ کہتے کہتے جب ترجمہ کیا تو خبر یہ بتا دیا اسی لئے کہتے ہیں دروغ گو را حافظ نہ باشد۔

۱۰۵۔ اگر حضرت حبشی صرف روحانی طور پر زندہ ہیں تو یہ کوئی انہونی اور تعجب کی بات نہیں ہے کہ اس کو قسم کھا کر بیان کیا جاتا بلکہ قسم کھا کر بیان کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ جسمانی طور پر زندہ ہیں۔

۱۰۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرماں موجود ہے کہ اے یہودیو! حضرت حبشی کو موت نہیں آئی اور وہ بے شک تمہاری طرف لوٹ کر آنے والے ہیں قیامت سے پہلے اور یہ حدیث حیاتِ جسمانی پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے۔

۱۰۷۔ لکھا گیا ہے کہ بیضوی اور کشاف وغیرہ نے "لبومنین بہ قبل موتہ" کو جملہ انشائیہ قرار دیا ہے جبکہ یہ بالکل جھوٹ ہے اور جہالت ہے کیونکہ بیضوی اور کشاف وغیرہ نے اس کو جملہ خبریہ مودکہ بلا انشائیہ ٹھہرایا ہے۔

۱۰۸۔ قادیان کے مشن جیسا کوئی اور مشن غیر مذہب دیکھنے میں نہیں آیا مقتول و معقول دونوں ہی ان کی لغزش آسودہ اور کجی اور جہالت مرکب سے بھری ہوئی ہیں۔

۱۰۹۔ حضرت مسیح ساری ملتوں کو ایک ملتِ اسلام کر دیں گے صلیب کو توڑیں گے مگر مرزا جی نے نہ تو کوئی صلیب توڑی نہ کوئی عیسائی پادری ان کے ہاتھ پر تائب ہوا پھر مرزا جی کس طرح مسیح موعود ہو سکتا ہے۔

۱۱۰۔ وجہ خدائی کا دعویدار ہو کر عارضی غلبہ حاصل کرے گا اس کو حضرت مسیح علیہ السلام قتل کریں گے جس سے وجہل کے تابعین کو بڑی ذلت ہوگی مرزا قادیانی نے تو ایسا کچھ نہ کیا۔

۱۰۹ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جزیہ کا حکم نزول میسٰی سے قبل تک محدود ہے حضرت میسٰی علیہ السلام جزیہ موقوف کر دیں گے کیونکہ اس وقت یسود و نصاریٰ کی حالت بت پرستوں کی طرح ہو جائے گی اور بجز اسلام ان سے کوئی شئی قبول نہ کی جائے گی۔

۱۱۰ اموی مرزائی کا حل یہ ہے کہ ایک کھڑا حدیث کا من گھڑت شرح کر دیتے ہیں مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو اسی حدیث کا دوسرا کھڑا اس شرح کو مردود کر دیتے ہیں۔

۱۱۱ ہر کافر پہلے حضرت مسیح کے دم سے نیم مردہ ہو جائے گا اور پھر اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

۱۱۲ نزول میسٰی بھی علامات قرب قیامت میں سے ایک علامت ہے۔

۱۱۳ جس طرح آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام وغیرہم سے بیینہ دی مراد ہیں اسی طرح حدیث نزول میں بھی دی مسیح بن مریم بیینہ مراد ہیں ان کا حل مراد نہیں ہے۔

۱۱۴ حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جو حضرت فاروق اعظمؓ کے حکم پر جناب بظہ بن معلوہ انصاریؓ کے ساتھ جملہ کے سفر میں تھے ان کے ساتھ تین سوشہ سوار تھے ایک مقام پر عصر کی نماز کے لئے اذان کسی جنبؓ کا لشکر محمد رسول اللہؐ تو پہاڑوں میں سے کسی نے پکار کر کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہیں جن کی بشارت حضرت میسٰی بن مریمؑ نے ہم کو دی ہے یہ شخص ڈرست بن بر تھا تھا جس نے مزید بتلایا کہ وہ خدا کے عبد صالح میسٰی بن مریمؑ کا وصی ہے انہوں نے اس کو پہاڑ میں ٹھہرایا اور آسمان سے نزول کے وقت تک اس کے زندہ رہنے کی دعا کی۔

۱۱۵ اگر یہ وصی میسٰی بن مریمؑ اس قدر طویل زمانے تک کچھ کھائے پئے بغیر پہاڑوں میں زندہ ہے تو حضرت میسٰی بھی یقیناً آسمان پر زندہ ہیں۔

۱۱۶ آیت قرآنی ”وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ أَهْلَ الْكِتَابِ لَمَّا يُبْعَثُونَ“ میں اہل کتاب سے وہی اہل کتاب مراد ہیں جو نزول مسیح کے وقت موجود ہوں گے اور

۱۳۱ وہ موت مسیح سے قبل ایمان لائیں گے۔

۱۳۹ حضرت مسیح پر اہل کتاب کا ایمان لانا درحقیقت افضل الاولین والاخرین
سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہو گا یعنی اب یہودی اور عیسائی
حضرت مسیح سے متعلق جو غلط اعتقاد رکھتے ہیں وہ اپنی غلطی کو تسلیم کریں گے اور
خود حضرت مسیح علیہ السلام کے ذریعے اسلام کو قبول کریں گے۔

۱۴۰ امرودی صاحب نے آیت مندرجہ بالا کا جو معنی لیا ہے وہ جاہلوں کی تحریف
ہے کیونکہ اس کی بنا واقعہ صلیبی پر ہے ہر ایک یقین کو ایمان نہیں کہا جاتا بلکہ
ایک مخصوص یقین کو شرعاً ایمان کہا جاتا ہے۔

۱۴۱ بروز کا معنی یہی ہے کہ ایک کھل کی روح دوسرے ناقص کے بدن میں
ظہور کرے اگر مانا جائے کہ نزول عیسیٰ سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی
میں نزول یروزی کیا ہے تو بہت سارے مفہام کا باعث ہے۔

۱۴۲ امرودی مرزائی نے جو آیات بروز ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں ان کا
بروز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۱۴۳ حضرت سیدنا پیر مرعلی شاہؒ نے خواب میں دجال سے مقابلہ کیا جبکہ ابھی
عدم بلوغت کی عمر تھی اور دجال کو شکست ہوئی۔

۱۴۴ قبر میں منکر نکیر عربی زبان میں سوال کریں گے مگر اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ
غیب سے سمجھ عطا فرمائے گا اور وہ جواب دیں گے اسی طرح دنیا کی زندگی میں دیکھے
بغیر مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیں گے۔

۱۴۵ دجال چہرہ "شرک پھیلائے گا" کا حکم ہے کہ ایسی صورت میں مسلمان
فوج سورہ کھٹ پڑھیں۔

۱۴۶ حدیث شریف میں علامات قیامت میں سے بتلایا گیا ہے کہ سورج مغرب
سے طلوع ہو گا اور امرودی مرزائی کہتا ہے کہ یہ قرآنی آیت کے خلاف ہے جس
میں کہا گیا ہے کہ سورج اپنے مستقر کی طرف چلتا ہے وہ تو بطل باطل کرتے
ہوئے کہتا ہے کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو گا بلکہ توحید اسلام کا سورج مغرب
یعنی امریکہ اور یورپ سے طلوع ہو گا مرزائی کو سورج کے مستقر کا پتہ ہی نہیں

سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے لہذا آفتاب مغرب سے بھی طلوع ہو سکتا ہے اور یہ بات سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے خلاف نہیں ہے۔

۱۸۳

۳۷۷ مسیح موعود کے لئے قرآن، حدیث اور الملت و افضل میں ایسی مہارت اور صداقت اور راست بازی کا ہونا ضروری ہے جو انہیں سب سے ممتاز اور سب پر فائق کر دے۔

۱۷۴

۳۷۸ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے مسیح موعود کی ذاتی اور زبانی خصوصیات بیان فرما دیں تاکہ امت کسی جھوٹے مسیح کے دام میں نہ پھنس جائے۔
۳۷۹ حضرت مسیح کی دنیوی حیات چالیس سال ہے رخ آسمانی سے نکل تینتیس (۳۳) سال اور نزول کے بعد سات سال مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اس کی اپنی الہامی عمر (سی) ۸۰ سال ہے یعنی وہ خود اپنے قول کے مطابق مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

۱۷۵

۳۸۰ حضرت عیسیٰ نزول کے بعد چونکہ امت محمدیہ کے فرد ہوں گے اور دین نصرانیت و غیرہ کو مٹا دیں گے اس لئے صرف مسلمان باقی ہوں گے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ ان کی نماز جتانہ مسلمان پڑھیں گے۔

۱۷۶

۳۸۱ نزول عیسیٰ کے وقت امام مہدی الامت کریں گے اور بعد میں حضرت عیسیٰ الامت کریں گے۔

۱۷۷

۳۸۲ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ جہلو کو موقوف کر دیں گے یعنی پہلے جہلو کریں گے جب کوئی غیر مسلم باقی نہ رہ جائے گا تو جہلو موقوف کر دیں گے یعنی جب سارے مسلمان ہوں گے تو جہلو کس کے خلاف ہو گا؟

۱۷۸

۳۸۳ اگر ۲۳ جگہ توفی کا معنی موت لیا گیا ہے تو ضروری نہیں کہ باقی ہر جگہ بھی توفی سے موت ہی مراد ہو۔

۱۷۹

۳۸۴ نفث میں تصریح کی گئی ہے کہ موت واقع ہو جانے کے بعد میت پر توفی کا اطلاق مجازاً ہوتا ہے حقیقت نہیں ہوتی۔

۱۸۰

۳۸۵ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عوام جماعت میں نہ صرف نبی بلکہ خاتم النبیین کا درجہ پا چکے تھے حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کا مجسمہ

بھی تیار نہ ہوا تھا۔

۱۹۵

۳۲۷۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روح رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امر ہے مگر قادیانی روح کو رحم کا کیزا قرار دیتا ہے۔

۱۹۶

۳۲۸۔ امی منوفیک و رانفک امی کا یہ معنی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سے فرمایا کہ میں تیری عمر کی مدت پوری کروں گا یہودی تجھے قتل نہ کر سکیں گے اس لئے میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور جب تیری عمر کی میعاد پوری ہوگی تو میں خود تجھے موت دوں گا۔

۲۰۵

۳۲۸۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فزیت اور غلبہ عطا فرمایا کہ عرب میں جن کافروں نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوئے اور باقی مسلمان ہوئے سارے عرب پر اسلام کا غلبہ ہو گیا۔

۲۰۶

۳۲۹۔ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا آیت سبعلن الذی لیسری بعبدہ اور بل رفعہ للہ علیہ سے ثابت ہے مرزا قادیانی نے پرانے فلسفہ کی بنا پر آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ جانے کو مشنفت میں سے لکھا ہے یعنی وہ قرآن کے مقابلے میں فلسفیوں پر ایمان رکھتا ہے یہ کہنا کہ آسمانوں پر کہ زمیں اور کہ تاریہ کی وجہ سے جسم عنصری لٹھک اور گرمی کو برداشت نہیں کر سکتا غلط ہے جو خدائے عز و جل قلنا یا نہ کونہ بر ما کی شلوت کے مطابق حضرت ابراہیم پر آگ کو گزار بنا سکتا ہے وہ اپنے حبیب مطلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ کے لئے بھی بندوبست فرما سکتا ہے۔

۲۱۳

۳۳۰۔ امروہی مرزائی کی ساری کتب کا حاصل سوائے آویز یعنی الجینے گریز یعنی حق سے دور بھاگنے بہتوں اور کج فہمی کے اور کچھ نہیں۔

۲۱۴

۳۳۱۔ امروہی مرزائی کتب جس اہدایت کے مضامین کو سمجھ ہی نہیں سکا اگر کسی سے پڑھ لیتا تو اچھا تھا اس کتب میں مرزا قادیانی پر جو اعتراض وارد کئے گئے تھے ان میں سے کسی کا بھی جواب نہیں دے سکا۔

۲۱۵

۳۳۲۔ امروہی مرزائی قرآن کریم کے حقیقی اور مجازی معنی سے بے خبر ہے مگر حضرت ختم المرسلین افضل اللولین والا خیرین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسیہ

صفت سے ایسی عداوت کا اظہار کرتا ہے۔ ایسی عداوت تو پادریوں، آریوں وغیرہ نے بھی نہیں کی۔

۲۱۸

۳۳۔ مرزائی قادیانی نے حضرت مسیح کے معجزات کو مصریہ اور کھلونے قرار دیا ہے (دیکھیں ازالہ صفحہ ۳۰۸)

۲۱۹

۳۴۔ آیت قرآنی قد خلقت من قبلہ لرسول میں لفظ خلقت حضرت مسیح کے دوبارہ آنے سے مانع نہیں ہے یہ آیت حضرت مسیح کے دوبارہ نہ آنے کو ثابت نہیں کرتی نہ اس کے لئے دلیل بن سکتی ہے اور امروہی مرزائی کا اپنا استدلال خود ہی اسی کے اور مرزا قادیانی کے دعوے کو باطل کرتا ہے۔

۲۲۰

۳۵۔ ایلیس نے حضرت آدم کو مجبور نہ کیا تو آسمانوں سے نیچے اُتار دیا گیا اور حضرت آدم و حوا علیہما السلام جنت میں رہے پھر ایلیس نے ان کو دوسرے میں ڈالا یعنی ایلیس آسمانوں پر گیا تو دوسرے میں ڈالا اگر ایلیس خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سے آسمانوں پر جا سکتا تھا تو وہی خدا حضرت مسیح کو بھی اپنی قدرت مطلقہ سے آسمانوں پر لے گیا۔

۳۶۔ حضرت الشیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا کہ حضرت مسیح کا آخری زمانے میں حاکم عادل کی صفت کے ساتھ زمین پر اترنا متفق علیہ بات ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں مگر امروہی مرزائی نے خود ہی اس عبارت میں نزول کو نزولِ بیروزی بنا دیا حالانکہ حضرت الشیخؒ تو نزولِ جسمی اور حیاتِ مسیح کے قائل ہیں۔

۲۲۵

۳۷۔ سورہ زلزال میں "ارض" سے مراد زمین ہی ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے مگر مرزا اس کو غلط کہنے اور "ارض" کی باطل تکرار کرنے کی وجہ سے قرآن و حدیث کا منکر ہوا ہے۔

۲۲۷

۳۸۔ امروہی مرزائی اقرار کرتا ہے کہ حیاتِ مسیح کی روایات صحابہ و تابعین سے ثابت ہیں مگر ساتھ ہی کھٹے طور پر ان کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔

۳۹۔ کسی مجدد اور محدث کو لغوی معنی کے اعتبار سے مرسل کہا جا سکتا ہے مگر اصطلاحی معنی میں ان میں سے کسی کو "رسول" نہیں کہا جا سکتا نہ کہا گیا ہے۔

۴۰۔ حدیث پاک میں بشارت دی گئی ہے کہ ایامِ قارس میں سے ایک شخص

اتنا بڑا عالم ہو گا اگر علم زمین سے اٹھ گیا تو وہ اپنے کل علمی کی وجہ سے علم کو لوٹ کر لے آئے گا۔

۲۲۸

یہ بشارت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ پر صلیق آتی ہے۔

۱۵۱۔ امروہی مرزا کی اپنی کتاب کے آخر میں لکھتا ہے "تمت الکتاب" علامہ کتاب عربی میں مذکور ہے مگر امروہی نے عربی کو اردو سمجھ لیا ہے اور تمت کہہ کر کتاب کو مونث بنا رہا ہے اسے کاش وہ نحو میری پڑھا ہو۔

۲۲۹

۱۵۲۔ امروہی مرزا کی پیسہ لے کر مرزا کے لئے لکھتا تھا جب پیسہ کم ملا تو قادیان

۲۳۰

چھوڑ کر چلا گیا۔

غلام عبدالحق محمد

(جی اے حق)

افنی ترین علوم آستانہ عالیہ غوثیہ مرہ

کولن شریف - ۱۹۹۸ - ۳ - ۶

